مُحدّثینِ کرام کے علمی اسفار

محمد عرفان محمد رمضان سیوانی ندوی

امام وخطیب مسجد الفتح، دبی، امارات

مکتبہ احسان لکھنؤ

محدثین کرام
کے
علمی اسفار

تالیف

شیخ محمد بن اکرم صالح الزہری

مترجم

مولانا محمد عرفان بن محمد رمضان ندوی سیوانی

امام وخطیب مسجد الفتح (دبئی۔امارات)

مکتبہ احسان، لکھنؤ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

محدثین کرام کے علمی اسفار

تالیف

شیخ محمد بن اکرم صالح الزہری

مترجم

مولانا محمد عرفان بن محمد رمضان ندوی سیوانی

Muhaditheen-e-Kiram
Ke Ilmi Asfaar
Author
Md. Bin Akram Saleh Al-Zohri
Edition : 2017
Pages : 144
Price :

ناشر

مکتبہ احسان لکھنؤ
MAKTABA AHSAN

504/119, Tagore Marg, Daliganj, Lucknow-20 (U.P.)
Ph. : 0522-2742842 M. : 9793118234, 9335982413
E-mail : maktabaahsan1@gmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

الحمد لله و كفى و سلام على عباده الذين اصطفىٰ أما بعد.

علم دین کے محفوظ کرنے اور علوم دینیہ کی تدوین اور تصنیف و تحقیق میں ہمارے علماء نے جن ذرائع سے کام لیا ان میں ایک بڑا ذریعہ سفر تھا، ایک ایک حدیث کو سننے کے لیے سخت مشقت کے سفر کیے، اور جن بزرگ کے پاس وہ حدیث تھی ان سے جا کر حاصل کی، اسی طرح دین سیکھنے اور علم میں تفقہ پیدا کرنے کے لیے اساتذۂ فن کی خدمت میں طویل طویل مدت گزاری، اس طرح خود یہ علمی اسفار ایک موضوع بن گئے اور اس پر کتابیں لکھی گئیں، محدثین کرام کے علمی اسفار پر شیخ محمد بن اکرم صالح الزہری کی کتاب ایک علمی تحقیقی کتاب ہے جس کے ترجمہ کی طرف مولانا ثمین اشرف قاسمی صاحب مقیم دبئی نے مولوی محمد عرفان سیوانی ندوی صاحب کو توجہ دلائی ہے اور انہوں نے فکرمندی سے اس ذمہ داری کو ادا کیا آج جب کہ راحت کے ساتھ علم حاصل کرنا عام بات ہوگئی ہے یہ کتاب علمی حلقوں میں مفید اور موثر ہوگی، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور نافع بنائے۔

محمد رابع حسنی ندوی
دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
جمعہ ۲۲ر شعبان المعظم ۱۴۳۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

ساری تعریفیں اس ذات اقدس کے لیے جس نے اپنے بندوں کو کتاب کا وارث بنایا، ان میں سے بعض کو اپنی توفیق سے اچھائیوں کی طرف لپکنے اور بڑھنے والا بنایا اور اہل قرآن (حامل قرآن) کو "ثم أورثنا الكتاب الذين اصطفينا من عبادنا" کے زمرے میں داخل فرما کر مزید شرف بخشا۔ اللہ نے اپنے بندوں میں سے بعضوں کو حفظ قرآن کے لیے منتخب فرمایا جیسے صحابہؓ ان میں سے بعضوں کو جمع قرآن کے لیے منتخب فرمایا جیسے زید بن ثابتؓ۔ بعضوں سے قرآن کا کام لیا۔ جیسے ائمۂ قرأت جنہوں نے علم تجوید اور علومِ قرآن کو مدون کیا۔

اللہ نے اپنے بعض بندوں سے تدوین حدیث کا کام لیا جن میں سرفہرست امام بخاریؒ ہیں۔ بعض کو تدوین فقہ کے لیے منتخب فرمایا جیسے مشہور ائمۂ فقہ، اس طرح قرآن کریم ہم تک ہر طرح کی تحریف وتبدیل اور عیب سے محفوظ و مامون ہو کر پہنچا، یہ اللہ کے منتخب وممتاز بندے ہیں جنہوں نے لوگوں کو خیر کی تعلیم دی، چناں چہ ان میں سے ہر ایک کا نام لوگوں کی زبان پر ہے، ان کے ذکر سے مجالس عطر بیز ہیں، انہوں نے اللہ کی عظمت کے گن گائے، شعائر اللہ کی تعظیم کی، چناں چہ اللہ نے ان کو عظمت بخشی اور ان کا نام وکام زندہ جاوید کر دیا، یہ کتنی عظیم نعمت ہے کہ اللہ نے اپنے بندوں سے اپنی کتاب کی خدمت کا کام لیا، ہمارے اسلاف جانتے تھے کہ طلبِ علم بڑی ہمت وجانکاہی کا کام ہے، جس میں توقف، انتظار اور راحت کی گنجائش نہیں اور علم بغیر صبر کے نہیں آتا، علم کے حصول کے لیے راحت آمیز مشقت اور مشقت آمیز راحت درکار ہے، جتنی مشقت بڑھتی ہے خوشی میں اضافہ ہوتا

ہے۔ ہمارے والد شیخ اور مربی نے اپنی کتاب "طریق الجنان فی طلب علوم القرآن" ہمارے اسلاف کے بعض حیرت ناک اور عجیب سفری قصوں کی جھلکیاں پیش فرمائی ہیں جو ہمارے اسلاف نے طلب علم کی خاطر کیں اور گھر بار ترک کیا اور اتنی مشقتیں اٹھائیں جو کسی معجزے سے کم نہیں۔

اگلے صفحات میں آپ ان علماء اور طلباء کے واقعات پڑھیں گے جنہوں نے علم کی خاطر کبھی فقر وفاقہ برداشت کیا تو کبھی لباس وغذا کی قلت کا سامنا کیا تو کبھی سخت مشکل حالات کا جرأت وحوصلہ عزیمت واستقامت کے ساتھ مقابلہ کیا۔

آئندہ صفحات میں آپ علم کے ان متوالوں کے واقعات ملاحظہ فرمائیں گے جنہوں نے علم کے راستے میں درختوں کے پتوں پر قناعت کی حالاں کہ ان کے پاس عقل وذہانت اتنی تھی کہ اس ذہانت کو وہ مال کمانے میں صرف کرتے تو مال ودولت کے انبار لگا دیتے اور دنیا کے سب سے بڑے مال دار بن جاتے، لیکن علم کی خاطر انہوں نے فقر کو مال داری پر ترجیح دی، روٹی کی خوشبو سونگھ کر قناعت کر لی اور غذا سے بے نیاز رہے۔

آپ مشاہدہ فرمائیں گے کہ جنہوں نے اپنی زندگی فقیرانہ انداز میں شروع کی بے مایہ، بے مال، مگر وہ مرجعِ خلائق بنے، امت کے پیشوا بنے، دین میں مستند ومرجع قرار پائے اور یہ زندگی میں رائج طریقہ ہے کہ جس کی زندگی کی شروعات جتنی سخت، مشکل، کانٹوں بھری رہی ان کی انتہا اتنی ہی روشن اور تاب ناک ہوتی ہے۔

اگلے صفحات میں آپ پڑھیں گے کہ جس نے حرام یا مشتبہ سے حاجت اور فقر کے باوجود پرہیز کیا اللہ نے انہیں اس کے بدلے پاکیزہ حلال رزق عطا فرمایا۔ چناں چہ انہوں نے پاکیزہ کھایا، پاکیزہ بولا اللہ نے ان کے کلام کو بھی پاکیزہ بنا دیا۔ آپ مشاہدہ کریں گے ان کے حالات جنہوں نے جائز اور حلال راحت کو ترک کیا اور علم کی تدوین، تحصیل اور ترویج وتلقین میں منہمک ہو گئے۔ چناں چہ انہوں نے علم پر نہ لذت کو ترجیح دی،

نہ کھانے کو، نہ مال کو، نہ بیوی بچوں کو، نہ بدن کی راحت کو، نہ بستر کے گداز کو، سوتے تو علم کے ساتھ، بیدار ہوتے تو علم کے ساتھ، علم ان کے دل کا قرار تھا، بیداری میں سب سے پہلی چیز علم، سوتے وقت سب سے آخری شی ان کے پاس علم ہی تھا۔ آپ پڑھیں گے کہ انہوں نے حق اور صحیح علم صحیح و مستند عالم سے حاصل کیا۔ اس کی پرواہ نہیں کی کہ وہ عالم سید ہے یا غلام، کیوں کہ علم بذات خود باعث شرف وسیادت ہے، اور امانت کے ثبوت کے بعد سب سے اونچا نسب بھی، لہٰذا وہ ثبوت امانت کے بعد عالم کی قومیت، جنسیت کی پرواہ نہیں کرتے تھے، نہ یہ دیکھتے کہ وہ آزاد ہے یا غلام، فقیر ہے یا غنی، عربی ہے یا عجمی۔

حالات پڑھیں اور موازنہ کریں موجودہ طالب علم اور قدیم طالب علم کے احوال کا، قدیم طالبان علوم نبوت پیدل سفر کرتے، بیابانوں، صحراؤں، وادیوں اور گھاٹیوں کو طے کرتے، دشواریوں کا سامنا کرتے، ہلاکت خیزیوں سے نبرد آزما ہوتے، تاکہ کسی عالم سے ملاقات ہو اور ان کے علم سے استفادہ کریں۔

آئندہ صفحات میں آپ دیکھیں گے کہ ان ائمہ کا مطمح نظر مادی منفعت، سرکاری منزلت اور دنیاوی ملازمت نہ تھی، بلکہ ان کا مطمح نظر اور مقصد زندگی دین کی خدمت، رب کی رضا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اشاعت تھی۔ چناں چہ اللہ نے انہیں دنیا میں بھی بلند مقام، عزت و سربلندی عطا فرمائی کہ بادشاہوں کے صاحبزادے ان کی جوتیاں اٹھانے کے لیے سبقت کرتے، اور آخرت میں اللہ کے پاس ان کا جو مقام و مرتبہ ہوگا وہ کسی آنکھ نے نہ دیکھا ہوگا، نہ کسی کان نے سنا ہوگا، نہ کسی کے دل میں خیال آیا ہوگا۔ خلیفہٗ مامون نے امام فراء نحوی کے حوالہ اپنے دونوں بیٹوں کی تعلیم و تربیت سپرد کی، ایک دن امام فراء کسی کام سے اٹھے، مامون کے دونوں بیٹے استاذ کی جوتیاں اٹھانے لپکے، دونوں میں جھگڑا ہوگیا کہ میں جوتیاں اٹھاؤں گا، آخر اس بات پر صلح ہوئی کہ ایک جوتی ایک پیش کرے اور دوسری جوتی دوسرا پیش کرے۔

اس واقعہ کی خبر جب مامون کو دی گئی تو اس نے امام فراء کو طلب کیا اور ان سے پوچھا: سب سے معزز کون ہے؟ امام نے جواب دیا: امیر المومنین ہیں۔ مامون نے کہا کہ نہیں، بلکہ وہ ہے جس کی جوتیاں اٹھانے کے لیے دو دو ولی عہد دوڑیں اور جھگڑیں اور ایک ایک جوتی اٹھانے پر صلح ہو۔ امام فراء نے جواب دیا: امیر المومنین: میں نے شاہزادوں کو اس سے روکنا چاہا لیکن خدشہ ہوا کہ جن شرف وعظمت کے حصول کے لیے دونوں لپکے ہیں میرے منع کرنے سے کہیں ان کا دل ٹوٹ نہ جائے، مامون نے جواب دیا: شاہزادوں کے اس عمل نے ان کا مقام گھٹایا نہیں ہے بلکہ ان کے مرتبہ میں اضافہ کر دیا ہے۔

مامون نے کہا: آدمی کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو تین چیزوں سے بے نیاز نہیں ہو سکتا (۱) سلطان وقت کے ساتھ تواضع کرنا۔ (۲) والدین سے تواضع کرنا۔ (۳) استاذ کے ساتھ تواضع سے پیش آنا۔ پھر کہا: میں شاہزادوں کے عمل سے خوش ہو کر بیس ہزار دینار بطور انعام دینے کا اعلان کرتا ہوں اور آپ کے حسن تعلیم اور اچھی تربیت دینے پر دس ہزار دیتا ہوں۔

(ماخوذ از: صبر العلماء)

بلاشبہ موجودہ اسلامی کتب خانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ذخیرہ اور آئندہ بے شمار ہونے والی وسعت وترقی انہی نفوس قدسیہ کے عزم وحوصلہ کی مرہون منت ہے جنہوں نے اپنی زندگیاں کتاب اللہ کی خدمت اور اس کی نشر واشاعت میں وقف کر دیا۔

قابل غور بات یہ ہے کہ ہمارے اور اسلاف کے درمیان اسباب ووسائلِ راحت میں آسمان زمین کا فرق تھا۔ ان بزرگوں کے دور میں کھانے پینے، روشنی، آمد ورفت کے وسائل کی قلت اور تنگی تھی، نہ کھانا آسانی سے میسر، نہ روشنی ہر جگہ موجود، نہ گاڑی کی سہولت نہ ہوائی جہاز میسر، نہ ہی لکھنے پڑھنے کے اسباب ووسائل کی آج کی طرح فراوانی تھی۔

آج طالب علم کے لیے راحت کے، تحصیل علم کے، تمام اسباب مہیا کر دئے گئے ہیں۔ آج طالب علم آرام دہ ایئر کنڈیشن کمرے میں جگمگاتی روشنی میں، گرمی میں ٹھنڈ ہوا

میں، جاڑے میں گرم ماحول میں پڑھتا ہے۔ ہر طرح کی مطبوعہ کتابیں حاصل ہیں۔

موجودہ دور میں طالب علم سفر کرنا چاہے تو دنیا کے گوشے گوشے میں آنے جانے کی تیز رفتار سہولتیں اور وسائل موجود میسر ہیں، آج طالب علم گھر بیٹھے استاذ کی آواز سن اور اس کو دیکھ سکتا ہے جیسے وہ استاذ کے درس میں بیٹھا استاذ کو دیکھ اور سن رہا ہو، جب کہ قدیم زمانے میں ان سہولتوں کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اللہ کی رحمتیں ہوں ان نفوس قدسیہ اور پاکیزہ ارواح پر جنہوں نے ہمارے لیے اپنے خونِ جگر سے عظمت کی یہ عمارت تعمیر کی اور نورِ بصارت، شعلۂ ذہانت سے اسے مزین کیا جن کے فضل واحسان کا معترف ہر دوست ودشمن ہے، ہر یگانہ و بے گانہ ہے۔ ہم اللہ رب العزت سے دعا گو ہیں کہ وہ ان کی قبروں پر رحمت کی بارش فرمائے، اپنی رضا وخوشنودی سے سرفراز فرمائے، باغ وبہار میں، جنت وانہار میں اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ان کا حشر فرمائے۔

آمین یارب العالمین

طالبتان

اسماء محمد اکرم بلوچی

امینہ احمد سالم العوائد

مدرسہ امام ابوحنیفہ برائے حفظ قرآن

صلالہ، ظفار، عمان

۱ر ستمبر ۲۰۱۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مترجم

آدمی مسافر ہے، یہ دنیا گزرگاہ اور جائے سفر ہے، یہ چرخِ کہن ہزاروں سال سے قائم ہے، بساطِ دنیا کب سے بچھی ہے کوئی فرد بشر نہیں جانتا، جتنی قدیم بساط دنیا ہے جتنا کہن گزرگاہِ عالم ہے، اس پر سفر کا چلن بھی اتنا ہی کہن وقدیم ہے۔

انسان کبھی اچھی معیشت کے لیے، کبھی آب وہوا کی تبدیلی کے لیے، کبھی جہاں آرائی، جہاں بانی اور کشور کشائی کے لیے، کبھی تحصیل علم وتبلیغ دین کے لیے اور کبھی محض سیر وسیاحت کے لیے مشرق ومغرب، شمال وجنوب کی خاک چھانتا رہا ہے۔

آج کل سیر وسیاحت اور ٹورزم کے نام سے وزارتیں قائم ہیں، آج انسانی آبادی کا ایک معتد بہ حصہ دنیا کے مختلف حصوں میں سرگرم سفر رہتا ہے، مدت حیات اور جان ومال کا بڑا حصہ سیر وسیاحت میں خرچ کر رہا ہے، چاہے مقصد صرف جہاں گردی اور آوارہ گردی ہی کیوں نہ ہو۔

لیکن اسلام کا یہ جمال وکمال ہے کہ اس کے علماء، حکماء، دانشور، ارباب بصیرت نے علم کے حصول کے لیے دور دراز مقامات کا سفر کیا، سیکڑوں ہزاروں میل کی مسافت طے کیا، جس کو ''علمی اسفار'' یا ''رحلاتِ علمیہ'' کے نام وعنوان سے مؤرخین اور ارباب قلم نے ریکارڈ کرکے محفوظ کر دیا ہے۔ محدثین کی اصطلاح میں ''رحلہ'' اس سفر کو کہتے ہیں جو طلب حدیث کے لیے کیا جائے، علماء ومشائخ میں اس کا خصوصی اہتمام وانہماک رہا ہے، محدثین وفقہاء ذوق وشوق سے یہ اسفار کرتے رہے ہیں، صحابۂ کرام اور تابعین میں اس کا خاص ذوق رہا ہے۔

حضرات صحابۂ کرام نے ایک ایک حدیث سننے کے لیے ایک ایک ماہ کی مسافت کا سفر کیا ہے، چناں چہ بخاری شریف میں ہے: "رحل جابر بن عبد اللّٰہ مسیرة شهر إلى عبد اللّٰہ بن أنيس في حديث واحد" قرآن کریم میں فرمایا گیا: "فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين" آیت کریمہ میں طلب عالم اور تفقہ فی الدین کے لیے نکلنے اور پھر اس کی تبلیغ وتعلیم کی تاکید کی گئی ہے، مشہور بزرگ ابراہیم بن ادہمؒ کا ارشاد ہے کہ "اصحاب حدیث کے سفر کی برکت سے خداوند قدوس اس امت سے بلاؤں کو اٹھالیتے ہیں۔"

ناظرین! زیر نظر تصنیف وتالیف اس سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے جس میں مصنف نے دسیوں بیسیوں محدثین ومشائخ کے علمی اسفار کا احاطہ کیا ہے جو خاص طور سے نئی نسل کے لیے مشعلِ راہ ہے جس کے لیے مصنف شکریہ کے مستحق ہیں، میری یہ خوش بختی ہے کہ مجھے اس عظیم کتاب کے ترجمہ کا موقع ملا، جس کا سہرا محترم مفتی ثمین اشرف قاسمی صاحب کے سر ہے، جنھوں نے مجھ پر اعتماد کرتے ہوئے میرے سپرد یہ کام کیا۔ اللہ فروگزاشت سے درگزر فرمائے، اس کاوش کو قبول فرمائے اور اس کتاب کے نفع کو عام وتام فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

بندۂ عاجز

محمد عرفان ندوی سیوانی

10/09/2016

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

ساری تعریف اللہ کے لیے جس نے سربلند کیا ان کو جن کے ساتھ خیر کا ارادہ کیا، اور انہیں علم و ایمان سے نوازا، اور ہدایت سے اعراض کرنے والوں کو رسوا کیا اور ذلت و رسوائی سے دوچار کیا۔

طلب علم سب سے بڑا فریضہ اور سب سے بڑا واجب ہے، کیوں کہ اطاعت کا بجالانا اور برائی کو ترک کرنا علم ہی پر منحصر ہے، اللہ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں دین کی سمجھ دیتے ہیں۔ فرمانِ رسولؐ ہے: ''جب تم جنت کی کیاریوں پر گزرو تو خوب فائدہ اٹھاؤ، صحابہؓ نے عرض کیا: جنت کی کیاریاں کیا ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا: ذکر کے حلقے۔'' چناں چہ علم کے حلقے خوش منظر کیاریاں ہیں، جس میں باعظمت علم کا فیضان جاری ہوتا ہے اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے، صراط مستقیم نصیب ہوتی ہے۔ حلال وحرام کی تمیز ہوتی ہے۔ صلاح وفساد کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ اس کا بدلا لہو ولعب کی مجلسیں کیسے ہو سکتی ہیں۔

ہم صحت وعافیت کے ساتھ ہیں، اللہ کا رزق وافر مقدار میں حاصل ہے، پھر بھی ان علم کی مجلسوں میں نہ جائیں تو اللہ کو کیا منہ دکھائیں گے؟ کیا عذر بیان کریں گے؟

کیا ہم جہالت کے راستے کو اپنائیں گے جو گمراہی کا راستہ ہے، اور علم کا راستہ ترک کردیں گے جو ہدایت کا راستہ ہے۔ جب آپ سے پوچھا جائے کہ آپ کیسے عبادت کرتے اور نماز پڑھتے ہیں تو کیا آپ غلط جواب دینا پسند کریں گے؟ آپ تجارت، خرید وفرخت کریں اور حلال وحرام سے ناواقف ہوں؟

ہمیں علم سیکھنا چاہیے یا کم از کم علم کی مجلس میں حاضر ہو کر استفادہ کرنا چاہیے، اہل

علم سے پوچھ کر مسائل معلوم کرنا چاہیے۔ اگر ایسا نہیں کریں گے تو ہماری ہلاکت وخسران میں کیا شبہ ہے۔ جب کہ علم میں لگنا عظیم عبادت افضل طاعت ہے، اللہ کو راضی کرنے کا ذریعہ ہے۔ علم کی مجلس دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

ہمارے محترم شیخ واستاد نے ہمارے علماء، صلحاء اور ناموران اسلام کی روشن اور تابناک تصویر پیش کی ہے جو ہمارے لیے تحصیل علم کے راستے میں رہنما اور منارۂ نور ہیں، ان واقعات کو پڑھ کر اندازہ ہوگا کہ ان ناموران اسلام نے علم اور ہدایت کے حصول کی خاطر کتنی عظیم قربانیاں دیں اور اپنا سب کچھ نچھاور کر دیا اور ثابت کر دیا کہ وہ واقعی وارثین انبیاء ہیں اور انبیاء درہم و دینار کے وارث نہیں بناتے بلکہ علم نافع کے وارث بناتے ہیں۔

[illegible] خیال ہے کہ یہ کتاب عظیم خدمت ہے، اسے پڑھ کر طالب علم کو نورِ بصیرت حاصل ہوگی۔ حوصلہ وہمت میں اضافہ ہوگا۔ عزائم پختہ ہوں گے۔ علم کی پیاس بجھے گی، یہ اہم دینی خدمت ہے۔ اللہ مصنف کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

حمدی عبداللہ ابراہیم موسیٰ

سلطنت عمان، صلالۃ، محافظہ ظفار

۲۵؍اپریل ۲۰۱۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین واٰلہ وأصحابہ والذین اتبعوھم واقتدوابھم قولاً وفعلاً وعدلاً وإحساناً.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب العلم میں ایک باب مقرر کیا ہے جس میں مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پیغمبر ہونے کے باوصف طلب علم کی خاطر لمبا سفر فرمایا اور حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی اور عرض کیا:"ھل اتبعك الخ"، ''کیا میں آپ کی تابعداری کروں تاکہ آپ مجھے نیک علم سکھائیں جو آپ کو سکھایا گیا ہے۔'' (الکہف:66)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ علم کی خاطر موسیٰ علیہ السلام کا مشقت بھرا سفر قابل رشک ہے، قیادت ونبوت کے حصول کے باوصف طلب علم میں سفر اور صبر، استاذ کے لیے تواضع اختیار کرنا دلیل ہے کہ علم کا مقام ومرتبہ کتنا بلند ہے اور معلم کے ساتھ ہمیشہ تواضع اختیار کرنا چاہیے۔

امام ابن قیم فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے اپنے صفی وکلیم (جس کو تورات اپنے ہاتھوں سے لکھ کر عطا فرمائی) کے بارے میں خبر دیا ہے کہ وہ تحصیل علم اور زیادتِ علم کے لیے ایک عالم کے پاس سفر کر کے گئے، ارشاد باری ہے:"وَإِذْ قَالَ ......الخ" (جب کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نوجوان سے کہا کہ میں تو چلتا ہی رہوں گا یہاں تک کہ دو دریاؤں کے سنگم پر پہنچوں خواہ مجھے سالہا سال چلنا پڑے۔) (الکہف:60)

چناں چہ جب اس عالم (خضر) سے ملاقات ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ ایسے پیش آئے جیسے کوئی طالب عالم استاذ سے پیش آتا ہے اور ان سے درخواست کی: "ھل اتبعك......الخ" (کیا میں آپ کی تابعداری کروں تاکہ آپ مجھے نیک علم سکھائیں

جو آپ کو سکھایا گیا ہے۔) (الکھف:66)

اور علم کی فضیلت کے لیے اتنا کافی ہے کہ اللہ کے نبی اور اس کے کلیم نے علم کی خاطر سفر کی، مشقتیں برداشت کیں اور ایک عالم سے تین مسائل سیکھے۔

جابر بن عبداللہؓ کا ایک حدیث کے لیے ایک مہینہ کا سفر کرنا:

عبداللہ بن محمد نے جابر بن عبداللہ کو فرماتے ہوئے سنا: ''مجھے ایک صحابی کے بارے میں پتہ چلا کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سنی ہے، تو میں نے ایک اونٹ خریدا اور سفر پر رواں دواں ہو گیا اور ایک مہینہ کی مسافت طے کر کے ملک شام پہنچا تو وہ صحابیِ رسول عبداللہ بن اُنیس نکلے، میں نے محافظ دربان سے کہا: کہہ دو جابر ملنے آیا ہے، تو اس نے کہا: عبداللہ کے بیٹے؟ میں نے کہا: ہاں! چناں چہ عبداللہ بن اُنیس نکلے، مجھ سے معانقہ کیا، میں نے عرض کیا: مجھے پتہ چلا کہ آپ نے حضورؐ سے ایک حدیث سنی ہے تو میں چلا آیا کہ مبادا میری یا آپ کی موت نہ ہو جائے اور حدیث سننے سے رہ جائے، چناں چہ انہوں نے مجھے حدیث سنائی۔'' (رواہ البخاری فی الادب المفرد)

امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا گیا کہ: ''کیا آدمی کو طلب علم کے لیے سفر کرنا چاہیے؟ تو امام نے جواب دیا بالکل کرنا چاہیے، پھر فرمایا: علقمہ نخعی اور اسود نخعی کوفہ کے رہنے والے تھے، لیکن حضرت عمرؓ سے حدیث سننے کے لیے مدینہ منورہ کا سفر کیا۔''

ابن خلدون (732-808ہجری) لکھتے ہیں: ''مشائخ سے ملنے اور طلب علم کی خاطر سفر سے کمالاتِ علمی میں اضافہ ہوتا ہے، سبب یہ ہے کہ آدمی اخلاق، فضائل، معرفت، مسلک، کبھی ملاقات اور تعلیم و تعلم سے حاصل کرتا ہے تو کبھی آمنے سامنے بیٹھ کر تلقین کے ذریعہ، جو علم حاضر ہو کر تلقین سے حاصل کیا جائے وہ زیادہ مضبوط، مستحکم، راسخ اور دیرپا ہوتا ہے۔ چناں چہ جتنے شیوخ بڑھیں گے علمی صلاحیت میں اضافہ ہوگا۔ (صبر العلماء)

اپنی جوانی اور عمر عزیز تحصیل علم میں لگا دو، ٹال مٹول اور ''آج کل'' کے دھوکے

میں نہ رہو، کیوں کہ عمر کا جو لمحہ گزر گیا لوٹ کر آئے گا نہیں، اس لیے سلف نے اہل وعیال اور وطن سے دوری کو بہتر جانا، کیوں کہ ذہن وفکر جب منتشر ہو جائے تو حقائق ودقائق کا حصول مشکل ہو جاتا ہے، باریکیاں سمجھ میں نہیں آتیں۔

فرمانِ رسولؐ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھ سے نقل کرو اگرچہ ایک ہی آیت کیوں نہ ہو''۔(رواہ البخاری)

اے اللہ ہم تجھ سے نیک علم، وطن کا رزق اور خوش حال زندگی کے طلب گار ہیں۔

مدینہ منورہ کے مشہور عالم سعید بن مسیّبؒ (13-94ھ) محض ایک حدیث کے لیے کئی دن رات کا سفر کیا کرتے تھے۔(البدایہ والنہایہ)

امام شعبیؒ سے پوچھا گیا کہ: ''یہ علم وفیر آپ کو کیسے حاصل ہوا؟ جواب دیا: دوسروں پر اعتماد نہ کر کے ملکوں کی خاک چھاننے سے، مشقت پر گدھے کی طرح صبر کرنے سے، اور کوے کی طرح صبح خیزی سے۔(الخطیب البغدادی)

امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا: ''علماء سے حکایات نقل کرنا اور ان کی مجلس وصحبت اختیار کرنا میرے نزدیک کثرت فقہ سے بہتر ہے، کیوں کہ ان حکایات میں قوم کے اخلاق کی تہذیب ودرستگی ہے۔(جامع العلم)

امام احمد بن حنبل کا علمی سفر:

امام احمد بن حنبل (164-241ھ)

طالب علم امام احمد نے سولہ سال کی عمر میں کوفہ اور بصرہ کا پہلا سفر کیا، سفیان بن عیینہ سے ملنے کے لیے مکہ کا سفر کیا اور پہلا حج کیا۔ ۱۹۷ھ میں یمن کا سفر کیا اور محدث عبدالرزاق سے صنعاء میں ملاقات کی اس سفر میں یحیٰ بن معین ان کے ہمرکاب تھے۔

امام اپنے سفر کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''میں نے علم کی طلب میں

سرحدی اور ساحلی علاقوں مغرب، جزائر، مکہ، مدینہ، حجاز، یمن، فارس اور خراسان کا سفر کیا، عراق اور شام کے تمام محدثین سے ملا، صحراو بیابان، اطراف و کناف کی خاک چھانی، پھر بغداد لوٹ آیا۔''

پھر علم کے راستے میں پیش آئی دقتوں پریشانیوں کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''میں کوفہ گیا، ایک گھر میں سکونت اختیار کی، بستر نہیں تھا، سر کے نیچے اینٹ کا تکیہ بنایا، بخار ہو گیا، چناں چہ میں اپنی ماں کے پاس لوٹ آیا، اگر میرے پاس نوے درہم ہوتے تو میں رئے موجودہ تہران جریر بن عبدالحمید کے پاس سفر کر کے جاتا، لیکن یہ نہ ہو سکا، کیوں کہ میرے پاس کچھ بھی نہ تھا، جب کہ میرے کچھ ساتھی سفر کر کے گئے۔'' (البدایہ والنہایہ)

امام احمدؒ فرماتے ہیں: ''میں نے پانچ حج کیے جن میں سے تین پیدل کیے۔

ابن جوزیؒ فرماتے ہیں: ''امام احمدؒ نے مسند جمع کرنے کے لیے پوری دنیا کا دو مرتبہ چکر لگایا۔''

روشن فرمانِ رسول:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''لوگ تمہاری پیروی کریں گے، زمین کے کونے کونے سے لوگ تمہارے پاس دین سیکھنے آئیں گے جب وہ تمہارے پاس آئیں تو ان کے ساتھ خیر اور اچھے انداز میں پیش آنا۔'' (رواہ الترمذی)

اسحاق بن منصور کا علمی سفر:

اسحاق بن منصورؒ وسیع فقیہ اور عالم تھے، جنہوں نے امام احمد سے فقہی مسائل مدون کیا تھا، انہیں خبر لگی کہ امام احمد نے ان مسائل سے رجوع کر لیا ہے، اسحاق بن منصور نے ان مسائل کو ایک چمڑے کی تھیلی میں جمع کیا، اور اپنی پیٹھ پر لاد کر پیدل بغداد چل پڑے اور امام احمد کے سامنے تمام خطوط اور استفتاء دوبارہ پیش کیا، امام احمدؒ نے نظر ثانی کے بعد ان مسائل کو جوں کا توں برقرار رکھا اور امام نے اسحاق بن منصورؒ کی جانفشانی پر حیرت کا اظہار کیا۔ (تذکرۃ الحفاظ للذہبی)

امام بقی بن مخلد اندلسی کا علمی سفر:

علم کے طالب نے مغرب اقصیٰ سے بغداد کا سفر کیا

امام بقی بن مخلد اندلسی (201-276ھ) نے بیس سال کی عمر میں مغرب سے بغداد کا پیدل سفر کیا، اس سفر کا مقصد محض امام احمد بن حنبل سے ملاقات کرنا تھا، فرماتے ہیں: جب میں بغداد سے قریب ہوا تو مجھے امام احمد بن حنبل کی مشہور آزمائش کی خبر لگی کہ ان سے ملنا اور حدیث کی سماعت کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہے، تو مجھے شدید غم ہوا۔ میں نے اپنا سامان کرایہ کے گھر میں رکھنے کے بعد جامع مسجد مشہور محدث یحیٰ بن معین کے حلقہ میں حاضر ہوا اور کھڑے کھڑے عرض کیا کہ میں آپ سے احمد بن حنبل کا پتہ پوچھ رہا ہوں، یحیٰ بن معین نے میری طرف تعجب سے دیکھا اور کہا: ہم جیسے لوگ امام احمدؒ کا پتہ کیا بتائیں گے؟ وہ تو مسلمانوں کے امام اور ان میں سب سے بہتر اور افضل ہیں۔

پھر میں امام احمد کے گھر کا پتہ پوچھتے ہوئے ان کے گھر پہنچا، دروازہ کھٹکھٹایا، امام نے دروازہ کھولا، مجھے دیکھ کر نہیں پہچانا، میں نے عرض کیا: ابوعبداللہ میں اجنبی ہوں، اس شہر میں پہلی بار آیا ہوں، میں حدیث کا طالب ہوں، صرف آپ سے ملنے کو آیا ہوں۔ تو امام نے فرمایا کہ گھر کے گزرگاہ پر مل لیا کرو اور خیال رہے تم پر کسی کی نگاہ نہ پڑے۔

پھر پوچھا: کہاں کے رہنے والے ہو، میں نے عرض کیا: مغرب اقصیٰ کا، دریافت کیا: افریقہ سے ہو؟ میں نے عرض کیا: اس سے بھی دور، میرے شہر سے افریقہ اندلس کے لیے سمندر عبور کرنا پڑتا ہے۔ امام نے فرمایا: تمہارا وطن تو بہت دور ہے! تم جیسے محنتی، جفاکش طالب علم کی مدد اور علم سکھانا مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے، مگر ان دنوں میں آزمائش میں ہوں، جس کا علم تمہیں بھی ہوگا۔ میں نے عرض: آتے ہوئے اس کا علم مجھے ہو چکا ہے۔

حضرت ابوالدرداء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''عقلمند آدمی اہل علم کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا، چلتا پھرتا ہے۔''

میں نے امام سے عرض کیا: ''ابوعبداللہ! میں اس شہر میں پہلی بار آیا ہوں، اور میں یہاں اجنبی ہوں، مجھے کوئی جانتا نہیں ہے، اگر آپ اجازت دیں تو میں روزانہ سائل گداگر کے بھیس میں آیا کروں گا اور آپ کے دروازے پر سائلوں کی طرح آواز لگاؤں گا، آپ آواز سن کر باہر تشریف لائیے گا، اس طرح آپ روزانہ ایک حدیث بھی بیان کر دیں گے تو میرے لیے کافی ہوگا۔ یہ سن کر امام نے فرمایا: اس شرط پر کہ تم اصحابِ حدیث کے حلقوں میں یہ معاملہ ظاہر نہ کرو گے، میں نے عرض کیا مجھے آپ کی شرط منظور ہے۔

چناں چہ میں اپنے ہاتھ میں لاٹھی لیتا تھا، سر پر چیتھڑا لپیٹتا، کاغذ قلم اور لکھنے پڑھنے کا دیگر سامان آستین میں چھپاتا، پھر امام کے دروازے پر آ کر آواز لگاتا، اللہ آپ لوگوں کا بھلا کرے، دروازے پر فقیر ہے۔ چناں چہ امام نکلتے اور مجھے اندر لے کر گھر کا دروازہ بند کر لیتے اور مجھ سے دو، تین یا زیادہ حدیثیں بیان فرماتے۔ اس طرح میں نے تقریباً تین سو حدیثیں جمع کر لیا، اس بیچ آزمائش میں ڈالنے والا خلیفہ مر گیا، اس کا ولی عہد ایسا شخص ہوا جو اہل سنت والجماعت کے عقیدے پر تھا، چناں چہ امام احمد کا ظہور ہوا، آپ کا چرچا ہوا، لوگوں میں آپ کی عظمت بڑھی، آپ کی امامت کا رتبہ بڑھا، چناں چہ لوگ دور دراز علاقہ سے سفر کر کے امام کے پاس آنے لگے، اس کے باوجود امام علم کی خاطر میرے صبر و مشقت کی قدر کرتے تھے، میں جب آپ کے حلقہ میں حاضر ہوتا تو مجھے اپنے سے قریب کرتے اور حدیث کے طالبوں سے فرماتے: طالب علم کا لفظ اس شخص پر صادق آتا ہے، پھر میرا قصہ ان سے بیان فرماتے۔

اس عظیم محدث بقی بن مخلدؒ نے علم کی طلب میں مصر، شام، حجاز اور بغداد کا دو علمی سفر کیا۔ پہلا سفر چودہ سال پر محیط تھا تو دوسرا سفر بیس سال پر۔ یاد رہے یہ تمام سفر اندلس سے پاپیادہ ہوتا تھا جیسا کہ خود بقی بن مخلد نے بیان کیا ہے: ''جس کی طرف میں نے سفر کیا پیدل کیا، سماعت حدیث کے لیے جن شہروں میں گیا پاپیادہ گیا۔'' (تراث العربی)

امام شعبہؒ نے فرمایا: ''جس سے میں نے ایک بھی حدیث سن لی میں اس کا غلام ہوں۔

نورانی فرمانِ نبوت:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”سب سے مالدار لوگوں میں وہ ہیں جو حاملینِ قرآن ہیں اور وہ جن کے سینوں میں اللہ نے قرآن محفوظ کر دیا ہے۔“ (رواہ ابن عساکر)

فرمانِ نبوت ہے: ”جو شخص قرآن پڑھتا ہو اور اس کا ماہر بھی ہو تو وہ معزز وفادار فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔“ (رواہ احمد)

حدیث کی طلب میں طالب علم کا سات سالہ سفر:

امام ابوحاتم محمد بن ادریس رازیؒ (195-277ھ) کے بارے میں ان کے فرزند حافظ بن ابوحاتم رازی بیان کرتے ہیں: ”میرے والد فرمایا کرتے تھے: حدیث کی طلب میں سب سے پہلی بار نکلا تو سات سال قیام کیا، ایک ہزار فرسخ سے زیادہ پیدل سفر کیا، موجودہ حساب سے پانچ ہزار کیلومیٹر سے زیادہ ہوتا ہے۔ ایک ہزار فرسخ سے زیادہ ہوگیا تو میں نے شمار کرنا چھوڑ نا دیا۔

کوفہ سے بغداد کتنی بار گیا ہوں مجھے یاد نہیں، مکہ سے مدینہ کئی مرتبہ گیا، مغربِ اقصیٰ کے قریبی شہر ”تسلا“ سے مصر پیدل چل کر گیا اور مصر سے ”رملّہ“ بھی پا پیادہ، پھر ”رملّہ“ سے عسقلان، رملہ سے طبریہ، طبریہ سے دمشق، دمشق سے حمص، حمص سے انطاکیہ اور انطاکیہ سے طرطوس، یہ سارے سفر میں نے پا پیادہ کیا۔ یہ تھا میرا پہلا سفر، اس وقت میں محض بیس سال کا تھا، میں سات سال گھومتا رہا، رَیّ سے سن ۲۱۳ھ رمضان مہینہ میں نکلا اور سن ۲۲۱ھ میں لوٹا، دوسری مرتبہ سن ۲۴۲ھ میں نکلا اور سن ۲۴۵ھ میں واپس لوٹا۔ تین سال سفر میں لگے، اس وقت میری عمر ۴۷ سال تھی۔ (مقدمہ الجرح والتعدیل)

حضورؐ کا نورانی قول:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”نہیں پہنا کسی بندے نے جوتا، موزہ یا کوئی لباس علم کی طلب میں مگر اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے، جیسے ہی وہ گھر کی چوکھٹ سے باہر

قدم نکالتا ہے۔'' (مجمع الزوائد)

جو شخص چاہتا ہے کہ ایمان کی حلاوت پائے تو اسے چاہیے کہ کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ کے واسطے کرے۔ (الحدیث)

طالب جس نے علم کی طلب میں تیس سال سفر کیا:

کثرت سے سفر کرنے والے، حافظ یعقوب بن سفیان فارسی (200-277ھ) کہا کرتے تھے: میں نے ایک ہزار مشائخ سے حدیث لکھی ہے جو سب کے سب ثقہ تھے، میں نے تیس سال علمی سفر میں گزارے ہیں، میں ایک مرتبہ سفر میں تھا کہ زادِ سفر کم پڑ گیا، میں ہمیشہ رات کو لکھتا تھا اور دن کو پڑھتا تھا، ایک رات چراغ کی روشنی میں بیٹھا لکھ رہا تھا، جاڑے کا موسم تھا کہ میری آنکھوں میں پانی اتر آیا۔ میں کچھ بھی نہیں دیکھ پا رہا تھا، وطن سے دوری اور علم کے چھوٹنے کا سوچ کر رونے لگا۔

اتنے میں میری آنکھ لگ گئی، خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پکارا، یعقوب! کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! میری بینائی چلی گئی علم کے چھوٹنے پر افسوس کر کے رو رہا ہوں، حضورؐ نے فرمایا: میرے قریب آؤ، میں قریب ہوا، حضورؐ نے میری آنکھوں پر اپنا دست مبارک پھیرا جیسے اس پر کچھ پڑھ رہے ہوں، میں بیدار ہوا تو میں بینا تھا، چناں چہ میں پھر لکھنے میں مشغول ہوگیا۔ (تہذیب التہذیب)

حدیث کے طالب کی آستین میں ایک لاکھ حدیث:

حافظ اغیانی محمد بن میسّب بن اسحاق (223-315ھ) طلب حدیث میں کثرت سے سفر کرنے والوں میں تھے، حافظ نیساپوری حسین بن علی بیان کرتے ہیں: کہ محمد بن میسّب مصر میں چل رہے تھے اور ان کی آستین میں ایک لاکھ حدیث کا ذخیرہ تھا، ابو علی سے پوچھا گیا، یہ کیسے ممکن ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ حدیث باریک خط میں لکھ کر

چھوٹے چھوٹے اجزاء بنائے تھے، ہر جزء میں گن کر ہزار حدیثیں تھیں اور وہ اپنے ساتھ سو اجزاء ہمیشہ رکھا کرتے تھے، اس طرح ایک لاکھ حدیثیں ہوگئیں اور جب وہ حدیث پڑھتے اور قال رسول اللہ کہتے تو زار وقطار رونے لگتے حتی کہ ہمیں ترس آنے لگتا، کثرتِ گریہ سے ان کی بینائی چلی گئی، اللہ ان پر اور ان جیسوں پر رحم فرمائے۔

فرمانِ نبوت:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”جس سے علم کے بارے میں سوال کیا جائے جس کو وہ جانتا ہو پھر وہ اس کو چھپائے بیان نہ کرے، تو قیامت کے دن اس کو آگ کا لگام لگایا جائے گا۔ (رواہ احمد)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس نے ایسا علم جس سے اللہ کی خوشنودی حاصل کی جاتی ہے محض دنیا کمانے کی غرض سے حاصل کیا تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔ (رواہ احمد)

طالب جس نے علم کی طلب میں پینتالیس سال گزارے:

جہاں نوَرد حافظ محمد بن اسحاق ابوعبداللہ بن مندہ (310-395ھ) ان کے اساتذہ کی تعداد جن سے انہوں نے سماعت کی اور ان سے حدیث لیا ایک ہزار سات سو ہے، انہوں نے اپنے ہاتھ سے کئی گٹھر کتابیں لکھیں جب وہ اپنے طویل سفر سے واپس لوٹے تو ان کے پاس کئی گٹھر تو ان کی کتابیں ہی تھیں، کہا جاتا ہے چالیس گٹھر کتابیں تھیں، خبر یہ بھی ہے کہ اس امت میں ان جیسا نہ کسی نے سماعت کی نہ ہی حدیثی روایت جمع کی، ان کا سب سے پہلا سفر نیساپور کا تھا جو سن ۳۳۰ھ سے قبل پیش آیا۔ ان کے بارے میں حاکم کا بیان ہے: ”ان سے ہماری ملاقات سن ۳۶۱ھ میں بخاریٰ میں ہوئی، پھر وہ نیساپور میں سن ۳۷۵ھ میں اپنے وطن لوٹتے ہوئے ہم سے ملے۔ سفر میں نکلتے وقت وہ بیس سال کے تھے اور جب سفر سے لوٹے تو وہ پینسٹھ سال کے ہو چکے تھے، ان کا سفر پینتالیس سال پر محیط

ہے۔ وطن لوٹے تو وہ بوڑھے ہو چکے تھے، پینسٹھ سال کی عمر میں انہوں نے شادی کی اور اللہ نے انہیں اولاد سے بھی نوازا۔

ابوزکریا بن مندہ کہتے ہیں: میں اپنے چچا عبیداللہ کے ساتھ نیشاپور کے راستے میں تھا جب ہم "مَــجَّة" کے کنویں پر پہنچے تو میرے چچا نے قصہ بیان کیا کہ میں خراسان سے اپنے والد کے ساتھ لوٹا جب ہم اس جگہ پہنچے تو ہم نے چالیس گٹھر دیکھے، ہم نے سمجھا کہ کپڑوں کے گٹھر ہوں گے کہ اتنے میں ایک چھوٹا خیمہ نظر آیا جس میں ایک شیخ عالم دین تھے، وہ تو تمہارے والد نکلے ہم میں سے کسی نے پوچھا یہ کس چیز کے گٹھر ہیں تو انہوں نے جواب دیا یہ حدیث رسولؐ کے ذخیرے ہیں۔ پھر مجھ سے میرے چچا نے ذکر کیا کہ میں خراسان سے لوٹا تو میرے ساتھ کتابوں کے بیس گٹھر تھے تو میں نے تمہارے والد کی پیروی میں کنویں کے پاس قیام کیا۔ (صبر العلماء)

فرمان رسول:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''بے شک وہ شخص جس کے دل میں قرآن کا کوئی حصہ محفوظ نہ ہو وہ ویرانے گھر کی طرح ہے۔'' (رواہ احمد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حامل قرآن اللہ والے اور اس کے خاص بندے ہیں۔'' (کنزل العمال)

اللہ کی تسبیح اس کی ساری مخلوقات کی تعداد کے برابر، اللہ کی تسبیح اس کی ذات پاک کی رضا کے مطابق، اللہ کی تسبیح اس کے عرش عظیم کے وزن کے برابر، اللہ کی تسبیح اس کے کلموں کی مقدار کے مطابق۔ (مسلم)

علم کے طالب امام عبداللہ بن فروخ فارسی قیروانی کا علمی سفر:

امام عبداللہ بن فروخ فارسی قیروانی جائے پیدائش اندلس (115ھ) جائے وفات مصر (176ھ) امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ اور سفیان ثوریؒ کے شاگردوں میں سے ایک، بیان

کرتے ہیں کہ جب میں کوفہ آیا تو میرا صرف ایک ہی مقصد تھا کہ کسی طرح محدث جلیل سلیمان بن مہران اعمش سے حدیث کی سماعت کروں، میں نے ان کے بارے پوچھ تاچھ کی تو مجھے بتایا گیا کہ وہ اصحاب حدیث سے کسی بات پر ناراض ہیں اور انہیں حدیث نہ سنانے کی قسم کھالی ہے۔

میں روزان کے دروازے پر آتا جاتا تھا کہ شاید ان تک رسائی نصیب ہوجائے، لیکن مجھے رسائی نصیب نہ ہوئی، میں ایک دن ان کے دروازے پر بیٹھا اپنی اجنبیت اور حدیث کی سماعت سے محرومی پر سوچ رہا تھا کہ دفعتاً ایک باندی نے دروازہ کھولا اور باہر نکلی اور مجھ سے پوچھا ہمارے دروازے پر پڑے کیا کر رہے ہو؟ میں نے کہا میں یہاں اجنبی ہوں اور اپنا قصہ میں نے اس سے بیان کردیا۔

اس نے پوچھا کس شہر سے ہو؟ میں نے بتایا: افریقہ سے، وہ مجھ سے کچھ گھل مل گئی اور پوچھا: قیروان جانتے ہو؟ میں نے کہا میں قیروان سے ہوں، اس نے پوچھا ابن فروخ کے گھر کو جانتے ہو؟ میں نے عرض کیا میں ہی ابن فروخ ہوں، اس نے مجھ کو غور سے دیکھا پھر پوچھا، عبداللہ ہو؟ میں کہا ہاں! یہ وہی باندی نکلی جس کو ہم نے لڑکپن میں فروخت کردیا تھا، وہ دوڑی دوڑی امام اعمش کے پاس گئی اور عرض کیا، میرے پرانے آقا جن کے قصے آپ کو سنایا کرتی تھی وہ دروزاے پر کھڑے اجازت طلب کر رہے ہیں، امام اعمش نے باندی کو مجھے اندر لانے کو کہا، اس طرح میں اندر گیا امام اعمش نے اپنے گھر کے سامنے ایک گھر میں ٹھہرایا، امام سے میں نے سماعت کی اور انہوں نے مجھ سے حدیث بیان کی اور میں نے خوب فیض اٹھایا اور آسودہ ہوا جب کہ دیگر لوگ محروم تھے۔

فرمان نبوت:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ اس کتاب کی وجہ سے بہت سوں کو اونچا کرے گا اور بہت سوں کو نیچا کرے گا۔'' (رواہ مسلم)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''جنت کے درجوں کی تعداد قرآن کی

آیتوں کی تعداد کے برابر ہے، اہل قرآن (عامل قرآن) میں سے جو شخص جنت میں جائے گا تو اس کے اوپر کوئی درجہ نہ ہوگا۔" (کنز العمال)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "ایک دوسرے سے بغض وکینہ نہ رکھو، نہ ایک دوسرے سے منھ پھیرو نہ ایک دوسرے پر بڑھنے کی بیجا ہوس کرو، بلکہ اللہ کے بندو! اللہ کے حکم کے مطابق بھائی بھائی بن کر رہو۔" (ابو ہریرہ)

اقوال زریں:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ: "عالم ربانی وہ ہے جو لوگوں کو صغار علم یعنی جزئیات، کبار علم یعنی کلیات سے پہلے سکھاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور لیکن عالم ربانی بن جاؤ۔" (آل عمران)

شاہ کرمانی کا قول ہے کہ: "اے طالب! ادب کے ذریعہ تمہیں علم کا فہم حاصل ہوگا، اور علم کے ذریعہ عمل کی درستگی ہوگی اور عمل سے حکمت تک رسائی ہوگی، اور حکمت سے زہد نصیب ہوگا، اور زہد سے ترک دنیا آسان ہوگا، اور ترک دنیا سے آخرت کی رغبت پیدا ہوگی اور آخرت کی رغبت سے اللہ کی رضا پالو گے۔"

مسعود انصاری فرماتے ہیں کہ: "میرا دل جب غور وفکر کے سمندر میں غوطے لگاتا ہے تو مشکل سے مشکل مطالب کے موتی ڈھونڈ لاتا ہے۔ میں نے شاہان زمین اور ان کی شان وشوکت کو پائے حقارت سے ٹھکرادیا۔ اور میں نے آرزوؤں وخواہشوں کو کتابوں کے ذریعہ پالیا نہ کہ فوجی دستوں سے۔"

مشہور شاعر شوقی کہتے ہیں کہ: "میں دنیا سے اتنی روزی پر راضی ہوں جو مجھے زندہ رکھ سکے، اتنی روزی ملنے کے بعد میں زیادہ کا طلب گار نہیں رہتا، میں اتنی روزی کا بھی طلب گار نہ ہوتا اگر یہ روزی ایسے علم کے حصول پر مددگار نہ ہوتی جس سے میں جہالت کو دور کرتا ہوں، یہ دنیا اپنی تمام نعمتوں کے باوصف علمی نکتہ کے مقابلہ میں ہیچ وحقیر ہے اس کا بدل کبھی نہیں ہوسکتی۔

آخرت کا طالب، علم حاصل کرنے کیلئے نینداور لذتوں کی راحت کوترک کردیتا ہے:

ہر دل پسند اور محبوب شئ کے حصول کے لیے اس سے زیادہ مرغوب اور محبوب شئ سے دستبردار ہونا پڑتا ہے، علم مرغوب اور محبوب ہے اس کا حصول مال، وقت، آرام وراحت کی بڑی بڑی قربانیاں دئے بغیر اور بہت سی چیزوں سے دستبردار ہوئے بغیر ممکن نہیں ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے کہ: علم اپنا بعض بھی نہیں دے گا جب تک کہ آپ اپنا سب کچھ اس کو نہ دے دیں۔

فقیہ سمرقندی نصر بن محمد کہتے ہیں کہ: ''اس علم کو وہی پاتا ہے جس نے اس کے لیے اپنی دوکان بند کردیا ہو، اپنا گھر ویران کردیا ہو، اپنے بھائی بندوں کو چھوڑ دیا ہو، اور اپنے قریب ترین عزیز کی موت پر اس کے جنازے میں علم کی خاطر شریک نہ ہو۔ (صبر العلماء)

نورانی فرمان نبوت:

ارشاد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے کہ: ''جو شخص جس قوم سے مشابہت اختیار کرے گا وہ اسی میں سے ہوگا۔ (ابن عمر)

عالم امت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما:

حضرت عکرمہؓ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ: ''جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو میں نوعمر لڑکا تھا، میں نے انصار کے نوعمر لڑکوں سے کہا کہ آؤ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں سے علمی سوالات کریں۔

اوران سے علم سیکھیں کیوں کہ آج ان کی بڑی تعداد ہے، ان نوجوانوں نے کہا: ابن عباس تم پر تعجب ہے کہ ان بڑے بڑے صحابہؓ کے ہوتے لوگوں کو تمہاری کیا حاجت ہوگی؟ ابن عباسؓ نے اس پر دھیان نہ دیا، بیان کرتے ہیں کہ میں ڈھونڈ کر صحابہؓ سے سوال کرنے میں لگا رہا جس شخص کے بارے میں معلوم ہوتا کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنی ہے تو میں اس کے پاس ضرور جاتا، بسا اوقات ان کو سوتے ہوئے پاتا تو

میں بھی اپنی چادر بچھا کر ان کے دروازے پر پڑا رہتا، نیز ہوائیں میرے چہرے پر مٹی اڑاتی رہتیں، میں انتظار میں پڑا رہتا، جب صاحب خانہ باہر آتے تو فرماتے اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چچا کے بیٹے آپ نے کیوں زحمت کی، مجھے کیوں نہ بلا بھیجا، میں خود حاضر ہو جاتا، میں عرض کرتا کہ: نہیں میں زیادہ حق دار تھا کہ آپ کے پاس حاضر ہوتا، کیوں کہ آپ کے پاس حدیث رسولؐ ہے جس کو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، مجھے یہ محبوب ہے کہ وہ حدیث آپ سے سنوں۔''

فائدہ: عبداللہ بن عباس نے اس ادب واحترام، کسر نفسی وتواضع، علماء ومحدثین کی توقیر وتعظیم کے ذریعہ علم کا بہت بڑا ذخیرہ حاصل کیا، حتی کہ اطراف واکناف سے لوگ مسائل پوچھنے ان کے پاس جمع ہونے لگے اور امت نے انہیں، حبر الامت، اور مفسر قرآن کے لقب سے ملقب کیا۔

اقوال زریں:

عبداللہ بن مسعود کا قول ہے: ''علم کثرت روایت کا نام نہیں ہے، علم کثرت خشیت سے آتا ہے''، اس پر شاعر کا شعر بھی صادق آتا ہے

پاکیزہ اخلاق چھوڑ اس کے حصول کے لیے سفر نہ کر
گھر بیٹھا رہ، کیوں کہ تو پیٹ بھرا پہنا اوڑھا ہے

ابن فارس لغوی کہتے ہیں کہ: ''جب تمہیں گرمی کی حرارت، خزاں کا سوکھا پن اور جاڑے کی ٹھنڈک اذیت دیتی ہے، اور موسم بہار کا حسن وجمال تمہیں بدمست اور غافل کر دیتا ہے تو مجھے بتاؤ تم علم کب اور کس موسم میں سیکھو گے۔''

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اے آدم کے فرزند! تو میری عبادت کے لیے فارغ ہو جا تو میں تیرے سینہ کو بے نیازی سے بھر دوں گا، اور تیری محتاجی کو بند کر دوں گا، اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو میں تمہارے ہاتھوں کو مشغولیت سے بھر دوں گا اور تمہاری محتاجی کو بند نہیں کروں گا۔'' (احمد)

عبدالرحمٰن بن قاسم کا علمی سفر:

طالب عبدالرحمٰن بن قاسم (132-191ھ) کا بیان ہے کہ: ''میں امام مالک کے پاس منھ اندھیرے حاضر ہوتا، تاکہ ان سے دو باتیں یا چار مسئلے پوچھ سکوں، کیوں کہ اس وقت میں ان کو ہشاش بشاس پاتا تھا، چناں چہ روزانہ میں سحر کے وقت حاضر ہوتا۔

ایک مرتبہ میں ان کی چوکھٹ پر ٹیک لگائے پڑا تھا کہ میری آنکھ لگ گئی اور میں سو گیا، امام مالک مسجد کے لیے نکلے اور مجھے احساس بھی نہ ہوا، مجھے ایک کالی باندی نے پیر سے ٹھوکا دے کر جگایا اور کہا: تمہارے استاذ وشیخ تو باہر نکل چکے، وہ کبھی غافل نہیں ہوتے جیسا کہ تم آج غفلت میں پڑے رہ گئے۔ وہ تو پورے اُنچاس سال سے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھ رہے ہیں۔''

ابن قاسم کہتے ہیں کہ: ''میں امام مالکؒ کے آستانہ پر سترہ سال پڑا رہا، نہ بیچا نہ کچھ خریدا، کہتے ہیں کہ ایک دن میں امام کے پاس موجود تھا، اتنے میں مصر کے حجاج ادھر آ نکلے، ان میں سے ایک نوجوان نقاب لپیٹے ہماری طرف بڑھا، اور امام مالک کو سلام کیا اور پوچھا: آپ میں ابن قاسم موجود ہیں؟ لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا، تو وہ نوجوان میری آنکھیں چومنے لگا، میں نے اس سے پاکیزہ خوشبو پایا، اولاد کی خوشبو، وہ نوجوان میرا بیٹا نکلا، ابن قاسم نے مصر چھوڑا تو ان کی بیوی امید سے تھیں، ان کی اہلیہ ان کی چچازاد بہن تھیں، ابن قاسم نے طلب علم کے سفر میں جاتے ہوئے لمبے غیاب کی وجہ سے اپنی اہلیہ کو علیٰحدگی کا اختیار دیا، لیکن ان کی اہلیہ نے ابن قاسم کے ساتھ رہنے کو ترجیح دی۔

فرمان رسول کی جھلکیاں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے، سارے آسمان اور زمین والے حتی کہ چونٹیاں اپنی بلوں میں اور مچھلی سمندر میں، لوگوں کو خیر اور قرآن سکھانے والے پر رحمت کی دعا کرتے ہیں۔'' (الترمذی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”قیامت کے دن عالم اور عابد اٹھائے جائیں گے، عابد سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ، اور عالم سے کہا جائے گا کہ رک کر لوگوں کی سفارش کرو۔“ (الترغیب والترہیب)

سب سے زیادہ بامروت وباادب وہ شخص ہے جو حاجت مند ہو تو لوگوں پر اپنی حاجت ظاہر نہ کر کے ان سے دوری اختیار کرے اور جب لوگوں کو اس کی ضرورت ہو تو وہ حاجت روائی کے لیے لوگوں میں موجود ہو۔

قتیبہ بن سعید بغلانیؒ

قتیبہ بن سعید بغلانیؒ (148-240ھ) امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے استاذ

عبدالرحمٰن بن ابی حاتم کا بیان ہے، کہتے ہیں میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا کہ: ”میں بغداد میں قتیبہ بن سعید کے پاس حاضر ہوا، ان کے پاس احمد بن حنبلؒ موجود تھے، انہوں نے قتیبہؒ سے چند احادیث کے بارے میں سوال کیا، قتیبہؒ نے بیان کیا، پھر ان کے پاس ابوبکر بن ابوشیبہ اور ابن نمیر کوفہ سے رات میں آئے، میں بھی ان کے ساتھ حاضر ہوا، وہ دونوں اور ان کے ساتھ میں بھی قتیبہؒ سے صبح تک حدیثی استفادہ کرتے رہے۔“

طلب حدیث کے لیے امام احمدؒ کی صبح خیزی:

طلب علم کے لیے امام احمد کا صبح سویرے اٹھنا۔

عبداللہ بن حنبل کہتے ہیں، میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا کہ: ”میں بسا اوقات حدیث کے لیے بہت سویرے اٹھ جاتا تو میری والدہ میرے کپڑے پکڑ لیتیں اور کہتیں، رکو اذان تو ہو جانے دو، اسی طرح ابوبکر بن عیاش کی مجلس میں بھی صبح سویرے ہی حاضری دیتا۔“

صالح بن احمد بن حنبل کہتے ہیں: ایک شخص نے میرے والد کے ساتھ دوات دیکھا تو ان سے پوچھا: ابوعبداللہ! آپ اس مرتبہ کو پہنچ گئے، اور مسلمانوں کے امام ہیں، اور اس کے بعد بھی دوات لیے پھرتے ہیں، میرے والد نے جواب دیا: دوات کا ساتھ تو

قبرستان تک ہے اور میں قبر تک علم سیکھتا رہوں گا۔

محمد بن اسماعیل صائغ کہتے ہیں کہ: ”میں بغداد کے ایک سفر میں تھا کہ احمد بن حنبلؒ ہمارے پاس سے دوڑتے گزرے اور نعلین ان کے ہاتھ میں تھے، میرے والد نے اپنے کپڑے سمیٹے ہوئے تھے، تو محمد بن اسماعیل نے کہا: ابوعبداللہ آپ کو حیاء نہیں آتی، کب تک ان بچوں کے ساتھ ڈوڑتے رہیں گے؟ فرمایا: موت تک۔

فرمان نبوت:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم جنت کی کیاری سے گزرو تو اس سے چر کر فیض ضرور اٹھالو، صحابہؓ نے عرض کیا: اللہ کے رسولؐ جنت کی کیاری کیا ہے؟ فرمایا: علم (قرآن) کی مجلسیں۔“ (الطبرانی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب فرزند آدم مرجاتا ہے تو اس کا عمل بھی منقطع ہوجاتا ہے، مگر تین چیزوں کا فیض مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے: (۱) صدقۂ جاریہ (۲) علم نافع (۳) دعا کرنے والی نیک اولاد۔ (رواہ مسلم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر صبح یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ”اے اللہ! میں تجھ سے علم نافع، پاکیزہ رزق اور مقبول عمل کا طلب گار ہوں۔“ (ابن ماجہ)

امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ

امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ (194-256ھ)

امام بخاریؒ نے ان تمام شہروں کا سفر کیا جہاں تک جانا ممکن تھا، اور تمام اساتذۂ حدیث سے ملے، اور ہزار سے زیادہ مشائخ سے حدیث اخذ کیا اور لکھا، فربری کا بیان ہے: ”بشمول میرے تقریباً ستر ہزار تلامذہ نے امام بخاریؒ سے صحیح بخاری کی سماعت کی“، اس وقت ان میں سے میرے علاوہ کوئی بقیدِ حیات نہیں۔ احمد بن فضیل بلخیؒ سے روایت ہے کہ: محمد بن اسماعیل کی بینائی بچپن میں جاتی رہی۔ ان کی والدہ نے خواب میں حضرت ابراہیم

خلیل اللہ (علیہ السلام) کی زیارت کی، تو انہوں نے بشارت دی، اے بندئ خدا! تیری کثرت گریہ اور کثرت دعا کی برکت سے اللہ نے تیرے بیٹے کی بینائی لوٹا دی ہے، چناں چہ صبح ہوئی تو انہوں نے اپنے بیٹے (امام بخاریؒ) کو بینا پایا۔ (سیر أعلام النبلاء)

عمر بن حفص اشقر کہتے ہیں کہ: ''ہم بصرہ میں امام بخاریؒ کے ساتھ حدیث لکھتے تھے، کئی روز ہم نے ان کو نہیں پایا، پھر ہم نے ان کو ایک گھر میں پایا، ان کے پاس پہننے کو کپڑا نہیں تھا اور زادراہ بھی ختم ہو چکا تھا، ہم نے ان کے واسطے درہم جمع کیا اور ان کے لیے لباس مہیا کیا۔ (تاریخ بغداد)

عبدالرحمٰن بن محمد بخاریؒ سے روایت ہے کہتے ہیں: ''محمد بن اسماعیل بخاری فرمایا کرتے تھے کہ میں حجاز، عراق، شام، مصر اور خراسان کے ایک ہزار سے زیادہ مشائخ سے ملا ہوں۔''

امام بخاری فرماتے ہیں: ''میں نے اس کتاب (بخاری) کی تخریج تقریباً چھ لاکھ حدیث سے کی ہے۔'' (سیر اعلام النبلاء)

امام بخاریؒ فرماتے ہیں: ''میں اپنی کتاب ''صحیح بخاری'' میں حدیث درج کرنے سے پہلے غسل کرتا اور دو رکعت نماز پڑھتا پھر حدیث درج کرتا۔

فرمان نبوت:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''تم میں بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔'' (کنز العمال)

عبدالقدوس بن ہمام فرماتے ہیں کہ: ''میں نے متعدد مشائخ سے سنا ہے وہ سب کہتے تھے کہ محمد بن اسماعیل بخاری نے اپنی جامع کے عناوین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر مبارک اور منبر مبارک کے درمیان طے اور منتخب فرمائے ہیں، وہ ہر عنوان کے لیے دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔''

ابراہیم بن معقل کہتے ہیں: میں نے امام بخاریؒ کو سنا وہ فرمایا کرتے تھے: ''میں

نے صحیح بخاری کو سولہ سال میں مرتب کیا ہے اور میں نے اس کو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجت بنایا ہے۔''

محمد بن خمیرو کہتے ہیں: میں نے امام بخاری محمد بن اسماعیلؒ کو سنا، فرمایا کرتے تھے: ''مجھے چھ لاکھ صحیح حدیث یاد ہے اور دو لاکھ غیر صحیح احادیث یاد ہیں۔''

نجم بن فضیل کہتے ہیں: ''میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے چل رہے تھے اور محمد بن اسماعیل بخاریؒ آپؐ کے پیچھے چل رہے تھے، امام بخاریؒ ٹھیک اسی جگہ قدم رکھتے جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش پا ہوتے تھے۔''

محمد بن ابوحاتم بخاری کہتے ہیں کہ: ''جب میں ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاریؒ کے ہمراہ کسی سفر میں ہوتا تو ہم ایک ہی گھر میں رہتے تھے، اللہ یہ سخت گرمی کا موسم ہوتا، میں ان کو دیکھتا تھا کہ وہ صرف ایک شب میں پندرہ سے بیس مرتبہ اٹھتے تھے، ہر مرتبہ چقماق (آگ جلانے کا آلہ) سے آگ جلاتے اور چراغ روشن کرتے تھے، پھر احادیث نکالتے، اس پر نشان لگاتے، پھر سو جاتے تھے اور سحر کے وقت تیرہ رکعت تہجد پڑھا کرتے تھے۔'' (اعلام النبلاء)

کاتب محمد بن ابوحاتم بخاری کہتے ہیں: ''میں نے حاشد بن اسماعیل اور ایک دوسرے شخص کو سنا، دونوں کہتے تھے کہ امام بخاریؒ ہمارے ساتھ درسِ حدیث کی سماعت کے لیے آتے جاتے تھے، وہ چھوٹے تھے اور حدیث لکھتے بھی نہیں تھے، اسی طرح ایک عرصہ بیت گیا، ہم ان کو اس عمل پر ٹوکتے اور تنبیہ بھی کرتے تھے، ایک مرتبہ امام نے کہا تم نے بہت کہہ سن لیا، آپ دونوں نے جو کچھ اب تک لکھا ہے پیش کیجیے، ہمارے پاس جتنی حدیثیں تھیں پیش کر دیں، امام نے مزید پندرہ ہزار حدیثیں سنا دیں وہ بھی زبانی، پھر تو ہمارا معمول ہو گیا کہ ہم اپنی لکھی ہوئی حدیثوں پر ان سے اصلاح لیا کرتے تھے، پھر امام نے کہا: تم کیا سمجھتے تھے کہ میں بلاوجہ درس میں آیا جایا کرتا ہوں اور اپنا وقت ضائع کر رہا ہوں؟'' (تراجم الائمۃ الکبار: ۱۰۸)

محمد بن اسحاق بن خزیمہ کہتے ہیں کہ: ''میں نے آسمان کے نیچے محمد بن اسماعیل

سے زیادہ کسی کو حدیث رسول کا عالم اور حافظ نہیں دیکھا۔

خطیب نے اپنی سند کے ساتھ فربری سے روایت کیا ہے، فربری کا بیان ہے کہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا، کہاں کے ارادے سے نکلے ہو، میں نے عرض کیا: محمد بن اسماعیل بخاری کے ارادے سے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان سے میرا اسلام کہنا۔

محمد حمدون بن رستم کا بیان ہے: ''کہتے ہیں میں نے امام مسلم بن حجاج کو کہتے ہوئے سنا کہ وہ امام بخاریؒ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے استاذوں کے استاذ، محدثوں کے سردار اور حدیث کی علتوں کے ماہر حکیم، مجھے اجازت دیں کہ آپ کے قدموں کو چوم لوں۔''

ابوعلی صالح محمد جزرہ کہتے ہیں کہ: ''محمد بن اسماعیل درسِ حدیث کے لیے بغداد میں بیٹھتے تھے، میں آپ کے درس کا املا کراتا تھا، امام کی مجلس میں بیس ہزار سے زیادہ کا مجمع ہوتا تھا۔''

محمد بن ابوحاتم کا بیان ہے: ''کہتے ہیں میں نے حاشد بن اسماعیل اور ایک دوسرے شخص سے سنا دونوں کہتے تھے کہ بصرہ کے اہل علم طلب حدیث کے لیے امام بخاریؒ کے پیچھے دوڑتے تھے، حالاں کہ امام نوجوان تھے، ان کو وہ لوگ راستے میں بٹھا لیتے تھے اور ہزاروں کا مجمع لگ جاتا تھا، حالاں کہ امام بخاریؒ اس وقت نوخیز جوان تھے، ان کی داڑھی بھی نہیں نکلی تھی۔''

عبداللہ بن حماد آملی کہتے ہیں کہ: ''میری خواہش ہے کہ میں محمد بن اسماعیل کے سینہ کا بال ہوتا۔'' (تاریخ بغداد)

امام کی عبادت و پرہیزگاری کا ذکر:

محمد بن اسماعیل رمضان کے دنوں میں ہر روز ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے، اور تراویح میں تین شب میں ایک ختم کرتے تھے۔ (سیر أعلام النبلاء)

محمد بن ابوحاتم کا بیان ہے کہ: ''محمد بن اسماعیل کو بعض ساتھیوں کے باغ میں بلایا

گیا، لوگوں کے ساتھ ظہر پڑھ کر نفل پڑھنے لگے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو اپنی قمیص کا دامن اٹھایا اور اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو میری قمیص کے نیچے کچھ ہے، دیکھا گیا تو ایک بھڑ نے امام کو سولہ جگہ ڈنک مارا تھا جس سے امام کا جسم سوج گیا تھا، کسی نے کہا کہ بھڑ نے جب پہلی بار ڈنک مارا تو آپ نے نماز کیوں نہیں توڑ دیا۔ امام نے جواب دیا میں ایک سورہ پڑھ رہا تھا میں نے چاہا اس کو مکمل کرلوں۔'' (سیر أعلام النبلاء)

محمد بن یعقوب بن اخرم کہتے ہیں: ''میں نے اپنے ساتھیوں کو کہتے ہوئے سنا کہ امام بخاریؒ جب نیسا پور آئے تو چار ہزار شہسواروں نے آپ کا استقبال کیا، جو لوگ خچر پر، گدھے پر سوار تھے یا پاپیادہ تھے ان کی تعداد الگ ہے۔'' (سیر أعلام النبلاء)

ابن عدی کہتے ہیں: میں نے عبد القدوس بن عبد الجبار کو کہتے ہوئے سنا: ''امام بخاریؒ خرتنگ گاؤں تشریف لائے جو سمرقند سے دو فرسخ کے فاصلے پر ہے، جہاں امام کے رشتے دار رہتے تھے، امام نے ان کے یہاں قیام فرمایا: میں نے ایک رات تہجد کی نماز سے فراغت کے بعد امام کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا: ''اے اللہ مجھ پر زمین اپنی کشادگی کے باوجود تنگ ہوگئی ہے، میں تجھ سے انصاف کا طلب گار ہوں''، مہینہ ابھی ختم بھی نہ ہوا تھا کہ امام کی وفات ہوگئی، ان کی قبر خرتنگ میں ہے۔''

محمد بن ابو حاتم کا بیان ہے میں نے غالب بن جبرئیل سے سنا جن کے گھر ابو عبد اللہ امام بخاریؒ کا قیام تھا وہ کہتے ہیں: ابو عبد اللہ امام بخاریؒ ہمارے یہاں کچھ روز رہے، پھر بیمار ہوگئے، ان کا مرض بڑھ گیا، یہاں تک کہ امام بخاریؒ کو سمرقند سے نکالنے کی اپیل کی گئی، جب یہ خبر امام تک پہنچی تو امام نے کوچ کی تیاری کرلی، جوتے پہنے، عمامہ پہنا، تقریباً بیس قدم چلے ہوں گے، سہارا دینے کے لیے میں امام کا بازو پکڑا ہوا تھا، ایک دوسرا آدمی سواری کا جانور تھامے ہوئے تھا کہ دفعتاً امام نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو مجھے کمزوری محسوس ہو رہی ہے، امام نے بہت سی دعائیں کی پھر چت لیٹ گئے اور جان

قفس عنصری سے پرواز کرگئی رحمہ اللہ، ان کے جسم مبارک سے بے حساب پسینہ بہا اور کفن میں لپیٹنے تک پسینہ بہتا رہا۔

انہوں نے ہمیں وصیت کی تھی کہ انہیں تین سفید کپڑوں میں دفن کیا جائے جس میں نہ قمیص ہو نہ عمامہ ہو، ہم نے ویسا ہی کیا، جب ہم دفن سے فارغ ہوئے تو ان کی قبر سے مشک سے بھی اچھی خوشبو پھوٹ پڑی اور مسلسل کئی دنوں تک آتی رہی، پھر ان کی قبر کے مقابل سفید لمبے ستون آسمان کی طرف بلند ہوگئے، یہ انوکھا حیرت ناک منظر دیکھنے کے لیے لوگ جمع ہوتے اور تعجب کرتے۔

ان کی قبر سے لوگ مٹی اٹھانے لگے حتی کہ قبر کھل گئی، پہرہ اور چوکیدار لگانے پر بھی ہم لوگ ہجوم روکنے اور قبر کی حفاظت پر قابو نہ پاسکے، تو ہم نے قبر پر لکڑی کا مضبوط باڑھ لگادیا تاکہ کسی کو قبر تک رسائی حاصل نہ ہوسکے، لیکن قبر سے خوشبو عرصۂ دراز تک آتی رہی، یہاں تک سارے شہر والوں کا یہی موضوعِ سخن بن گیا، لوگ چرچا کرتے اور تعجب کرتے۔

امام محمد بن یحیٰی ذہلی نیشاپوری

بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ وغیرہ کے استاذ امیر المومنین فی الحدیث، امام محمد بن یحیٰی ذہلی، نیشاپوری (172-258ھ) ان کے پاس ان کے بیٹے یحیٰی بن محمد سخت گرمی میں عین قیلولہ کے وقت پہنچے، امام ذہلی اس وقت اپنے لکھنے پڑھنے کے گھر میں تھے، کمرے کی تاریکی کو دور کرنے کے لیے چراغ چل رہا تھا، حالاں کہ وہ عین دوپہر کا وقت تھا، بیٹے نے یہ منظر دیکھ کر عرض کیا: ''ابا جان! یہ گرمی کا زمانہ ہے اور اس وقت دن میں اس چراغ کا دھواں آپ کی صحت کے لیے مضر ہے، اگر آپ اپنے آپ کو راحت دیں تو بہتر ہے، تو امام ذہلی نے بیٹے سے فرمایا، بیٹے تم مجھ سے یہ کہہ رہے ہو جب کہ میں اللہ کے رسول آپؐ کے صحابہ اور تابعین کے ساتھ ہوں۔

ان کی مجلسیں باغ کی طرح خوشگوار ہوتی ہیں، جس کی ہوا رنگ اور ذائقہ سب مزیدار۔

گمشدگی کے درجات:

اے طالب علم! جب تمہارا مال کھو جائے تو تمہاری قیمتی شی ضائع ہوگئی۔

جب تم نے اپنی عزت و شرافت کھو دی تو تم سے انمول شی ضائع ہوگئی۔

اور جب تم نے امید و ہمت کھو دی تو تم سے سب کچھ ضائع ہو گیا۔

فرمان نبوت:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: وہ گھر جس میں قرآن پڑھا جاتا ہے وہ گھر آسمان والوں کو ایسے ہی روشن چمکدار نظر آتا ہے جیسے زمین والوں کو تارے روشن دکھائی دیتے ہیں۔ (کنز العمال)

ابو القمراء کہتے ہیں کہ: ہم مسجد نبویؐ میں حلقہ بنا کر دینی باتیں کر رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرۂ مبارک سے باہر تشریف لائے اور دینی حلقوں کی طرف دیکھا پھر قرآن والوں کے حلقے میں بیٹھ گئے اور فرمایا: اسی جیسی مجلس میں مجھے بیٹھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (رواہ ابو عمر دانی فی طبقات القراء)

امام سری سقطی کا قول ہے کہ: ”اگر کوئی کسی باغ میں داخل ہو جس میں کثرت سے درخت ہوں اور ہر درخت پر ایک پرندہ ہو جو اس شخص کو دیکھ کر سلام کرے اور کہے کہ اے اللہ کے ولی تم پر سلامتی ہو، یہ سن کر وہ شخص اگر یہ نہ سمجھے کہ وہ دھوکہ اور فریب نظر ہے تو وہ یقیناً وہ فریب خوردہ ہے۔“

عبد الرحمٰن بن ابو حاتم رازی کا علمی سفر

طالب عبد الرحمٰن بن ابو حاتم رازی (240-327ھ)

کتاب (الجرح والتعدیل) کے مصنف عبد الرحمٰن بن ابو حاتم کہتے ہیں کہ: ”ہم مصر میں سات مہینے رہے، اس مدت میں کبھی ہم نے سالن نہیں کھایا، علم سیکھنے کے لیے دن بھر ہم اساتذہ کا چکر لگاتے اور رات میں جو کچھ پڑھا ہوتا لکھتے اور لکھے کو درست کرتے،

ایک دن میں اور میرا رفیق درس ایک شیخ کے پاس حاضر ہوئے لوگوں نے بتایا کہ شیخ بیمار ہیں، اس درمیان میں نے ایک مچھلی دیکھی جو ہمیں اچھی لگی، ہم نے اسے خرید لی، جب ہم اسے لے کر گھر آئے تو دوسرے اساتذہ کے درس میں حاضر ہونے کا وقت ہوگیا، چناں چہ ہم درس میں چلے گئے اور مچھلی پڑی رہ گئی اور تین دن تک ایسی ہی پڑی رہی اور خراب ہونے کے قریب ہوگئی تو ہم نے اسے کچا ہی کھالیا کیوں کہ اس بھوننے کے لیے ہمارے پاس وقت نہیں تھا، پھر امام رازی نے فرمایا کہ: جسم کی راحت کے ساتھ علم نہیں حاصل کیا جاسکتا۔'' (تذکرۃ الحفاظ للذہبی)

علامہ ابوریحان بیرونی محمد بن احمد خوارزمی

(440-362ھ)

فقیہ ابوالحسن علی بن عیسیٰ ولجی بیان کرتے ہیں کہ: ''میں ابوریحان کے پاس گیا وہ قریب الموت تھے، جانکنی کا عالم تھا، نزخرہ چل رہا تھا۔''

ان کی سانس اکھڑ گئی تھی، ان کا سینہ تنگ ہو رہا تھا، بیرونی نے نزع کی ہی حالت میں علی بن عیسیٰ سے ایک فقہی مسئلہ پوچھا، علی بن عیسیٰ نے ان پر ترس کھایا اور کہا اس حالت میں بھی سوال؟ بیرونی نے جواب دیا: اے حضرت! میں دنیا سے اس حال میں رخصت ہوں کہ اس مسئلہ کا علم مجھے ہو، کیا یہ بہتر نہیں اس بات سے کہ دنیا چھوڑوں تو اس مسئلہ سے ناواقف رہوں، چناں چہ بیرونی نے مجھ سے وہ مسئلہ اخذ کیا اور یاد بھی کیا، میں ان کے پاس سے نکلا، ابھی میں راستہ ہی میں تھا کہ میں نے چیخ سنی، یعنی ان کی روح پرواز کرگئی۔

اقوال صحابہ:

حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت کعبؓ سے پوچھا؟ اصحابِ علم کون ہیں؟ حضرت کعبؓ نے جواب دیا کہ وہ جو علم پر عمل کرتے ہیں، حضرت عمرؓ نے پوچھا، علماء کے دل سے علم کو کیا چیز نکال دے گی؟ حضرت کعبؓ نے جواب دیا، لالچ اور طمع۔'' (رواہ الدارمی)

تین عادتیں دل میں سختی پیدا کرتی ہیں: (۱) زیادہ کھانا (۲) زیادہ سونا (۳) زیادہ آرام کی چاہت۔

بلند ہمتی بلندیوں تک پہنچاتی ہے:

حیران کن اونچے مقاصد، پہاڑ جیسی بلند ہمتی نے ہمارے اسلاف کو علم وفضل، شرافت وبزرگی کی چوٹی پر پہنچادیا اور دائمی ذکر اور باقی رہنے والے اجر کے حصول کا ذریعہ بنادیا۔

یہ اصحابِ فضل اور بلند ہمت والے، انسانی فطرت اور جسمانی بناوٹ میں ہم سے مختلف نہ تھے ہمارے جیسے ہی تھے، لیکن بلند ہمتی میں علم اور فضل کے حصول میں آنے والے مصائب ومشکلات کے جھیلنے میں ہم سے ضرور مختلف تھے، ان کی کامیابی کسی آسمانی معجزے اور خرقِ عادت کرامت کی مرہونِ منت نہیں تھی کہ جس سے وہ نوازے گئے ہوں اور ہم محروم کردیے گئے ہوں، بلکہ ان کو حاصل ہونے والا مقام ومرتبہ ان کی عظیم کامیابی، ان کی بلند ہمتی فولادی عزائم، صبر وتحمل، بے پناہ لگن وچاہت اور جہد مسلسل کی مرہون منت تھی۔

انسان کی آزمائش اس کی بلند ہمتی سے اونچی نہیں ہوتی، انسان کی ہمت بلند ہوتو وہ آزمائش کی ہر گھاٹی عبور کرلیتا ہے۔

جو بلند ہمتی سے نوازا گیا ہوتو اس کی آزمائش بھی اسی حساب سے ہوتی ہے، اور بلند ہمتی کے لیے تھکنا حقیقت میں راحت ہے، اور کوتاہ ہمتی کی راحت حقیقت میں تھکن اور ذلت ورسوائی ہے۔ دنیا حقیقت میں اونچے مقاصد کے حصول کے لیے مسابقت کی جگہ ہے، بلند ہمتوں کو چاہیے کہ اس کا چکر لگانے میں کوتاہی نہ کریں، اگر آگے بڑھ گئے تو منزل ومقصود حاصل، اور اگر کوشش ومحنت کے باوجود گر گئے تو ملامت نہ کی جائے گی۔

ہائے رنج وغم! کہ شب بیداری، اور زہد ورع کی طلب نہیں، علم کا اعادہ اور دل تصنیف وتالیف میں مشغول نہیں، بلکہ صرف کھانے پینے کا اہتمام ہے، ہائے افسوس کہ خلوت میں اللہ سے مناجات نہیں اور جلوت میں لوگوں سے ملاقات اور ان کی تعلیم وتربیت

کی فکر نہیں، ہائے خرابی کہ اہل وعیال کے لیے تقویٰ وپرہیز گاری کی جستجو نہیں۔

ضروری ہے کہ رضا اور رغبت سے محنت ومشقت کے لیے اپنے کو آمادہ رکھو، کیوں کہ تمہاری تہذیب نفس تمہاری محنت کے مرہون منت ہے۔ اور عالی ہمت ان بلند مقاصد کو حاصل کرنے کے درپہ ہوتا ہے جو اللہ جل شانہٗ کے قرب کا ذریعہ بنتے ہیں۔ (ابن الجوزی)

شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

اللہ نے کچھ لوگوں کو علم کے لیے پیدا کیا ہے
اور کچھ لوگوں کو پیالہ وثرید یعنی کھانے پینے کے لیے

اے اللہ! میں تجھ سے ہمیشہ رہنے والی نعمت کا، لازوال آنکھوں کی ٹھنڈک کا اور جنت اعلیٰ جنت خلد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کا طلب گار ہوں۔ (مسند الإمام أحمد)

سری سقطی کا ارشاد ہے: ''جس نے اللہ سے محبت کی وہ زندہ جاوید ہو گیا، جس نے دنیا سے رغبت کی وہ فنا ہو گیا، نادان صبح وشام فنا ہونے والی چیز کے پیچھے لگا رہتا ہے، اور دانا اپنے عیبوں کو ڈھونڈنے میں رہتا ہے۔''

اے طالب علم! علم کے حلقوں کو غنیمت جانو:

اے طالب علم! علم کے ان حلقوں کو غنیمت جانو جو ہمارے شہر میں پھیلے ہوئے ہیں، جن کی نگرانی علمی رسوخ رکھنے والے علماء کرتے ہیں۔ ایک دن ایسا آئے گا کہ ہم ان علمی حلقوں میں حاضر نہ ہونے اور ان علماء ومشائخ کے علم وادب اور اخلاق سے استفادہ نہ کرنے پر نادم وشرمندہ ہوں گے، جب کہ ہمارے سلف کی ایک جماعت نے علم کے شوق بں مشائخ کی طرف سفر کیا۔ ان میں سے بعض نے شیخ کا جنازہ پایا بعض نے شیخ کو سکراتِ موت کی حالت میں پایا اور بعض نے اس حالت میں کہ شیخ قبر میں رکھے جا چکے تھے۔

اگر ہماری زندگی لمبی ہوئی تو ہم آئندہ نسلوں کو اپنے اوپر ملامت کرتے ہوئے ئیں گے جو ہم سے ان مشائخ سے علم حاصل کرنے میں ہوئی۔

طلب علم کے لیے فقر و فاقہ اور زندگی کی سختی پر صبر کرنا:

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ یہ علم بادشاہت اور فخر و بڑکپن سے نہیں طلب کیا جا سکتا، بلکہ یہ علم علماء کی خدمت، تنگ حالی اور تواضع سے طلب کیا جاتا ہے نیز فرمایا کہ علم صبر وخاکساری سے آتا ہے، اور فرمایا کہ طلب علم صرف مفلس کو راس آتا ہے۔

داؤد بن مخراق کہتے ہیں کہ: میں نضر بن شمیل کو کہتے ہوئے سنا کہ: ''آدمی علم کی لذت اس وقت تک نہیں پا سکتا جب تک بھوکا نہ ہو اور بھوک بھی بھول جائے۔''

(تذکرۃ الحفاظ)

ابن حزم کا کہنا ہے کہ: ''مال کی کثرت اور خوشحال زندگی علم کو قلب تک پہنچنے سے روکتی ہے، خوشحالی کی صورت میں نفس علم کی طرف متوجہ نہیں ہوتا، اس لیے کہ خوش عیشی کھیل تماشے کے دروازے کو کھولتی ہے اور جب کھیل تماشے کا درواہ کھلتا ہے تو معرفت و نور کا دروازہ بند ہو جاتا ہے، زندگی کی لذتیں اور اس کی کثرت دل کے نور کو مٹا دیتا ہے اور بصیرت کو اندھا کر دیتا ہے اور ادراک و شعور کے مادہ کو ختم کر دیتا ہے۔''

بہر حال فقیر تو اس کے فقر کے سبب اس پر کھیل تماشے کے دروازے بند ہوتے ہیں چناں چہ ہدایت کے نور سے خود بخود نفس روشن ہو جاتا ہے۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ: ''فقر پر صبر کرنا ایسا مقام و مرتبہ ہے جس کو صرف اکابرین ہی حاصل کر پاتے ہیں اور فقر مالداری سے بہتر اور افضل ہے، فقر پر صبر کرنا دشوار ہے، اور فقر پر بے قراری کی حالت شکر سے عظیم ہے۔ گویا کہ امام احمدؒ فقر کو پسند فرماتے تھے کیوں کہ فقر میں حساب کم ہے۔'' (البدایۃ والنہایۃ)

محبت کی علامت یہ ہے کہ اپنے زیادہ کو بھی کم جانو اور محبوب کے کم کو بھی زیادہ سمجھو۔ (ابو یزید)

امام فرمایا کرتے تھے کہ: ''میں فقر پر کسی اور چیز کو ترجیح نہیں دوں گا، جب میرے

پاس کچھ نہیں ہوتا ہے تو میں خوش ہوتا ہوں، امام فقراء سے محبت کرتے تھے، چناں چہ فقیر کو ان کی مجلس میں سب سے زیادہ عزت ملتی تھی، اور فرماتے تھے کہ جب تمہارے اہل وعیال کسی ضرورت کا سوال کریں اور تم اس کی ادائیگی پر قدرت نہیں رکھتے تو کیا کروگے، اجر کیسے کماؤ گے؟ میرے نزدیک سب سے خوشی بھرا دن وہ ہے جس دن میرے پاس کچھ نہیں ہوتا، دنیا میں کم ہے تو حساب بھی کم ہوگا۔ دنیا میں کھانا ایک سے بڑھ کر ایک ہے، پوشاک ایک سے بڑھ کر ایک ہے، تاہم دنیا کے دن گنتی کے ہیں۔ ابراہیم بن ادہم درج ذیل شعر پڑھا کرتے تھے۔

رہی بات بھوک کی تو میں نے اس کو مٹا دیا ہے
اور ہر قسم کا کھانا میرے نزدیک برابر ہے

اور فرمایا کرتے تھے کہ: ''مالدار خوش باش لوگوں سے قریب ہونا اوران کے ساتھ اٹھنا، بیٹھنا فتنہ اور آزمائش ہے۔ ہر چیز کا اکرام ہے، دل کا اکرام یہ ہے کہ وہ ہر حال میں اللہ سے راضی رہے۔''

اور فرماتے ہم میں سے کوئی کتنا زندہ رہے گا، پچاس سال، ساٹھ سال، آخر کار ہم سب کو مرنا ہے۔ چڑھتی جوانی ایک معمولی چیز کی طرح ہے جو میرے آستین میں تھی اور اچانک گر گئی۔ (ابن الجوزی فی مناقب الامام احمد)

تعجب ہے! بلا مال کا آدمی فقیر کہلاتا ہے لیکن اس سے زیادہ فقیر وہ ہے جس کے پاس مال کے علاوہ کچھ بھی نہ ہو۔

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا) اے چادر اوڑھنے والے! کھڑے ہو جائیے، چناں چہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے اور پھر بیس سال سے زیادہ عرصہ کھڑے رہے نہ آرام فرمایا نہ راحت کی سانس لی، نہ اپنے لیے جئے نہ اپنے اہل وعیال کے لیے جئے بلکہ اسلام کی دعوت اور قرآن کی تبلیغ میں تا حیات لگے رہے۔ (رہبان اللیل)

امام محمد بن ادریس شافعی کے اقوال فقر کی تعریف میں:

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ: ''میں فقر وفاقہ سے مانوس ہو گیا ہوں اب وحشت نہیں ہوتی۔ اور فرمایا: علماء کی زینت فقر اور قناعت ہے۔ اور فرمایا: علماء کا فقر اختیاری ہے اور جہلاء کا فقر مجبوری کی بنا پر ہے۔'' اور فرمایا کہ میں نے محمد بن حسن کو کہتے ہوئے سنا کہ یہ علم اسی کو حاصل ہوتا ہے جو علم کی خاطر دل کو جلائے، اور فرمایا کہ علم کی طلب صرف مفلس کو راس آتا ہے اور فرمایا کہ اس علم کو چاپلوسی اور بے نیازی سے طلب کر کے کامیاب نہیں ہوا جاسکتا۔ بلکہ جو شخص تواضع، تنگ حالی، اور علم وعلماء کی خدمت کر کے حاصل کرتا ہے وہ زیادہ کامیاب ہوتا ہے۔

مضبوط پختہ علم وامانت والے اساتذہ کا انتخاب کرو کیوں کہ مضبوطی میں طاقت وقوت ہے اور قوت کے لیے امانت ضروری ہے، کیوں کہ قرآن میں ہے: جنہیں آپ اجرت پر رکھیں ان میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو مضبوط اور امانت دار ہو۔ (سورۃ القصص) بسا اوقات عالم کے پاس علم کی پختگی اور وسعت ہوتی ہے، علمی مسائل کی تشریح وتفصیل کی صلاحیت وقدرت بھی ہوتی ہے لیکن امانت ندارد، چناں چہ وہ بے شعوری میں تم کو گمراہ کردیتا ہے۔ (الحلیۃ: ۵۶)

علم کا طالب جس نے اپنے پیٹ کی بھوک کو علم سے آسودہ کیا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فقر سبب بنا کہ وہ اطمینان قلب اور فارغ البالی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائیں اور آپ ؐ کے علم سے فیضیاب ہوں، ان کا مالی لحاظ سے فقیر ہونا ان کے لیے اور امت کے تمام لوگوں کے لیے بہتر اور فالِ نیک ثابت ہوا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے چمٹے رہتے، دنیا کے تفکرات سے آزاد صرف پیٹ بھرنے کی فکر ہوتی، اور یہ چیز ضمانت بن گئی کہ وہ سنت اور اقوالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کر کے دیگر مسلمانوں تک پہنچائیں، اگر وہ تاجر ہوتے یا کھیت یا باغ والے ہوتے تو دیگر

بہت سے انصار و مہاجرین کی طرح تجارت و کھیتی میں مشغول ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی مجلسوں سے محروم ہو جاتے، جیسا کہ حدیث کی کتابوں میں ان کا قصہ مذکور ہے۔

امام جمال الدین عبداللہ بن یوسف

(761-708ھ)

طالبانِ علوم نبوت کو علم اور تحصیل علم کی مشقتوں پر صبر کرنے اور فقر اختیار کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ہر عظیم اور بلند مقصد کو حاصل کرنے کے لیے صبر ضروری اور بنیادی شرط ہے، چناں چہ وہ فرماتے ہیں کہ: جو علمی کامیابی چاہتا ہے تو تحصیل علم کی مشقتوں پر صبر کرتا ہے۔ جیسا کہ حسینوں کو نکاح کا پیغام دینے والا مال خرچ کرنے پر صبر کرتا ہے۔ اور جو شخص بلند مقاصد کی طلب میں نفس کو ذرہ برابر بھی ذلیل نہیں کرتا تو وہ زندگی بھر ذلیل و خوار جیتا ہے۔

شاعر کہتا ہے کہ: ''بھوک ایک سوکھی چپاتی سے مٹ جاتی ہے تو میں کیوں زیادہ کی حسرت کروں اور وسوسے پالوں، موت سب سے بڑا منصف ہے اس کا انصاف سب کے لیے برابر ہے، وہ بادشاہ وقت اور محروم فقیر کو برابر کر دیتی ہے۔''

فرمانِ نبوت:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ ہر سو سال کے اختتام پر اس امت میں ایسے شخص کو کھڑا فرمائیں گے جو دین کی تجدید کرے گا۔'' (رواہ ابوداؤد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں دو مجلسوں سے گزرے تو فرمایا کہ: ''دونوں مجلسیں خیر پر ہیں، بہر حال اس مجلس کے لوگ اللہ سے دعا کر رہے ہیں، اللہ چاہے تو دے گا یا چاہے تو نہ دے گا۔ اور اس مجلس والے تو علم سیکھ رہے ہیں اور جاہل کو سکھا رہے ہیں تو افضل اور بہتر ہیں، کیوں کہ میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مجلس میں بیٹھ گئے۔'' (رواہ الدارمی)

روشن قول:

علم کے تین درجے ہیں: جو پہلے درجہ میں داخل ہوا وہ متکبر ہو گیا، جو دوسرے درجہ میں داخل ہوا وہ متواضع بن گیا اور جو تیسرے درجہ میں داخل ہوا وہ جان گیا کہ وہ نہیں جانتا۔

محمد بن ابراہیم الوزیز

امام محمد بن ابراہیم وزیر ''ایثار الحق علی الخلق'' میں کہتے ہیں:

(۱) ''اے اللہ! تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے ایسے فقر میں مبتلا نہیں کیا جو مجھے توڑ دے اور نہ ایسی مالداری میں مبتلا کیا جو میرے دل ودماغ کو سرکش وغافل بنا دے۔''

(۲) ''اے اللہ! تیرا حمد وثنا ہے کہ تو نے مجھے علم کے لیے فارغ کر دیا، اور میرے قلب کی اصلاح کی اور ہمیشہ میری رہنمائی کرتا ہے۔ (۳) اور میرے دل کو قناعت ورضا کی صفت سے بے نیاز کر دیا، اور اتنا مال دیا جو کافی ہو جائے غافل نہ کرے۔ (۴) چناں چہ میں نہ غمزدہ ہوں، نہ کسی سے مانگنے والا ہوں اور نہ ایسی چیز میں مشغول ہوں جو مجھے فائدہ نہ پہنچائے۔''

علوم ایک دوسرے سے منسلک اور جڑے ہوئے ہیں:

حافظ دلجی احمد بن علی مصری نے اپنی کتاب (درالفلاکۃ والمفلوکین) میں لکھا ہے کہ: مفرد لفظ کی صحت اور قابل استدلال ہونے سے بحث کرنی ہو تو علم صرف کی ضرورت پڑتی ہے۔ اگر اس لفظ کی ترکیبی صحت دیکھنی ہو تو علم نحو کی حاجت ہے۔ اس لفظ کے اظہار ضمیر، تقدیم وتاخیر مقتضائے حال کی مطابقت جاننا ہو تو علم معانی کی ضرورت ہے۔ لفظ کی حقیقت ومجاز، کنایہ واستعارہ سے بحث ہو تو علم بدیع کی ضرورت ہے۔ ایک ہی مطلب کو مختلف پیرایہ میں دلیل کی وضاحت ومضبوطی سے بیان کرنا ہو تو علم بیان کی حاجت ہے، لفظ کے عام وخاص، مطلق ومقید، مجمل ومفصل سے بحث ہو تو علم اصول فقہ کی ضرورت ہے۔ قرآن کی آیتوں کا سیاق وسباق جاننا ہو تو علم اسباب نزول جاننا ضروری ہے۔ قرآن کی

آیتوں کی وضاحت مطلوب ہوتو علم تفسیر کی ضرورت ہے۔قرآن کو پڑھنے کا انداز وحدود معلوم کرنے ہوں تو علم قرأت کی حاجت ہے۔آیاتِ قرآنیہ سے احکام نکالنے ہوں تو علم فقہ کی ضرورت ہے۔اوراحکام نکالنے کے طریقے معلوم کرنے ہوں تو علم اصول فقہ کی حاجت ہے۔

اوراگر سنت معلوم کرنا ہوتو علم روایت، علم حدیث، ناسخ ومنسوخ، اسماءرجال، کنیت، القاب، علم انساب، علم جرح وتعدیل، علم وفیات، اخبار وقصص کی ضرورت ہے۔(صبر العلماء:۳۶۴)

فرمانِ نبوت:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ ہر سخت گو، درشت خو، بازاروں میں شور کرنے والے، رات میں مانند مردہ، دن میں مانند گدھا، دنیا کے معاملات سے واقف آخرت کے بارے میں ناواقف کو ناپسند کرتا ہے۔'' (ابن حبان)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ارشاد ہے کہ: ''جو شخص ہر چیز میں لوگوں کو فتویٰ دیتا ہے وہ دیوانہ ہے۔'' (جامع العلم)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''نیک اعمال کرنے میں جلد کرو، عنقریب تاریک رات کی طرح فتنے سرابھاریں گے، آدمی صبح کو مومن ہوگا، شام کو کافر ہو چکا ہوگا، شام کو مومن ہوگا صبح کو کافر ہو چکا ہوگا، آدمی اپنے دین کو دنیا کے معمولی سامان کے عوض فروخت کردے گا۔'' (رواہ مسلم)

امام خلیل بن احمد فراہیدی بصری

(100-170ھ)

سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں: ''جو شخص کسی سونے اور مشک سے تخلیق شدہ فرد کو دیکھنا چاہے تو اسے خلیل بن احمد فراہیدی کو دیکھنا چاہیے، وہ لسان عرب کے امام تھے، متدین وقانع، خاکسار، بڑی شان والے تھے۔''

نضر بن شمیل کا بیان ہے کہ: ''خلیل بن احمد نے بصرہ میں ایک لکڑی اور گھاس

کے کچھ گھر میں قیام کیا، دو فلس بھی ان کے پاس نہ تھے، جب کہ ان کے تلامذہ ان سے علم سیکھ کر مال کثیر کماتے تھے، امام فرماتے تھے کہ میں نے مال کے لیے اپنا دروازہ بند کرلیا ہے، مال میرے عزائم سے بلند نہیں ہے۔"

سنہری باتیں:

انانیت وخود پسندی حسد پیدا کرتی ہے اور حسد، بغض وکینہ کو جنم دیتا ہے اور بغض وکینہ اختلاف پیدا کرتا ہے اور اختلاف تفرقہ کو اور تفرقہ کمزوری کو اور کمزوری ذلت کو جنم دیتی ہے اور ذلت زوالِ حکومت کا سبب ہے اور زوالِ شوکت وحکومت امت کی ہلاکت کا ذریعہ ہے۔

اشیاء سے بے نیاز ہونا بہتر ہے اس میں مشغول ہونے سے، تم علم طلب کرتے ہوئے مرو بہتر ہے اس بات سے کہ تم جہالت پر قناعت کرتے ہوئے جیو۔

قیامت کے دن بندے کے میزان میں اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی چیز کوئی نہیں ہوگی۔ (ابوداؤد)

ان کی زندگی میں دوسروں کی رہنمائی کا سامان ہے:

(۱) وہ لوگ جب تک زندہ رہے زمین کی زینت وجمال تھے، لیکن مرنے کے بعد وہ قصۂ پارینہ بن کر تاریخی کتابوں کی زینت بن گئے۔ (۲) قومیں مرجاتی ہیں علم ان کا ذکر زندہ رکھتا ہے، جہل تو مردوں کو مردوں سے ملاتا ہے۔

علمی امانت: طالب علم پر ضروری ہے کہ وہ علمی امانت سے مزین ہو، تحصیل وتحمل علم میں بھی، علم پر عمل کرنے میں بھی، علم کی نشر واشاعت میں بھی، کیوں کہ امت کی کامیابی اس کے اعمال کی درستگی میں ہے اور اعمال کی درستگی علم کی صحت پر موقوف ہے اور علم کی صحت اہل علم کی علمی امانت ودیانت پر موقوف ہے جو شخص بغیر امانت کے علمی روایت کرتا ہے وہ علم کے چہرے پر بدنما داغ اور چرکہ لگاتا ہے اور امت کی کامیابی کے راستے میں رکاوٹ کا پتھر رکھتا ہے۔ (حلیۃ الطالب)

امام ابوحنیفہؒ کی دوررسی

قاضی القضاۃ امام ابویوسفؒ یعقوب بن ابراہیم (113-182ھ)

امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ: ”میں حدیث اور فقہ کا علم حاصل کر رہا تھا لیکن میں مفلس تنگ حال تھا، کیوں کہ میرے والد وفات پا چکے تھے اور مجھ چھوٹے کو میری ماں کی گود میں چھوڑ گئے تھے، میری ماں نے مجھے ایک دھوبی کے یہاں کام پر لگا دیا۔ لیکن میں دھوبی کو چھوڑ کر امام ابوحنیفہؒ کی مجلس میں حاضر ہو کر علم وفقہ کی سماعت کرتا تھا، میرے پیچھے میری ماں حلقے میں آتی میرا ہاتھ پکڑتی اور مجھے دھوبی کے پاس لے جاتی، میری علمی طلب ولگن اور حلقۂ درس میں میری حاضری کو دیکھ کر امام ابوحنیفہؒ میرا لحاظ وخیال فرمایا کرتے تھے۔“

چناں چہ امام ابوحنیفہؒ میری خیر وخبر رکھتے، میں بھی مجلس میں حاضر ہونے لگا، ایک دن کافی تاخیر سے آیا، امام صاحب نے مجھ سے دریافت فرمایا: کیوں دیر سے آئے؟ کہاں رہ گئے تھے؟ میں نے عرض کیا مزدوری میں مشغول تھا اور بیٹھ گیا۔ جب سارے لوگ چلے گئے تو امام صاحب نے میری طرف ایک تھیلی بڑھائی اور فرمایا اس میں سو درہم ہیں اس سے فائدہ اٹھاؤ اور اپنے کام میں لاؤ، لیکن حلقۂ درس میں پابندی سے حاضر رہو۔ اور جب یہ درہم ختم ہو جائیں تو مجھے اطلاع کرنا۔

فرمانِ نبوت:

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ”تم کسی فاجر کی خوشحالی پر رشک نہ کرو کیوں کہ تم نہیں جانتے کہ موت کے بعد وہ کن سنگین حالات سے دوچار ہونے والا ہے، اس لیے کہ اللہ کے پاس اس کے لیے ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔“ (البغوی)

امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ: ”میں امام ابوحنیفہؒ کے حلقۂ درس میں پابندی سے حاضر ہونے لگا، جب کچھ عرصہ گزرا تو امام نے دوسرا سو درہم مجھے دیا پھر وہ میری خبر گیری کرتے رہتے، اور خود ہی میری ضروریات کا خیال فرماتے، مجھے بتانے کی ضرورت ہی نہیں

پڑتی، حتیٰ کہ مال اور ضروریات زندگی سے میں بالکل بے نیاز ہوگیا۔ میں امام ابوحنیفہؒ کی مجلس سے کامل انتیس سال چمٹا رہا اور علم وفقہ حاصل کرتا رہا، اللہ نے ان کی برکت اور حسن نیت سے علم ومال کے دروازے کھول دئے، اللہ انہیں میری طرف سے بہترین بدلہ عطا فرمائے اور ان کی مغفرت فرمائے۔'' آمین

ایک روایت میں ہے کہ: ''میں جب بہت دن غائب رہا اپنی ماں کے پاس نہیں گیا تو وہ امام ابوحنیفہؒ کے پاس آئیں اور کہا کہ اس لڑکے میں کوئی خرابی نہیں سوائے آپ کے یعنی آپ نے اسے بگاڑ کے رکھ دیا ہے۔ یہ یتیم لڑکا ہے، اس کے پاس اسبابِ زندگی کچھ بھی نہیں، میں اسے چرخہ کات کر کھلاتی ہوں، میں امید رکھتی ہوں کہ یہ کچھ کمائے تاکہ گزر بسر ٹھیک سے ہوسکے، تو امام صاحب نے انہیں جواب دیا: بی اماں بے فکر ہوکر تشریف لے جائیں، یہ لڑکا وہ علم سیکھ رہا ہے جس کی برکت سے وہ روغن بادام کا فالودہ کھائے گا، یہ سن کر وہ کہتی ہوئی لوٹ گئیں، آپ بوڑھے ہوگئے ہیں، سٹھیا گئے ہیں، عقل ماری گئی ہے آپ کی۔''

امام ابویوسفؒ کہتے ہیں کہ: ''پھر میں امام ابوحنیفہؒ سے چمٹا رہا وہ مال سے میری خبر گیری کرتے رہے، اللہ نے مجھے علم سے نوازا، میرا رتبہ بلند کیا، حتیٰ کہ مجھے قاضی کے منصب پر فائز کیا گیا، میں خلیفہ ہارون رشید کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا، ان کے ساتھ ان کے دسترخوان پر کھانا کھاتا تھا، ایک دن کا ذکر ہے ہارون رشید نے میری طرف فالودہ بڑھاتے ہوئے کہا: یعقوب (امام ابویوسفؒ کا نام) یہ تناول فرمائیں، یہ میرے لیے بھی روز روز نہیں بنایا جاتا۔''

میں نے پوچھا: ''امیر المومنین یہ کیا ہے؟ جواب دیا. یہ روغن بادام کا فالودہ ہے، تو میں ہنس پڑا۔ امیر نے پوچھا: کیوں ہنس رہے ہیں؟ تو میں نے اول سے آخر تک واقعہ سنا دیا تو امیر نے تعجب کیا اور کہا کہ بخدا علم دین اور دنیا میں نفع دیتا ہے اور مرتبہ بھی بلند کرتا ہے اور امام ابوحنیفہؒ کو دعا دی اور کہا کہ وہ عقل کی آنکھوں سے دیکھتے تھے جو سر کے آنکھ سے نہیں دکھائی دیتا۔'' (تاریخ بغداد)

اقوال زریں:

عمرو بن معدی کرب کا قول ہے کہ: ''جس دن میں کوئی نئی چیز نہیں سیکھتا تو اس دن کو میں اپنی عمر میں شمار نہیں کرتا۔''

مالک بن دینار کا قول ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عالم جب دنیا کی محبت میں گرفتار ہوتا ہے تو میرے لیے بڑا آسان ہے کہ میں اس کے دل سے اپنے ذکر کی حلاوت کو نکال دوں۔''

سبقت کرنے والوں کو چاہیے اس میں سبقت کریں:

قاضی ابو یوسف سکراتِ موت کی حالت میں بھی علم حاصل کر رہے ہیں۔

ابراہیم بن جراح کا بیان ہے کہ: ''امام ابو یوسفؒ بیمار ہوئے میں ان کی عیادت کو گیا، ان کو بے ہوشی کے عالم میں پایا، جب انہیں افاقہ ہوا تو مجھ سے ایک مسئلے کے بارے میں دریافت فرمایا: میں نے عرض کیا اس حالت میں؟ فرمایا کوئی حرج نہیں، ہم علم سیکھتے ہیں شاید کوئی نجات پانے والا نجات پا جائے۔''

پھر فرمایا: ''اے ابراہیم! حج کے موقع پر رمیِ جمار یعنی شیطان کو کنکری مارنے کا کون سا طریقہ افضل ہے؟ پیدل یا سوار ہو کر؟ میں نے عرض کیا: سوار ہو کر، امام نے فرمایا: غلط ہے، میں نے عرض کیا پیدل، فرمایا: غلط ہے، میں نے عرض کیا اللہ آپ سے راضی ہو، آپ ہی ارشاد فرمائیں، فرمایا: جو شخص جمرات کے پاس دعا کے لیے کھڑا ہو اس کے لیے بہتر ہے کہ وہ پیدل کنکری مارے اور جو جمرات کے پاس اس مقصد سے کھڑا نہ ہو تو اس کے لیے افضل یہ ہے کہ وہ سوار ہو کر رمی کرے، پھر میں ان کے پاس سے اٹھ گیا، جب میں گھر کے دروازے پر پہنچا چیخ کی آواز سنی یعنی امام نے جان جان آفریں کے سپرد کر دی، اللہ ان پر رحم فرمائے۔''

اللہ اکبر! ان کے دلوں میں علم کی کتنی عظیم قیمت تھی، ان کے دل و دماغ علم سے

کتنے وابستہ تھے حتی کہ نزع اور موت کی گھڑی میں بھی انہوں نے بیوی کا ذکر کیا نہ اولاد کا نہ عزیز رشتہ دار کا، بلکہ صرف علم کا ذکر کیا، ایسے تھے ہمارے اسلاف، موت اپنی تمام کلفتوں اور حشر سامانیوں کے ساتھ سر پر کھڑی ہے، جان سینے میں اٹکی ہے، نرخرہ چل رہا ہے، بے ہوشی چھائی ہوئی ہے، بے ہوشی سے چند لمحات افاقہ جب ہوا تو مستحب علم کے بارے میں پوچھا تا کہ جانکنی کے عالم میں بھی وہ علم سیکھیں اور سکھائیں۔

اللہ کی ان پر بے شمار رحمتیں ہوں ان کی انہی قربانیوں اور ذوق وشوق کی بنا پر اللہ نے انہیں اپنی کتاب قرآن عزیز کی خدمت کے لیے منتخب فرمالیا۔

اے طالب عالم! شوق ورغبت میں اضافہ کرو، گریہ وزاری کے ساتھ اللہ سے دعا کرو، اللہ سے خشوع وخضوع اختیار کرو، شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کو جب کسی آیت قرآنیہ کی تفسیر میں دشواری ہوتی تو کثرت سے درجِ ذیل دعا کیا کرتے تھے: ''اے اللہ! اے آدمؑ وابراہیمؑ کو علم دینے والے مجھے بھی علم سے نواز، اے سلیمانؑ کو فہم دینے والے مجھے بھی فہم عطا فرما، چناں چہ عقدہ حل ہوجاتا۔

فرمانِ نبوت:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''سن لو! بدترین شر علماء سو ہیں اور بہترین خیر علماء خیر ہیں۔'' (رواہ الدارمی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''تم میں سے میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب وہ ہوگا جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں گے۔'' (الترمذی)

امام شافعیؒ محمد بن ادریس

(150-204ھ)

امام شافعیؒ اپنا قصہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ: ''میرے پاس مال نہیں تھا، میں بچپن ہی سے علم حاصل کرتا تھا، اس وقت میری عمر محض تیرہ برس کی تھی، میں مکتب میں استاذ کو، بچوں کو تلقین کرتے ہوئے سنتا تو یاد کر لیتا، میری والدہ کے پاس معلم کو دینے کے لیے کچھ نہ تھا اس لیے کہ میں یتیم تھا، استاذ اس بات سے راضی ہو جاتے کہ جب وہ رک جائیں تو میں ان کی جانشینی کروں اور دگر بچے پڑھیں، استاذ کے املا کرا کے فارغ ہونے سے پہلے میں لکھا ہوا یاد کر لیتا، استاذ نے ایک دن مجھ سے کہا کہ، مجھے اچھا نہیں لگتا کہ تم سے کچھ لوں۔''

پھر جب میں مکتب سے نکلتا تو میں مٹی کے کچے برتن کھجور کی ٹہنی اور اونٹوں کے پٹھے جمع کرتا اور اس پر حدیث لکھتا، حتی کہ ایک بہت بڑا مٹکا بھر دیا جو میری ماں کا تھا، ایک بار یمن کے گورنر آئے تو بعض قریشی احباب نے ان سے مجھے ساتھ رکھنے کے لیے بات کی، لیکن میری ماں کے پاس اتنا بھی نہ تھا جس سے ڈھنگ کا کپڑا میں لے سکوں، چناں چہ انہوں نے سولہ دینار میں اپنی چادر گروی رکھ کر مجھے دیا تو میں نے کچھ ڈھنگ کے لباس لیے تا کہ زینت اختیار کر سکوں۔

نورانی اقوال صحابہ:

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ: ''میرے نزدیک ایک مسئلہ کا سیکھنا تہجد میں قیام سے بہتر ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا قول ہے: ''اے لوگوں! کیا بات ہے تمہارے سامنے سے علماء اٹھتے چلے جا رہے ہیں اور تم علم نہیں سیکھتے، علم سیکھو قبل اس کے کہ علم اٹھا لیا جائے کیوں کہ علم کا اٹھنا علماء کا جانا اور اٹھنا ہے۔'' (تنبیہ الغافلین)

فرمانِ نبوت:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''میں جنت کے درمیان ایک گھر کا

ضامن ہوں ایسے شخص کے لیے جو حق کے باوجود اکڑ اور تکبر کو ترک کردے اور ایسے شخص کے لیے بھی جو جھوٹ کو ترک کردے، ہنسی مذاق میں بھی۔ اور جنت کے اعلیٰ حصہ میں ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں، اس کے لیے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔" (رواہ ابوداؤد)

علمی زندگی میں طالب علم کے لیے آداب:

علم سیکھنے میں بلند ہمتی کا مظاہرہ، اسلام کی خصوصیات میں سے بلند ہمتی سے آراستہ کرنا ہے، آپ کی شخصیت میں مثبت صلاحیت اجاگر کرنے والا، آپ کے اعضاء پر محافظ ونگہبان، بلند ہمتی اللہ کی اجازت سے بے شمار و بے حساب منفعتیں کھینچ کر لاتی ہے، خیر کثیر کا سبب بنتی ہے تاکہ آپ کو درجۂ کمال تک پہنچائے، بلند ہمتی آپ کی رگوں میں شجاعت وجواں مردی کا خون دوڑاتی ہے، علم وعمل کے میدان میں مہمیز لگاتی ہے، اس صفت سے متصف ہونے کے بعد لوگ آپ کو اخلاق وفضائل کے در پر کھڑے یا بڑے بڑے معاملات کو سر کرتے ہی دیکھیں گے۔ (حلیۃ الطالب)

زیادہ علم کے مقابلے میں تھوڑے ادب کے ہم زیادہ محتاج ہیں۔ (ابوعلی دقاق)

فضیل بن عیاض اور سفیان ثوری ایک ساتھ چلتے ہوئے موتی کے دوکان داروں کے پاس سے گزرے، سامنے سے حسین بن علی جعفی گدھے پر سوار آتے نظر آئے، فضیل لپکے، ان کے پیروں کو بوسہ دیا اور سفیان لپکے ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا، فضیل ان سے کہنے لگے میں نے ایسے شخص کو بوسہ دیا ہے جس کے ذریعہ اللہ نے مجھے قرآن کا علم دیا۔ پھر مسجد میں داخل ہوئے، کعبہ کا طواف کیا اور اسطوانۂ حمراء (سرخ ستون) کے پاس آکر بیٹھ گئے۔

یحیٰ بن معاذ کہتے ہیں کہ: "عارف دنیا سے جاتا ہے لیکن اس کی دو خواہشیں باقی رہتی ہیں ایک اپنے آپ پر گریہ کرنے کی خواہش دوسرے اللہ رب العزت کی حمد وثنا کی خواہش۔"

اے طالب علم! تمہیں چاہیے کہ تم نمونہ اور آئیڈیل بنو اپنے ساتھیوں کے لیے، اپنے خاندان اور قوم کے لیے اپنے ہر معاملے میں، کھانے پینے میں، پہننے اوڑھنے میں، بولنے خاموش رہنے میں اور تمام معاملات میں۔

بے مثال ایثار

امام محمد بن عمر واقدی (130-207ھ)

واقدی کا بیان ہے کہ: ''میرے دوست تھے، ان میں ایک ہاشمی تھے، ہم ایک قالب دو جان کی طرح تھے، میں ایک بار سخت حالات سے دوچار ہوگیا اسی بیچ عید آ گئی، میری بیوی نے مجھ سے کہا: ہم تو تنگی اور سختی پر صبر کرلیں گے، لیکن بچوں پر مارے شفقت کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے اس لیے کہ وہ پڑوسی بچوں کو زرق برق لباس میں عید کی خوشیاں مناتے دیکھیں گے، حالاں کہ وہ خود پھٹے پرانے کپڑوں میں ہوں گے، اگر آپ کوئی حیلہ وتدبیر کرتے تو بچوں کا لباس بن جاتا۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ: ''کون سی چیز ہے جس کے اپنانے سے سب سے زیادہ لوگ جنت میں جائیں گے؟ فرمایا: اللہ سے ڈرنا اور اچھے اخلاق۔ اور پوچھا گیا کہ کس چیز سے لوگ سب سے زیادہ جہنم میں جائیں گے؟ فرمایا: منھ (زبان) اور شرم گاہ۔'' (الترمذی)

تو میں نے اپنے ہاشمی دوست کو حسب وسعت مدد کے لیے خط لکھا، اس نے فوراً ایک مہر بند تھیلی بھیج دی جس میں ہزار درہم تھے، ابھی میں سنبھل بھی نہیں پایا تھا کہ میرے دوسرے دوست نے میرے پاس پیغام بھیجا اور وہی تنگ دستی کا شکوہ کیا جیسا میں نے اپنے دوست سے کیا تھا، چناں چہ میں نے وہ پیسہ کی تھیلی اس کو بھیج دیا اور خود مسجد چلا گیا، رات وہیں گزاری، بیوی سے حیا کے مارے گھر نہیں گیا، صبح گھر گیا، بیوی نے احوال جان کر میری تعریف کی اور لعن طعن نہیں کیا۔

اس بیچ اچانک میرا ہاشمی دوست آ گیا اس کے ہاتھ میں وہی پیسہ کی تھیلی تھی، آتے ہی اس نے احوال پوچھے، کہا سچ بتاؤ ماجرا کیا ہے؟ میں نے سارا ماجرا ہو بہو بتایا، تو اس نے کہا تم نے مجھ سے مدد کی درخواست کی، میں نے پیسہ کی تھیلی بھیج دی اور میں نے ہمارے دوسرے دوست کو تعاون کے لیے لکھا تو اس نے میری یہ مہر بند تھیلی مجھے ہی بھیج دی۔ واقدی کہتے ہیں:

ہم نے ایک دوسرے کی غم خواری کی اور ایک ہزار ہم نے تین حصوں میں بانٹ کر ایک ایک حصہ لے لیا، سو درہم ہم نے عورت کو بھی دیا، اس کی اطلاع مامون رشید کو ہوئی، انہوں نے مجھے بلایا، میں نے پورے معاملے کی وضاحت کی، مامون نے ہمیں سات ہزار دینے کا فرمان جاری کیا، دو دو ہزار ہم میں سے ہر ایک کو ملے اور ایک ہزار عورت کو ملا۔ (الخطیب البغدادی)

اے طالب علم اصل مالداری دل کی مالداری ہے

حافظ محمد بن رافع نیشاپوری امام بخاری و مسلم کے شیخ متوفی (245ھ)

امیر طاہر بن عبداللہ خزاعی نے محمد بن رافع کی خدمت میں پانچ ہزار درہم اپنے ایک قاصد کے ہاتھ بھجوائے، وہ عصر کی نماز کے بعد پہنچا، محمد بن رافع مولی کے ساتھ روٹی کھا رہے تھے، قاصد نے تھیلی ان کے سامنے رکھ دیا اور کہا کہ امیر طاہر نے یہ مال بھیجا ہے تاکہ آپ اپنے اہل و عیال پر خرچ کریں۔

محمد بن رافع نے قاصد سے کہا: ''لے جاؤ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، سورج دیوار کے سر پر جا پہنچا ہے ایک لمحے بعد وہ غروب ہونے کو ہے، میں اسی سال سے تجاوز کر چکا ہوں، کب تک جیوں گا؟ یہ کہہ کر مال واپس کر دیا اور قبول نہیں کیا، قاصد نے مال لیا اور چلا گیا۔ محمد بن رافع کے پاس ان کے بیٹے آئے اور ان سے کہا: ابا جان! ہمارے پاس رات کی روٹی نہیں ہے، محمد بن رافع سخت سردی میں اسی لحاف کو اوڑھ کر نکلتے تھے جو وہ رات میں اوڑھا کرتے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: صلہ رحمی کرنا اچھے اخلاق سے پیش آنا اور پڑوسی سے اچھا سلوک کرنا آبادی کو بڑھاتا ہے اور عمر میں زیادتی کا سبب ہے۔ (رواہ احمد)

روشن بات:

اے آباد مکانوں! تمہارے باشندے کہاں گئے؟ اے موسم بہار گزارنے کی جگہوں؟ تمہارے رہنے والے کہاں گئے؟ اے دانش مندوں کے مکانات اور اے زر و جواہر کے مخازن، تمہارے خزانے کہاں گئے؟ ہائے افسوس! اس سے پیچھے رہ جانے والوں

اوراس کو چھوڑ جانے والوں پر۔

تم نے ایک لقمہ کے بدلے تہجد کو بیچ دیا۔تم نے اونگھ کی شربت پی لی تو رفعت وبلندی تم سے فوت ہوگئی، خدا کی قسم اگر تم نے تہجد کا ایک لحظہ بھی قارون کے ملک میں عمرِ نوح کے عوض بیچتے تو گھاٹے میں رہتے، فائدے میں نہ رہتے، جو چکھتا ہے وہی ذائقہ بھی جانتا ہے، تمہارا بھلا ہو سوچو تم سے کتنی اہم شی ضائع ہوگئی ہے، اور روؤ اس شخص کی طرح جو فوت ہونے کی قیمت جانتا ہو۔(رہبان اللیل)

طالب علم باوجود حاجت کے لوگوں کے سامنے دست سوال دراز نہیں کرتا:

ابوالعباس بکری کا بیان ہے کہ: ''۲۵۶ھ کے شروع میں محمد بن جریر طبری، محمد بن اسحٰق بن خزیمہ، محمد بن نصر مروزی اور محمد بن ہارون رویانی نے ایک ساتھ مصر سفر کیا، کچھ روز میں زادِراہ ختم ہوگیا، کھانے کو کچھ نہ رہا، بھوک کی شدت نے نڈھال کردیا۔

ایک شب وہ لوگ جس گھر میں رہ کر حدیث لکھتے تھے وہاں اکٹھے ہوئے، پریشانی دور کرنے کے لیے آپس میں مشورہ کیا، طے یہ پایا کہ قرعہ اندازی کی جائے جس کے نام کا قرعہ نکلے وہ اپنے ساتھیوں کے لیے لوگوں سے کھانا مانگ کر لائے اتفاقاً قرعہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ کے نام نکلا۔

تو انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ: ''ٹھہرو میں وضو کرکے استخارہ کی نماز پڑھ لوں، چناں چہ وہ نماز میں مشغول ہوئے ہی تھے کہ شمع کی روشنی لہرائی، دیکھا تو والیٔ مصر احمد بن طولون کا قاصد دروازہ پر تھا، انہوں نے دروازہ کھولا، قاصد سواری سے اترا اور پوچھا: تم میں محمد بن نصر کون ہے؟ ساتھیوں نے ان کی طرف اشارہ کیا، قاصد نے ان کو ایک تھیلی دی جس میں پچاس دینار تھے۔''

پھر پوچھا محمد بن اسحاق بن خزیمہ کون ہے؟ ساتھیوں نے بتایا یہ جو نماز پڑھ رہا ہے، جب وہ نماز سے فارغ ہوئے، قاصد نے ان کو بھی ایک تھیلی دی جس میں پچاس

دینار تھے، پھر پوچھا: تم میں محمد بن جریر کون ہے؟ اس طرح ان کو بھی پچاس دینار کی تھیلی دی۔ پھر پوچھا: تم میں محمد بن ہارون کون ہے؟ اس طرح ان کو بھی پچاس دینار کی تھیلی دی۔

قاصد نے پھر قصہ بتایا کہ: امیر دوپہر کے وقت محوِ استراحت تھے کہ خواب میں دیکھا کوئی کہہ رہا ہے کہ ''محامد (جن کے نام کے شروع میں محمد ہو) بھوک سے نڈھال ہیں، خبر لو ان کی، چناں چہ امیر نے یہ تھیلیاں آپ لوگوں کی خدمت میں روانہ کی ہیں اور آپ لوگوں کو قسم دیا ہے کہ جب ختم ہو جائے تو انہیں ضرور خبر کی جائے تاکہ مزید تھیلیاں آپ لوگوں کی خدمت میں ارسال کریں۔'' (تاریخ بغداد)

علامہ ابوبکر عبداللہ بن محمد نیشاپوری

(324-238)

علم کی طلب میں عراق، شام اور مصر کا سفر کیا اور بغداد میں سکونت اختیار کرلی اور وہیں حدیث کا درس دیا اور علم حدیث اور علم فقہ میں ممتاز حیثیت سے نمایاں ہوئے۔

ابوعبداللہ بن بطہ کہتے ہیں کہ: ''ہم ابوبکر نیشاپوری کی مجلس میں ابوبکر بخاری کی مجلس کی زیادات سننے حاضر ہوتے تھے، وہ دوات اکٹھا کرتے تھے، جن کی تعداد دس ہزار تھی، لوگ اس بڑی تعداد کو دیکھ کر تعجب کرتے اور کہتے: اس مدت میں دوثلث لوگ ختم ہوگئے۔ (تذکرۃ الحفاظ)

ابویزید بسطامی سے پوچھا گیا کہ یہ علم ومعرفت آپ نے کیسے حاصل کی؟ فرمایا: بھوکے پیٹ اور ننگے بدن سے علم کا چلا جانا ایسا نقصان ہے جس کی تلافی نہ مال سے ہوسکتی ہے نہ شان وجاہ سے۔

وقت سونے سے زیادہ قیمتی ہے:

اے طالب علم! روزانہ اپنے دن کو چار طرح استعمال کرو: (۱) کسی دن جب تمہاری ملاقات تم سے زیادہ جاننے والے سے ہو تو اس سے علم سیکھو، یہ تمہارے فائدے اور بھلائی کا دن ہوگا۔ (۲) کسی دن جب تمہاری ملاقات ایسے سے ہو جس سے زیادہ تم جانتے

ہوتو اسے سکھاؤ یہ تمہارے اجر کا دن ہوگا۔ (۳) کسی دن جب تمہاری ملاقات علم میں تمہارے برابر والے سے ہوتو اس سے مذاکرہ کرو یہ تمہارے سیکھنے سکھانے کا دن ہوگا۔ (۴) کسی دن جب تمہاری ملاقات علم میں تم سے کمتر سے ہواور وہ اپنے کوتم سے برتر سمجھتا ہو تو اس سے بات نہ کرو یہ تمہارے راحت وسکون کا دن ہوگا۔

فرمانِ نبوت:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''جو شخص مسلمانوں کے راستے سے کوئی تکلیف دہ چیز ہٹادے تو اللہ اس عمل کے بدلے ایک نیکی لکھ دیتے ہیں اور اللہ کے یہاں جس کی ایک نیکی لکھی گئی اللہ اس نیکی کے عوض اس کو جنت میں داخل فرماتے ہیں۔'' (رواہ احمد)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں ایسے علم سے پناہ چاہتا ہوں جو نافع نہ ہواور ایسے دل سے جس میں خشیت نہ ہواور ایسے عمل سے جو رتبہ نہ بلند کرے اور ایسی دعا سے جو سنی نہ جائے۔'' (رواہ الحاکم)

کاش: موت بکتی جاتی تو میں خرید لیتا:

عالم، ادیب، شاعر، کاتب، وزیر با تدبیر اور فیاض سخی، حسن بن محمد ازدی مہلبی بصری (291-352ھ)

معزالدولۃ (ابوالحسین احمد بن بویہ) کے وزیر تھے، رتبہ کی بلندی، سینہ کی کشادگی، بلند ہمتی اور سخاوت وفیاضی میں خاص شہرت رکھتے تھے، بلند پایہ ادیب تھے اور اپنے اہل وعیال سے محبت رکھتے تھے، معزالدولۃ سے جڑنے سے پہلے وہ سخت تنگی اور تنگ حالی کے شکار تھے، ایک مرتبہ انہوں نے سفر کیا اور سفر میں سخت دشواری سے دوچار ہوئے، گوشت کھانے کی خواہش ہوئی لیکن خریدنے کی سکت نہیں تھی۔ فی البدیہ منھ سے اشعار نکلے جو ذیل میں درج ہیں ؎

کاش موت قابل فروخت ہوتی تو میں خرید لیتا

کیوں کہ اس زندگی میں تو خیر وخوشحالی نہیں ہے

کاش خوش ذائقہ موت آتی
اور مصیبت کی زندگی سے نجات دلاتی
جب میں کسی قبر کو دیکھتا ہوں دور سے
تو خواہش ہوتی ہے کہ میں اس کے اندر ہوتا
کاش اللہ بندے پر رحم فرماتے
اوراس کووفات دے کراس کواس کے بھائی سے ملادیتے

ان کے ساتھ ان کا ایک رفیق سفر تھا، جس کو عبداللہ صوفی یا ابوالحسن عسقلانی کہا جاتا تھا، جب انہوں نے مذکورہ اشعار سنے تو ایک درہم کا گوشت خریدا، پکایا اوران کو کھلایا، پھر دونوں جدا ہوگئے، مھلبی کے حالات بدلے، اچھے دن آئے اور وہ بغداد میں معزالدولۃ کے وزیر باتدبیر بن گئے، اُدھران کے رفیق سفر کے جنہوں نے سفر میں ان کے لیے گوشت خریدا تھا احوال تنگ حالی میں بدل گئے ان کو مھلبی کی وزارت کی خبر لگی تو ان سے ملنے گئے اور لکھ کر بھیجا، وزیر سے کہو میری جان ان پر فدا ہو، یاددلانے والے کی بات جس کو وہ بھول چکے ہیں، کہ تمہیں یاد ہے جب تم نے تنگ حالی سے تنگ آ کر کہا تھا کہ کاش موت قابل فروخت ہوتی تو میں خرید لیتا۔

وزیر نے جب خط پڑھا تو واقعہ یاد آ گیا اور کرم و بخشش کا جذبہ ابھر آیا، فوراً سات سو درہم دینے کا امر صادر کیا اور رقعہ میں لکھا۔ جو لوگ اللہ کے راستے میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ جس نے سات بالیاں نکالیں اور ہر بالی میں سودانے ہوں، اللہ جس کو چاہتے ہیں بڑھا کر عطا فرماتے ہیں، پھر اپنے رفیق کو بلایا ان کو خلعت سے نوازا اوران کے مناسب کسی مناسب کام میں لگا دیا۔ (وفیات الاعیان ابن خلکان)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''عنقریب مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی جن کو لے کر وہ پہاڑ کی چوٹیوں اور بارش کی جگہوں کو ڈھونڈھتا پھرے گا، تا کہ اپنے دین کو فتنوں آزمائشوں سے بچا سکے۔''

علم کی طلب میں بھوک و پیاس کی شدت کا برداشت کرنا:

اور ہم ضرور تم کو بھوک اور خوف میں مبتلا کر کے آزمائیں گے۔ (البقرۃ:۱۵۵)

بھوک یا پیاس جسمانی دکھ ہے جو اس میں مبتلا ہوتا ہے وہ دلی سکون سے محروم ہوجاتا ہے، اور دلی وسوسے اور برے دنیاوی خیالات غیر اختیاری معاملہ ہے جس میں انسان کا دخل نہیں ہے، یہ معاملہ علماء کو اکثر وبیشتر پیش آتا ہے اس لیے کہ انہوں نے آخرت کی خاطر اپنی دنیا کو نقصان پہنچایا ہے، مومن کو جب وہ خرچ کرتا ہے تو اجر ملتا ہے مگر بلاوجہ گارے مٹی (عمارت سازی) پر خرچ کرتا ہے تو نہیں ملتا ہے۔ (الطبرانی)

دنیاوی اسباب کی قلت تحصیل علم میں معاون ومددگار ہے:

امام بخاریؒ نے صحیح بخاری، کتاب العلم، باب حفظ العلم اور کتاب البیوع کے شروع میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ: ''ابوہریرہ حضورؐ سے کثرت سے روایت نقل کرتے ہیں، جب کہ انصار ومہاجرین صحابہ ان کی طرح کثرت سے احادیث نقل نہیں کرتے۔''

اگر قرآن میں دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں ایک بھی حدیث بیان نہیں کرتا۔ پھر یہ آیت تلاوت کرتے: ''جو لوگ اخفاء کرتے ہیں ان مضامین کا جن کو ہم نے نازل کیا ہے جو کہ (اپنی ذات میں) واضح ہیں اور (دوسروں کو) ہادی ہیں بعد اس کے کہ ہم ان کو کتاب الٰہی (تورات وانجیل) میں عام لوگوں پر ظاہر کر چکے ہیں، ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ بھی لعنت فرماتے ہیں اور دوسرے بہیترے) لعنت کرنے والے بھی ان پر لعنت بھیجتے ہیں، مگر جو لوگ توبہ کرلیں اور اصلاح کردیں اور (ان مضامین کو) ظاہر کردیں تو ایسے لوگوں پر میں متوجہ ہوجاتا ہوں اور میری تو بکثرت عادت ہے توبہ قبول کرلینا اور مہربانی فرمانا۔'' (ترجمہ حضرت تھانویؒ) پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''میرے مہاجر بھائی تجارتی سرگرمیوں میں مصروف رہتے جب کہ میرے انصاری بھائی مالی اور زراعتی

سرگرمیوں میں مصروف رہتے اور ابو ہریرہؓ کو صرف پیٹ بھرنے کی فکر ہوتی، باقی ہر وقت وہ حضورؐ سے چمٹے رہتے، ہر وقت حاضر باش رہتے اور حدیث یاد کرتے، جب کہ دیگر صحابہ نہ حاضر رہتے نہ یاد کرتے، یعنی دیگر سرگرمیوں کی وجہ سے اس کا موقع کم ملتا، حافظ ابن حجر فتح لباری میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ، اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ دنیا میں کم مشغول ہونا حفظِ علم کے لیے معاون و مددگار رہے۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''مجھے دجال کے علاوہ تم پر سب سے زیادہ ندیشہ دجال صفت لوگوں سے ہے، لوگوں نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں اے اللہ کے رسولؐ؟ فرمایا: علماءِ سوء۔'' (رواہ احمد)

امام سفیان ثوریؒ، عباسی خلیفہ مہدی سے روپوش ہو گئے ایک حق بات کہنے کی وجہ سے جس نے مہدی کو ناراض کر دیا تھا، مہدی نے امام کو ایذاء اور سزا دینے کے لیے طلب کیا، چناں چہ امام مکہ میں جہاں وہ مقیم تھے روپوش ہو گئے اور لوگوں کی نگاہوں سے بھی چھپ گئے، ان دنوں میں آپ کو فقر اور شدید تنگی سے دوچار ہونا پڑا، وہ اسی فقر و فاقہ اور تنگ حالی میں مبتلا تھے کہ کوفہ سے ان کی بہن نے امام کے ساتھی ابوشہاب حناط کے ہاتھوں ایک تھیلی بھیجی جس میں مٹھائی اور کچھ سوکھی روٹیاں تھیں، مشہور مؤرخ اور علم نسب کے ماہر ابن سعد نے اپنی کتاب ''الطبقات الکبریٰ'' میں حضرت سفیان ثوری کی حالاتِ زندگی میں لکھا ہے کہ: ''ابوشہاب حناط کا بیان ہے کہ: سفیان ثوری کی بہن نے مجھے ایک تھیلی دے کر سفیان کے پاس مکہ روانہ کیا، تھیلی میں کچھ مٹھائی اور خشک روٹیاں تھیں، میں مکہ آیا سفیان کے احوال پوچھے، مجھے بتایا گیا کہ وہ کبھی کبھی کعبہ کے پیچھے باب الحناطین کے قریب بیٹھتے ہیں، ابوشہاب کہتے ہیں میں وہاں گیا، سفیان میرے دوست تھے، میں نے انہیں لیٹے ہوئے پایا، سلام کیا، انہوں نے نہ مجھ سے دریافتِ احوال کیا نہ ہی میرے سلام کا جواب اس انداز میں دیا جس سے میں واقف تھا، میں نے ان سے کہا آپ کی بہن نے ایک تھیلی

مٹھائی اور خشک روٹی بھیجی ہے تو وہ میری طرف لپکے اور اٹھ کر سیدھا بیٹھ گئے۔"

میں نے کہا: ابو عبداللہ! میں تمہارا دوست تمہارے پاس آیا، سلام کیا لیکن تم نے اس طرح جواب نہیں دیا جیسا دیا کرتے تھے، لیکن جوں ہی تمہیں بتایا کہ تمہارے لیے ایک تھیلی مٹھائی لایا ہوں تو تم اٹھ کر بیٹھ گئے اور باتیں کرنے لگے، تو انہوں نے کہا: ابو شہاب! مجھے ملامت نہ کرو، بات یہ ہے کہ تین دن ہو گئے اور میں نے کسی کھانے کا ذائقہ تک نہیں چکھا، ابو شہاب کہتے ہیں کہ میں نے ان کا عذر قبول کیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: "اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: میری محبت واجب ہے ان لوگوں کے لیے جو آپس میں میری وجہ سے محبت کریں، میری وجہ سے کہیں جڑ کر بیٹھیں، میرے لیے آپس میں تعلق جوڑیں، اور میری محبت واجب ہے ان لوگوں کے لیے جو میری وجہ سے ایک دوسرے سے خیر خواہی کریں، میری محبت واجب ہے میری وجہ سے باہم ملاقات کرنے والوں کے لیے، میری وجہ سے محبت کرنے والوں کے لیے میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کرنے والوں کے لیے، میری وجہ سے محبت کرنے والے نور کے مناروں پر ہوں گے جن کے مرتبہ کو دیکھ کر انبیاء، صدیقین اور شہداء رشک کریں گے۔ (عبادۃ بن الصامت)

جو شخص صرف علم میں اضافہ کرے ہدایت اور نیکی میں اضافہ نہ کرے تو وہ اللہ سے قربت کے بجائے دوری میں اضافہ کرتا ہے۔ (الدیلمی)

دائمی خشیت الٰہی:

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ علم کی بنیاد خشیت الٰہی ہے۔

ظاہر و باطن کی عمارت کی زینت اللہ کی خشیت ہے، روئے زمین پر سب سے افضل و بہتر وہ شخص ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے، اور اللہ سے صرف عالم ہی ڈرتا ہے، لہٰذا روئے زمین پر سب سے افضل عالم ٹھہرا۔ (حلیۃ الطالب)

خشیت وخوف میں فرق:

خشیت جس سے ڈرا جائے اس کی عظمت سے ہوتی ہے اور خوف ڈرنے والے کی کمزوری سے ہوتا ہے۔

اقوال زریں:

ادب کا ترک کرنا دھتکارے جانے کا سبب ہے، جو شخص بستر پر بے ادبی کرتا ہے وہ دروازے کی طرف دھتکار دیا جاتا ہے، جو دروازے پر بدسلوکی کرتا ہے وہ جانوروں کی دیکھ بھال میں لگا دیا جاتا ہے۔

ابو یزید بستانی کہتے ہیں کہ: محبت کی علامت یہ ہے کہ اپنے کثیر کو قلیل جانو اور محبوب کے کم کو زیادہ جانو، جو ایمان والے ہیں وہ سب سے زیادہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔

اے طالب علم! یہیں پر، علم کا خزانہ تمہارے سامنے تمہارے پہلو میں ہے۔ اگر تم حسیناؤں کی ہمنشینی چاہتے ہو تو ان کی طلب وحصول کو اپنا نصب العین بنالو۔ اگر تم حسیناؤں کو نکاح کا پیغام دینا چاہتے ہو، تو خوب آنسو بہاؤ اپنے رخساروں پر ہر محنت کرنے والے کی طرح کھڑے ہو کر اس کو پکارو تا کہ وہ تمہاری آواز پر لبیک کہے۔

فرمانِ نبوت:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''دو نعمتیں ایسی ہیں جس میں اکثر وبیشتر لوگ غفلت میں مبتلا ہیں: (۱) صحت (۲) فرصت وفراغ۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''چار چیزیں جن کو مل گئیں اسے دنیا وآخرت کی بھلائی مل گئی: (۱) ذکر کرنے والی زبان (۲) شکر کرنے والا دل (۳) صبر کرنے والا جسم (۴) اور نیک بیوی۔''

علم کے حلقہ میں ادب کے ساتھ خاموش رہنا:

اے طالب علم! تمہارے استاذ کا نشاط اور ہشاش بشاس ہونا منحصر ہے تمہارے

شوق ودل جمعی سے درس سننے پر، تمہارے دھیان وتوجہ اور استاذ کے ساتھ تمہارے دل ودماغ، احساس وشعور کے مشغول ہونے پر، لہٰذا کسل مندی، سستی، کاہلی، بے دھیانی و بے توجہی سے استاذ کے درس وتقریر میں رکاوٹ بننے سے ڈرو، استاذ کے سامنے تھکن، اکتاہٹ ورق گردانی وغیرہ کسل مندی کے کام نہ کرو، استاذ کو بھی چاہیے کہ وہ درس اس وقت دیں جب طلبہ ہمہ تن شوق اور سراپا ذوق بن کر بیٹھیں اور درس سنیں۔

علم کے حلقہ میں کچھ طلبہ کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ اپنے کو بھی اور دوسروں کو بھی غیر ضروری چیزوں میں مصروف رکھتے ہیں، یہ حرکت ادب کے خلاف ہے، اور ہمارے اسلاف کے طرزِ عمل کے بھی خلاف ہے، علامہ ذہبی احمد بن سنان سے نقل کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن مہدی کی مجلسِ درس میں نہ کوئی بولتا تھا نہ قلم تراشتا تھا، نہ کھڑا ہوتا تھا، خاموشی اور سکون رہتا، گویا ان کے سروں پر پرندے ہوں، نہ کوئی ہنستا نہ ہی بولتا، جب کسی کو ہنستے ہوئے دیکھتے تو جوتا پہنتے اور مجلس سے نکل جاتے، کیوں کہ مجلس میں سکینت کا نزول ہوتا ہے، رحمت کا فیضان ہوتا ہے اور اس طرح کی حرکات وسکنات طالب علم اور معلم دونوں کے ذہن ودماغ اور توجہ کو پھیر دیتی ہیں اور یہ حلقۂ علم کی ہیبت، ادب واخلاق کے بھی خلاف ہے۔

ہمارے اسلاف علم کی چوٹی پر، عزت ومرتبہ کے بلند مقام پر، علماء واساتذہ کے ساتھ ادب واحترام سے پیش آنے کی وجہ سے پہنچے، جب کہ بعد میں آنے والے اساتذہ کی بے ادبی علم اور حلقۂ علم کی بے احترامی کی وجہ سے قعرِ مذلت میں پہنچ گئے۔ (الحلیۃ)

اے طالب علم! اپنے دل میں خزانۂ علم جمع کرو، کیوں کہ علم جب دل میں آتا ہے تو دل کا حال بدل جاتا ہے جب دل کا حال بدل جائے تو اعضاء کے اعمال بدل جاتے ہیں، اس لیے کہ عمل تابع ہے حال کے اور حال تابع ہے علم کے، اور علم تابع ہے فکر کے اور فکر تابع ہے ذکر کے، ترتیب اس طرح ہے: علم، پھر حال، پھر عمل ہے، عمل کے نتیجہ میں جنت۔ (مقدمات فی التکالیف)

بقدر محنت بلندیاں حاصل ہوتی ہیں:

امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

بقدر محنت بلندیاں حاصل ہوتی ہیں
جو بلندی طلب کرتا ہے راتوں کو جاگتا ہے
جو بغیر محنت ومشقت کے بلندی حاصل کرنا چاہے
وہ ناممکن کی طلب میں عمر ضائع کرتا ہے
عزت وشرف چاہتے ہو پھر رات کو سوتے بھی ہو
جب کہ جو موتیوں کا طلب گار ہوتا ہے وہ سمندر میں غوطے لگاتا ہے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ''آدم کے بیٹے مجھے طلب کر، طلب کے نتیجے میں مجھے تو پا لے گا، جب تو مجھے پالے گا تو تو نے ہر چیز پالی اور اگر مجھے نہ پایا تو تجھ سے ہر چیز فوت ہوگئی۔

مناجات (دعا):

اے دلوں کے محبوب! تیرے سوا میرا کون ہے
پاپی گنہگار پر رحم فرما جو تیرے دربار میں حاضر ہوا ہے
تو ہی میرا مقصد، تو ہی میری آرزو، تو ہی میری خوشی ہے
میرے دل کو صرف تجھ ہی سے محبت ہے
جنت کے باغ وبہار میرا مطلوب نہیں ہیں
میں نے جنت کو صرف اس لیے چاہا ہے تاکہ تیرا دیدار کرسکوں
(عباس المجنون)

مشکلات ومصائب کا حل صرف دعا ہے، ارشاد باری ہے: ''مجھ سے مانگو میں تمہاری فریاد سنوں گا۔

ابوبکر بن علی کا بیان ہے: ''کہتے ہیں کہ ابن مقری محمد بن ابراہیم اصبہانی

(285-381ھ) کہتے تھے کہ: میں طبرانی اور ابوالشیخ ابن حبان مدینہ میں تھے، کھانے پینے کی تنگی پیش آ گئی اس دن ہم نے اگلے روز کی صبح تک روزہ رکھا، عشاء کے وقت میں روضہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول بھوک لگی ہے، طبرانی نے مجھ سے کہا، بیٹھ جاؤ یا تو کھانا ملے گا یا موت آئی گی، چناں چہ میں اور ابوالشیخ نماز میں مشغول ہو گئے، اس اثنا میں دروازے پر ایک علوی آئے ہم نے دروازہ کھولا، سامنے علوی کے ساتھ دو غلام ہاتھ میں غلے اور سامان سے بھرا برتن، علوی نے کہا تم نے میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی، میں نے آپ کو خواب میں دیکھا آپؐ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں تمہارے لیے کھانے کا نظم کروں۔" (سیر اعلام النبلاء)

فرمانِ صحابہ:

عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ: "جو یہ چاہے کہ اللہ اس پر قیامت کے دن طولِ وقوف پر آسانی کرے تو چاہیے کہ وہ رات کی تاریکی میں سجدہ کی حالت میں اپنا چہرہ مٹی میں اللہ کے حضور ملے۔"

آرزو، خواہش مفلسوں کی اصل پونجی ہے، تم جانتے ہو مفلس کون ہیں؟ مفلس وہ ہیں جن کی پاس سوائے آرزو کے کچھ نہ ہو۔

جو دنیا کو آخرت کے عمل سے طلب کرتا ہے اس کا چہرہ بگاڑ دیا جاتا ہے اس کا نام مٹا دیا جاتا ہے۔ (الطبرانی)

نیت و ہمت:

نیک نیت اور بلند ہمت روشنی و تابانی ہے اور اللہ ہی کی بڑائی ہے آسمانوں میں اور زمین میں۔

جتنا تم اللہ سے ہیبت کھاؤ گے اس قدر مخلوق بھی تم سے ڈرے گی، جس قدر تم اللہ سے محبت کرو گے اسی قدر مخلوق بھی تم سے محبت کرے گی، جس قدر اور جس طرح تم اللہ سے جڑو گے مخلوق بھی اسی قدر اور اسی طرح تم سے جڑے گی۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک دن کہیں جا رہے تھے اور ان کے پیچھے کبار مہاجرین کی ایک جماعت تھی، حضرت عمرؓ نے ان کو دیکھا وہ سب مارے ہیبت کے اپنے گھٹنوں پر جھک گئے تو حضرت عمرؓ رو پڑے اور فرمایا: اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں ان کی بہ نسبت تجھ سے زیادہ ڈرتا ہوں تو میری مغفرت فرما۔ (جامع العلم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''جنت میں کچھ کمرے ہیں جن کا باہر کا اندر سے اور اندر کا باہر سے نظر آئے گا تو ابو مالک اشعریؓ نے دریافت کیا کہ: اے اللہ کے رسولؐ! یہ کمرے کن کو ملیں گے؟ فرمایا: جو اچھی بات بولے، کھانا کھلائے، رات نماز میں کھڑے ہو کر گزارے جب کہ لوگ پڑے سو رہے ہوں۔'' (الطبرانی)

علوم قرآن کا طالب اپنے نفس پر قادر اس وقت ہوتا ہے جب وہ اپنے آپ کو فارغ کرلے، کیوں کہ اس کی زندگی اللہ کے لیے وقف ہے۔ (رہبان اللیل)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب اخیر رات کی تنہائی میں ہوتا ہے۔ اگر تم سے ممکن ہو تو اس وقت ضرور اللہ کو یاد کرنے والوں میں شامل ہو جاؤ۔'' (رواہ الترمذی)

اے طالب علم امانت نعمتیں لاتی ہے:

قاضی ابوبکر محمد بن عبدالباقی بغدادی، انصاری، قاضی مارستان سے مشہور، معمر حافظ، سن ولادت (442) سن وفات (535ھ) بمقام بغداد رحمہ اللہ تعالیٰ۔ شیخ صالح ابوالقاسم خزاز، صوفی، بغدادی کہتے ہیں کہ میں نے قاضی ابوبکر محمد بن عبدالباقی بن محمد بزاز انصاری کو کہتے ہوئے سنا کہ: ''میں مکہ میں مقیم تھا اللہ مکہ کی حفاظت فرمائے، ایک دن مجھے سخت بھوک لگی، بھوک مٹانے کے لیے میں نے کچھ نہ پایا، تو میں نے ایک ریشمی تھیلی پایا۔ جو ریشم کے پھندنے سے بندھی ہوئی تھی، میں نے اسے اٹھالیا، گھر لا کر اسے کھولا، تو اس میں موتی کا ایک نہایت قیمتی اور بے مثال ہار پایا۔''

عالم کی موت نا قابل تلافی نقصان اور نہ بھرنے والا شگاف ہے: (ابوداؤد)

میں باہر نکلا تو ایک بڑے میاں کو آواز لگاتے دیکھا ان کے پاس کپڑے کا چھٹڑا تھا جس میں پانچ سو دینار تھے، اور وہ اعلان کر رہے تھے، کہ جو موتی کی تھیلی لوٹائے گا اس کو پانچ سو دینار بطور انعام ملے گا، میں نے دل میں سوچا کہ، میں ضرورت مند ہوں، بھوکا بھی ہوں، لہٰذا میں تھیلی لوٹا کر سونے کا انعام لے لوں گا اور اپنی ضروریات پر خرچ کر کے فائدہ اٹھاؤں گا۔

میں نے ان سے کہا: آپ میرے ساتھ تشریف لائیں میں ان کو لے کر گھر آیا۔ انہوں نے مجھے تھیلی کی نشانی بتائی، پھندنے، موتی اور اس تاگے کی علامت بتائی جس سے تھیلی باندھی گئی تھی، تو میں نے وہ تھیلی انہیں دے دی، انہوں نے پانچ سو دینار میرے حوالے کیے، میں نے نہیں لیا، اور کہا کہ تھیلی لوٹانا میرا فرض تھا اس کا بدلہ میں نہیں لے سکتا، انہوں نے کہا کہ لینا پڑے گا اور بہت اصرار کیا، لیکن جب میں نے قبول نہیں کیا تو وہ چلے گئے۔

میرے ساتھ یہ قصہ پیش آیا کہ میں مکہ سے نکلا، سمندر میں کشتی پر سوار ہوا، کشتی ٹوٹ گئی، لوگ ڈوب گئے۔ ان کے مال ضائع ہو گئے، کشتی کے ایک ٹوٹے تختہ کے سہارے میں ایک مدت تک سمندر میں زندہ سلامت رہا، لیکن پتہ نہیں تھا کہ کہاں جاؤں گا؟ میں ایک جزیرہ میں پہنچا جہاں کچھ لوگ آباد تھے، میں ایک مسجد میں بیٹھ گیا اور قرآن پڑھنے لگا، انہوں نے مجھے پڑھتے سنا تو جزیرہ کا ہر فرد مجھے دیکھنے آیا اور فرمائش کی کہ ہمیں قرآن سکھاؤ، میں نے سکھایا، اس طرح ان لوگوں سے مجھے کافی سارا مال حاصل ہوا۔

اس مسجد میں قرآن کے کچھ بکھرے اوراق میں نے دیکھے، میں اس میں اصلاح کر کے اس سے پڑھنے لگا، لوگوں نے مجھ سے پوچھا آپ اچھی طرح لکھنا جانتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں! تو انہوں نے نے کہا کہ ہمیں لکھنا سکھا دیں اور وہ اپنے بچوں اور نوعمر لڑکوں کو لے کر آئے، میں انہیں سکھانے لگا، اس طرح مجھے اور بھی بہت سارا مال حاصل ہوا، کچھ عرصہ بعد انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس ایک یتیم بچی ہے، اس کے پاس کچھ مال واسباب

بھی ہے، ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس سے نکاح کر لیں میں نے انکار کیا، انہوں نے اصرار کیا مجبوراً مجھے قبول کرنا پڑا۔

موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ: ”میرے رب آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا: علم طلب کرنے والا عالم۔“

عالم کی موت ناقابل تلافی مصیبت، اور نہ بھرنے والا زخم ہے۔“ (ابوداؤد)

جب انہوں نے اس لڑکی کو دلہن بنا کر میرے پاس بھیجا تو اسے دیکھنے کے لیے میں نے نظریں اٹھائیں تو اس کے گلے میں ہو بہو اسی ہار کو دیکھ کر حیران رہ گیا جو مکہ میں شیخ کے پاس تھا، چناں چہ میں اس ہار کو ٹکٹکی باندھ دیکھتا رہ گیا، یہ دیکھ کر لوگوں نے کہا کہ: شیخ! آپ نے اس یتیم بچی کا دل توڑ دیا کیوں کہ آپ کی نگاہ صرف ہار پر ہے اس بچی کو دیکھا تک نہیں! میں نے اول تا آخر ہار کا پورا قصہ بیان کر دیا، قصہ سن کر وہ چیخ پڑے اور باآواز بلند نعرۂ تکبیر لگایا، تمام جزیرہ والے اس سے واقف ہو گئے، میں نے پوچھا کہ آپ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ ان لوگوں نے بتایا کہ وہ بڑے میاں جنہوں نے آپ سے ہار لیا تھا وہ اسی بچی کے والد تھے اور وہ برابر یہ دعا کرتے تھے کہ: اے اللہ مجھے اس نوجوان سے ملا دے تاکہ اپنی بیٹی اس سے بیاہ دوں۔ آج وہ دعا وقوع پذیر ہو گئی، میں اس لڑکی کے ساتھ ایک مدت تک رہا، اس سے میرے دو لڑکے ہوئے۔

پھر وہ وفات پا گئی، میں اور میرے دونوں لڑکے اس ہار کے وارث ہو گئے، پھر کچھ عرصہ میں دونوں لڑکے بھی وفات پا گئے اب ہار کا تنہا میں وارث رہ گیا، میں نے وہ ہار ایک لاکھ درہم میں فروخت کر دیا، اور یہ مال جو تم لوگ میرے پاس دیکھ رہے ہو اسی مال کا بقایا ہے۔

اقوال زریں:

خلیل بن احمد کہتے ہیں کہ: ”آدمی چار طرح کے ہیں: ایک آدمی وہ جو جانتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ وہ عالم ہے، اس کی پیروی کرو۔ دوسرا وہ جو نہیں جانتا ہے اور وہ جانتا ہے

کہ وہ نہیں جانتا ہے تو وہ جاہل ہے، اس کو سکھاؤ۔ تیسرے وہ جو جانتا ہے اور وہ نہیں جانتا ہے کہ وہ جانتا ہے تو وہ غافل ہے، اس کو متنبہ کرو۔ چوتھے وہ جو نہیں جانتا ہے اور وہ جانتا بھی نہیں کہ وہ نہیں جانتا ہے تو وہ احمق، بے وقوف ہے، اس سے پرہیز کرو۔ (جامع العلم)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں روایت کیا جاتا ہے کہ انہوں نے ایک چھوٹے بچے کو ایک گڑھے کے سامنے دیکھا، انہیں خدشہ ہوا کہ بچہ کہیں گڑھے میں نہ گر جائے، چناں چہ انہوں نے فرمایا کہ لڑکے دھیان رکھو کہیں گڑھے میں نہ گر جاؤ، بچہ سمجھدار تھا اس نے کہا: بلکہ آپ گرنے سے ڈریں کیوں کہ میں گرا تو تنہا میں گروں گا اور اگر آپ گرے تو آپ کے ساتھ پورا عالم گر جائے گا۔" (موسوعۃ اسماء الحسنٰی)

اللہ ایسے عمل کو قبول نہیں فرماتے جس میں رائی کے دانہ برابر بھی ریاکاری ہو۔ (الحدیث)

شیخ جیلانی کا طلب علم میں بھوک کی شدت برداشت کرنا

طالب عبدالقادر جیلانی، شیخ طریقت، جن کی طرف قادریہ سلسلہ منسوب ہے

سن ولادت (471ھ) سن وفات (561ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ

شیخ عبدالقادرؒ فرماتے ہیں: "میں کھانے کے لیے نہر کے کنارے پھینکے سبزی کا کوڑا خاردار گھاس کے پتے جمع کرتا تھا، ایک مرتبہ بغداد میں تنگی اور مہنگائی انتہا کو پہنچ گئی، کئی دن تک مجھے کھانے کو غذا نصیب نہیں ہوئی، تو کھانے کے لیے میں پھینکے ہوئے کھانے تلاش کرتا تھا۔"

ایک دن بھوک کی شدت سے پریشان ہو کر میں نہر کے کنارے گیا، تا کہ گھاس یا سبزی وغیرہ کی پتی کھانے کے لیے لاسکوں، مگر جہاں بھی گیا مجھ سے پہلے وہاں کوئی دوسرا پہنچا ہوا تھا، فقیروں کی جم غفیر دیکھی جو ایک دوسرے پر چڑھ رہا تھا چناں چہ میں واپس آ گیا۔

غذا کی تلاش میں شہر کے وسط میں گھومنے لگا لیکن یہاں بھی مجھ سے پہلے کوئی دوسرا پہنچا تھا، حتیٰ کہ ریاحین کے بازار میں واقع مسجد یاسین پہنچا، کمزوری مجھے تھکا دیا تھا،

کھڑا ہونے کی سکت نہیں تھی، مسجد میں جا کر ایک کنارے بیٹھ گیا، موت سامنے نظر آ رہی تھی، اتنے میں ایک عجمی جوان داخل ہوا جس کے پاس صاف روٹی اور بھنا ہوا گوشت تھا، وہ بیٹھ کر کھانے لگا، وہ جب جب ہاتھ سے لقمہ اٹھاتا شدت بھوک سے میں اپنا منھ کھول دیتا، میں نے اپنے نفس کو ڈانٹا، اور کہا کہ اللہ کارساز ہے۔ یا تو کارسازی کرے گا یا موت دے گا۔ میں عجمی جوان کی طرف متوجہ ہوا اس نے مجھے دیکھا تو کھانے پر بلایا۔ میں نے انکار کیا تو اس نے قسم دی۔ نفس میں تقاضا ہوا، میں نے اس کے خلاف کیا، اس نے دوبارہ قسم دیا، تو میں نے تھوڑا سا کھالیا۔ وہ مجھ سے پوچھنے لگا: کیا کرتے ہو؟

کہاں کے ہو؟ تعارف کیا ہے؟ میں نے بتایا کہ میں جیلان سے، طالب علم ہوں، اس نے کہا کیا تم ایک جیلانی جوان کو جس کا نام عبدالقادر ہے جانتے ہو؟ جو ابو عبداللہ صومعی، صوفی کے پوتے کے طور پر جانا جاتا ہے، میں نے کہا کہ وہ میں ہی ہوں، یہ سن کر وہ پریشان ہو گیا اس کا چہرہ بدل گیا اور کہا کہ بخدا: میں بغداد آیا میرے پاس خرچ کو تھوڑا بہت تھا، میں نے تمہارے بارے میں پوچھا کسی نے نہیں بتایا، میرا زادِ راہ ختم ہو گیا، تین دن سے کھانے کو کچھ نہ تھا، پیسہ بھی ختم، چند درہم تھے جو تمہارے ہیں میرے پاس بطور امانت تھے، اضطراری حالت تھی میرے لیے مردار کھانا بھی حلال تھا، میں نے تمہاری امانت سے یہ روٹی اور گوشت خریدا ہے، لہٰذا آپ خوش دلی سے کھائیں یہ آپ ہی کا ہے میں اب آپ کا مہمان ہوں، پہلے آپ میرے مہمان تھے۔

میں نے پوچھا: ماجرا کیا ہے؟ تو اس نے بتایا کہ آپ کی والدہ نے میرے ہاتھ آپ کے لیے آٹھ دینار بھجوائے تھے۔ اضطرار کی حالت میں میں نے اس سے کھانا خرید لیا۔ اب میں آپ سے معذرت خواہ ہوں، میں نے اس کو دلاسہ دیا، ڈھارس بندھائی، بقیہ کھانا بھی اسی کو دے دیا، خرچ کرنے کے لیے تھوڑا سونا دیا، اس نے قبول کیا اور واپس چلا گیا۔ (طبقات الحنابلۃ)

اللہ کے لیے محبت اللہ کی خاطر بغض:

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے کہ: ''کہاں ہیں میرے وہ بندے جو میرے عظمت وجلال کی وجہ سے آپس میں الفت ومحبت رکھتے تھے؟ آج جب کہ میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں ہے میں اپنے ان بندوں کو اپنے سایہ میں جگہ دوں گا۔''

حماد بن ابوسلیمان سے مروی ہے کہ: ''قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا وہ اپنے عمل کو معمولی اور حقیر دیکھے گا، اس فکر میں ہوگا کہ اچانک بادل کی طرح ایک وسیع وعریض اور بھاری شی آئے گی اور وہ اس کے میزان میں رکھ دی جائے گی اور اس شخص سے کہا جائے گا کہ تم نے لوگوں کو خیر وبھلائی سکھایا تھا تم سے سیکھے لوگ دوسروں کو سکھا رہے ہیں یہ اجر اسی عمل کا ہے۔''

ایک شخص نے اپنے بھائی کو لکھا کہ: ''تمہیں علم وفضل سے نوازا گیا ہے، تم اپنے علم کے نور کو گناہوں کی تاریکی سے نہ بجھانا، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم تاریکی میں پڑے رہو جب کہ اہل علم اپنے علم کی روشنی میں جنت کی طرف جا رہے ہوں گے۔'' (جامع العلم)

امام ذہبی محمد بن احمد فرماتے ہیں کہ: ''علم کثرت روایت کا نام نہیں ہے، علم ایک نور ہے جس کو اللہ دل میں ڈال دیتے ہیں، اس کی شرط ہے کہ سنت وشریعت کی اتباع کی جائے اور خواہش نفس کی پیروی اور بدعت سے راہِ فرار اختیار کی جائے۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ علم کو یوں ہی بندوں کے سینوں سے چھین نہیں لیں گے، البتہ علماء کو اٹھا کر علم کو اٹھائیں گے، یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ کسی عالم کو باقی نہیں رکھیں گے تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے، سو وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔'' (رواہ الشیخان)

جو شخص کسی چیز سے ڈرتا ہے تو اس سے بھاگتا ہے اور جو اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ کی رف بھاگتا ہے (قرآن میں ہے) تو تم اللہ ہی کی توحید کی طرف دوڑو میں تمہارے سمجھانے کے واسطے اللہ کی طرف سے ڈرانے والا ہو کر آیا ہوں۔ (ترجمہ تھانوی) (ذاریات:۵۰/۷)

اور جولوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم ان کو اپنی جنت کے راستے ضرور دکھلائیں گے، علماء اور طلباء علم کا علم کے راستے میں فقر و بے اسبابی پر صبر و تحمل کرنا:

اے طلباء علم: ان عظیم علماء پر تعجب نہ کرو کہ کیسے ان کے جسموں نے شدائد ومصائب، دقت ومشقت کو خندہ پیشانی سے جھیلا، ان واقعات کو سن کر ہی انسان دہل اور کانپ جاتا ہے، وجہ یہ تھی کہ ان کے دل ایمان وعلم کی محبت سے لبریز تھے، اللہ کی رضا، انعام وثواب سے پُرامید تھے، چناں چہ اللہ کی رضا کے راستے کی ہر دقت ومشقت ان کے لیے آسان ہوگئی تھی، کسی نے کیا خوب کہا ہے: ''جب تمہاری چاہت صحیح اور خالص ہو تو ہر چیز آسان ہوجاتی ہے، کیوں کہ ہر وہ چیز جو مٹی کے اوپر ہے مٹی ہی ہے۔'' (رابعۃ العدویۃ)

امام سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ: ''علماء جب جانتے ہیں تو عمل کرتے ہیں اور جب عمل کرتے ہیں تو مصروف ومشغول ہوجاتے ہیں اور جب مصروف ہوتے ہیں تو کمیاب ونایاب ہوجاتے ہیں اور جب نایاب ہوتے ہیں تو طلب وتلاش کیے جاتے ہیں اور جب طلب کیے جاتے ہیں تو راہِ فرار اختیار کرتے ہیں۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''غم کے کنویں (جب الحزن) سے اللہ کی پناہ مانگو، لوگوں نے پوچھا کہ اللہ کے رسول جُبُّ الحزن (غم کا کنواں) کیا ہے؟ فرمایا کہ: جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم بھی روزانہ سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے، پوچھا گیا کہ اللہ کے رسولؐ اس میں کون لوگ جائیں گے؟ فرمایا: ریاکار قُرّاء۔'' (الترمذی)

اے طالب علم! راحت تج دو، آرام ترک کردو، اور معلم خیر امام احمد بن حنبلؒ کے قول کو شعار بناؤ، جب ان سے پوچھا گیا کہ بندہ آرام وراحت کب پائے گا تو وہ فرماتے کہ اس وقت جب وہ اپنا قدم جنت میں رکھے گا۔ (رہبان اللیل)

اقوال سلف:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:"اِنَّ اِبراھیم کان اُمَّۃً قانتاً" (بے شک ابراہیم بڑے مقتدا تھے اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار تھے) عبداللہ بن مسعودؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ: امت بھلائی کی تعلیم دینے والے کو کہتے ہیں اور قانت کے معنی فرماں بردار کے ہیں۔

امام ابوحاتم رازی:

طالب (امام ابوحاتم رازی) اپنے طلب علم کے سفر میں پیش آنے والی دشواریوں اور مصائب کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ: ہم کشتی میں سوار ہوکر چلے، ہوا ہمارے مخالف تھی، تین مہینے تک ہم سمندر ہی میں رہے، ہم خود اپنے آپ سے تنگ آ گئے، جو کچھ پانی اور زادِ سفر تھا ختم ہو گیا، باہر آئے تو ایک دن ایک رات چلتے رہے، ہم میں سے کسی نے نہ کھایا نہ پیا، دوسرے دن بھی ایسے ہی ہوا، تیسرے دن بھی یہی حالت رہی، روزانہ ہم رات تک چلتے، جب شام ہوتی ہم نماز پڑھتے اور وہیں پڑ رہتے، بھوک پیاس اور تھکن سے ہمارے جسم تھک کر چور ہو گئے تھے، جب تیسرے دن کی صبح ہوئی تو طاقت سمیٹ کر چلنے لگے، شیخ مروذی بے ہوش ہو کر گر پڑے، ہم نے انہیں ہلایا لیکن انہیں ہوش نہ آیا، ہم نے انہیں وہیں پڑا رہنے دیا، میں اور میرا نیشاپوری ساتھی ایک یا دو فرسخ چلے ہوں گے کہ میں بھی مارے کمزوری کے بے ہوش ہو کر گر پڑا، میرا ساتھی مجھے وہیں چھوڑ کر آگے مدد کی امید میں چل پڑا۔

وہ چلتا رہا، دور سے ایک کشتی نظر آئی جو بئر موسیٰ علیہ السلام پر رکنے کے لیے خشکی سے قریب ہو رہی تھی، میرے ساتھی نے انہیں دیکھ کر کپڑے سے اشارہ کیا، وہ آئے، ان کے ساتھ پانی تھا، انہوں نے میرے ساتھی کو پلایا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا، میرے ساتھی نے ان سے کہا کہ میرے دونوں ساتھیوں کی خبر لیں وہ بے ہوش پڑے ہیں، میں نے محسوس

کیا کہ کوئی میرے چہرے پر پانی چھڑک رہا ہے، میں نے آنکھیں کھولیں اور کہا کہ مجھے پانی پلائیں، اس نے مجھے تھوڑا سا پلایا، جب جان میں جان آئی تو میں نے کہا اور پلائیں، اس نے مجھے تھوڑا اور پلایا اور میرا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا۔

میں نے کہا کہ میرے پیچھے ایک اور شیخ بے ہوش پڑے ہیں، اس نے کہا: ان کے پاس جماعت پہنچ گئی ہے، اس نے میرا ہاتھ تھام کر سہارا دیا، میں پیر گھسیٹتے ہوئے چلنے لگا، وہ مجھے تھوڑی تھوڑی دیر میں پانی پلاتا رہا، اسی طرح ان کی کشتی تک آگئے، وہ میرے تیسرے ساتھی کو بھی لے کر آگئے، کشتی والوں نے ہمارے ساتھ بڑے احسان واکرام کا معاملہ کیا، ہمیں کھلایا پلایا حتی کہ ہماری جان میں جان آگئی۔

کشتی والوں نے ''رایۃ'' شہر کے والی کے نام ہماری سفارش میں خط لکھا، اور ہمیں حلوہ، ستو اور پانی دیا۔ ہم اسی طرح چلتے رہے، یہاں تک کہ پانی، ستو اور حلوہ بھی ختم ہوگیا۔

قیامت کے دن میرے حوض پر سب سے پہلے وہ لوگ آئیں گے جو آپس میں اللہ واسطے محبت کرتے ہوں گے۔ (الحدیث)

دروازہ کو اپنے اور طلبہ علم کے درمیان پردہ اور ستر پوش بنالیا:

طالب علم (امام زید بن حباب خراسانی) (130-203ھ)

علم کی طلب میں مشرق اقصیٰ، مَرو اور شاہ جان سے مصر تک کا سفر کیا، کہا جاتا ہے کہ اندلس بھی گئے۔

ان کے بارے میں امام احمدؒ بیان کرتے ہیں کہ: ''زید بن حباب صاحبِ حدیث، زیرک و دانا تھے، انہوں نے طلب حدیث میں مصر اور خراسان کا سفر کیا، فقر پر بہت ہی صبر کرنے والے تھے، میں نے ان سے کوفہ و بغداد میں حدیثیں لکھیں، علی بن حرب کہتے ہیں کہ: ہم زید بن حباب کے پاس گئے، ان کے پاس کپڑا نہیں تھا جس کو پہن کر وہ باہر آتے، ذانہوں نے دروازے کو اپنے اور ہمارے درمیان آڑ اور پردہ بنالیا اور اس کی اوٹ سے ہم

سے حدیثیں بیان کیں، اللہ ان پر رحمت کی بارش کرے۔"

وہ مرگئے ان کی شخصیتیں سپرد خاک کردی گئیں
ہڈیاں بوسیدہ ہوگئیں تاہم مشک کی خوشبو آرہی ہے

اور حرص کرنے والوں کو ایسی چیز کی حرص کرنا چاہیے:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر صحابہ کے ایک حلقہ پر ہوا تو آپؐ نے پوچھا: "تم کو یہاں کس چیز نے بٹھار کھا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: ہم یہاں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کر رہے ہیں، اس کی حمد کر رہے ہیں، کیوں کہ اللہ نے ہمیں اسلام وایمان کی ہدایت نصیب فرمائی اور ہم پر بہتیرا احسان فرمایا۔ آپؐ نے فرمایا کہ: ابھی جبرئیلؑ آئے اور مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے درمیان تم پر فخر کر رہے ہیں۔" (الترمذی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: "ہر چیز کی عظمت وشرافت ہوتی ہے جس کو حاصل کر کے لوگ فخر کرتے ہیں، میری امت کے لیے عظمت وشرافت قرآن ہے۔" (رواہ ابونعیم فی الحلیۃ)

روایت نقل کی جاتی ہے کہ: "اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ (لوہے کا جوتا بنائیں اور لوہے کی لاٹھی بھی، پھر علم طلب کریں اور طلب علم میں سفر بھی کریں حتی کہ جوتے پھٹ جائیں اور لاٹھی ٹوٹ جائے۔" (ابن کثیر)

امام احمد بن حنبل کا طلب علم میں سختیاں اور دشواریاں جھیلنا:

۱۹۷ھ میں علم کے دو طالب یحییٰ بن معین اور امام احمد سفر کر کے محدث کبیر عبدالرزاق کے پاس صنعاء (یمن) گئے۔ یحییٰ کہتے ہیں کہ: جب ہم عبدالرزاق کے پاس یمن گئے تو ہم نے حج بھی کیا۔ میں طواف کر رہا تھا کہ محدث عبدالرزاق طواف کرتے نظر آئے، میں نے ان کو سلام کیا اور ان سے کہا کہ: یہ احمد بن حنبل آپ کے بھائی ہیں، انہوں نے فرمایا: اللہ انہیں حیات دے اور ثابت قدم رکھے، میں نے ان کی بہت تعریف سنی ہے، میں نے احمد بن حنبل سے کہا کہ: اللہ نے ہمارا مقصودِ سفر قریب کردیا ہے، ہمارا خرچ آسان

کر دیا ہے اور ایک مہینہ کی مسافت طے کرنے سے ہمیں راحت دی ہے، تو احمد بن حنبل نے جواب دیا کہ میں نے بغداد میں نیت کر لی تھی کہ محدث عبدالرزاق سے صنعاء جا کر حدیث سنوں گا، بخدا اب میں اپنی نیت نہیں بدلوں گا۔

یحیٰ کہتے ہیں کہ: جب صنعاء روانہ ہوئے تو کچھ عرصہ میں احمد بن حنبل کا نفقہ ختم ہو گیا، محدث عبدالرزاق نے بہت سارے درہم پیش کیے، احمد بن حنبل نے قبول نہیں کیا، انہوں نے کہا کہ بطور قرض لے لیں تو بھی نہیں لیا، ہم نے اپنا نفقہ پیش کیا پھر بھی انہوں نے قبول نہیں کیا، بعد میں پتہ چلا کہ وہ تکّے بناتے ہیں اور اس کی قیمت و اجرت سے افطار کرتے ہیں۔

محدث عبدالرزاق نے احمد بن حنبل کا ذکر کیا تو ان کی آنکھیں بھر آئیں، پھر فرمایا کہ: احمد بن حنبل آئے، ہمارے یہاں تقریباً دو سال قیام کیا، مجھے معلوم ہوا کہ ان کا نفقہ ختم ہو گیا ہے، میں نے ان کا ہاتھ پکڑا ان کو دروازے کے پیچھے کھڑا کیا، میرے اور ان کے ساتھ کوئی دوسرا نہ تھا، میں نے ان سے کہا کہ: ہمارے پاس دینار جمع نہیں ہوتے، اگر غلہ فروخت کریں تو کچھ وقت درکار ہوگا، ہماری عورتوں کے پاس دس دینار ہیں آپ لے لیں اور ضروریات پر خرچ کریں، جب تک کچھ اور میسر آ جائے گا، لیکن احمد بن حنبل نے جواب دیا: ابو بکر! اگر میں کسی سے کچھ قبول کرتا تو آپ سے ضرور قبول کرتا۔ (طبقات الحنابلۃ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”کیا تم نہیں سنتے؟ (یہ جملہ تین بار کہا) بے شک بدحالی، شکستہ حالی، ایمان سے ہے۔“ (ابوداؤد)

ابن جوزی نے اسحاق بن راہویہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ: ”احمد بن حنبل جب عبدالرزاق کے پاس حدیث سننے گئے تو ان کا نفقہ و خرچہ ختم ہو گیا تو انہوں نے بعض شتر بانوں کے ہاں اپنے آپ کو مزدوری پر رکھا لیا، اس شرط پر کہ وہ انہیں صنعاء پہنچا دیں گے، امام کے ساتھی ان کے ساتھ ہمدردی کی بنا پر کچھ پیش کرتے تو وہ کسی سے کچھ قبول نہ کرتے۔“

احمد بن سنان واسطی کہتے ہیں کہ: ”مجھے یہ روایت ملی ہے کہ امام احمد نے یمن سے نکلتے

وقت اپنا جوتا ایک روٹی والے کے ہاں کچھ کھانے کے عوض رہن پر رکھا دیا۔‘‘ (الحلیۃ لأبی نعیم)

حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں امام احمد کے تحصیل علم کے غرض سے یمن کے سفر اور دوران اقامت پیش آنے والی سختیوں اور دشواریوں کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یمن میں امام کے کپڑے چوری ہوگئے، امام گھر میں بیٹھ گئے اور دروازہ بند کرلیا، ان کے ساتھی ان کو تلاش کرتے ان کے پاس آئے احوال پوچھے، ان لوگوں نے کچھ سونا پیش کیا امام نے قبول نہیں کیا، صرف ایک دینار لیا وہ بھی اس شرط پر کہ وہ اس کے عوض ساتھیوں کے لیے حدیثیں لکھ دیں گے۔

ابراہیم بن یعقوب امام احمد کے شاگرد کہتے ہیں کہ: امام احمد بن حنبل صنعاء یمن میں محدث عبدالرزاق کو نماز پڑھاتے تھے، ایک دن قرأت میں بھول ہوگئی، عبدالرزاق نے سہو کی وجہ پوچھی، امام نے بتایا کہ انہوں نے تین دن سے کچھ بھی نہیں کھایا ہے، اس خوددار، اطاعت شعار، اخلاقِ عظیم اور علم فرید کے علمبردار شخصیت پر اللہ کی ہزاروں رحمتیں ہوں، اس پاکیزہ اور بابرکت روح قدسیہ پر ہمارے مال وجان قربان۔

سنہری باتیں:

شائقین علم کو علم کا حصول، بغیر راحت وآرام کے ملکوں کے دورہ کرنے، بدن کو تھکانے اور وقت خرچ کرنے کے بعد ہوتا ہے، دشواریاں شائق طلباء کو علماء سے ملنے میں رکاوٹ نہیں بنتی ہیں، ان کی آرزوئیں اور بلند عزائم تحصیل علم اور خدمتِ دین میں انہیں مزید آگے بڑھنے پر آمادہ کرتی ہیں، اور وہ تحصیل علم کے راستے کی تمام دقت ومشقت اور تھکن کو بھلا دیتے ہیں۔ (ابوغدۃ)

بہترین مجلس وہ ہے جو قبلہ رو ہوکر بیٹھے (الحدیث):

امام محمد بن حسن شیبانیؒ سے کہا گیا کہ: ’’آپ ’’زہد‘‘ پر کوئی کتاب کیوں نہیں تصنیف کرتے، فرمایا: میں نے کتاب البیوع تصنیف کی ہے، یعنی اصلی زاہد وہ ہے جو تجارت اور

تمام معاملات زندگی میں مشتبہ اور مکروہ چیزوں سے پرہیز کرے۔'' (حلیۃ الطالب)

شیخ محمد بن عبدالوہابؒ اصولِ ثلاثہ میں لکھتے ہیں کہ: ''جان لو! اللہ تم پر رحم کرے، ہر مسلمان مرد عورت پر چار مسائل کا سیکھنا ضروری ہے: پہلا علم، دوسرا اس پر عمل، تیسرا اس کی طرف دعوت دینا، چوتھا اذیت پر صبر کرنا۔

جس نے اللہ سے محبت کی وہ زندہ ہے، جو دنیا کی طرف جھکا وہ فنا ہو گیا، نادان فنا ہونے اور مٹنے والی چیزوں کے پیچھے صبح و شام کرتا ہے، جب کہ دانشمند اپنے عیبوں کی تلاش میں رہتا ہے۔ (سری سقطی)

اے طالب علم! اگر تم اپنے نبیؐ سے ملنا چاہتے ہو تو دنیا سے اتنا ہی لو جتنا مسافر اپنے لیے زادِ سفر لیتا ہے، جب تک کپڑے میں پیوند نہ لگ جائے اسے اتارو نہیں یعنی دوسرا نہ خریدو اور مالداروں کی مجلس سے دور رہو۔ (ربیع الأبرار)

امام بخاریؒ کپڑا نہ ہونے کی بنا پر درس میں حاضر نہ ہو سکے:

عمر بن حفص اشقر کہتے ہیں کہ: ''ہم نے بصرہ میں امام بخاریؒ کو حدیث لکھنے کی مجلس میں کئی دن تک نہیں پایا، ہم نے انہیں تلاش کیا تو انہیں گھر میں پایا، ان کے پاس پہننے کو کپڑے نہیں تھے، خرچ اور زادِ راہ ختم ہو گیا تھا، ان کے پاس کچھ نہ تھا، ہم نے ان کے واسطے درہم جمع کیا، ان کے لیے کپڑا خریدا انہیں پہنایا، اس طرح وہ ہمارے ساتھ کتابتِ حدیث کی مجلس میں گئے۔'' (تاریخ بغداد)

عمر بن عبدالعزیزؒ کہتے ہیں کہ: ''فرصت کہاں؟ فرصت چلی گئی، اب فرصت اللہ کے پاس جا کر ملے گی، اور راحت شجرۂ طوبیٰ کے نیچے پہنچ کر یعنی دنیا میں آرام کہاں آرام و راحت تو جنت میں جا کر ملے گی۔''

کھانے کی کثرت میں علم و فہم کی قلت ہے، کیوں کہ شکم پروری ذہانت کو مٹا دیتی ہے جو طلب علم میں سفر و رحلت نہیں کرتا اس کی طرف کوئی رحلت کر کے نہیں آتا۔

مشائخ سے براہِ راست علم سیکھنا اور کسبِ فیض کرنا:

طلب علم میں اصل یہ ہے کہ اساتذہ سے براہ راست اور بالمشافہ حاصل کیا جائے، مشائخ سے بحث، مذاکرہ اور مناقشہ کیا جائے، اہل علم کی زبان سے براہِ راست سنا جائے، نہ کہ صرف کتابیں پڑھ کر۔ معلم سے براہِ راست علم سیکھنا ایسا ہے جیسے نسب سے نسب اور رشتہ سے رشتہ جوڑنا، اور محض کتب بینی سے علم لینا جماد، لکڑی، پتھر سے علم لینے کے برابر ہے، دونوں میں آسمان زمین کا فرق ہے، کوئی برابری نہیں ہے۔ (حلیۃ الطالب)

امام بخاریؒ کے کاتب کہتے ہیں کہ میں محمد بن ابی حاتم کو کہتے ہوئے سنا کہ: ''میں عسقلان آدم بن ابی ایاس کے پاس گیا، میرا نفقہ، خرچہ آنے میں تاخیر ہوگئی یہاں تک کہ پتے کھانے کی نوبت آگئی، لیکن میں نے کسی کو خبر نہیں کیا، جب تیسرا دن ہوا میرے پاس ایک آدمی آیا جس کو میں جانتا نہیں تھا، اس نے مجھے ایک تھیلی دی، جس میں دینار تھے اور کہا کہ اپنی ضروریات پر خرچ کریں۔ (طبقات الشافعیۃ الکبریٰ)

طلب علم کے راستے میں اپنا کپڑا بیچ دیا:

امام ابن ابی حاتم رازی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا کہ: میں ۲۱۴ھ میں بصرہ میں آٹھ مہینہ قیام کیا، جب کہ میرے دل میں ایک سال قیام کا ارادہ تھا، میرا خرچہ ختم ہوگیا تو میں اپنے جسم کے کپڑے یکے بعد دیگرے بیچنے لگا، یہاں تک کہ میرے پاس کچھ بھی نہ رہا، تاہم اپنے دوست کے ساتھ اساتذہ ومشائخ کے پاس جاتا اور ان سے شام تک سماعت کرتا، شام کو میرا دوست چلا گیا، میں خالی گھر میں لوٹ کر مارے بھوک کے پانی پینے لگا، اگلے دن کی صبح ہوئی تو میرا ساتھی آموجود ہوا اور میں پھر اس کے ساتھ سخت بھوک کے باوجود اساتذہ ومشائخ سے حدیث کی سماعت کے لیے چکر لگانے لگا، شام ہوئی میرا ساتھی چلا گیا، اگلی صبح پھر آگیا اور کہا کہ چلو ہمارے ساتھ اساتذہ کے پاس، میں نے کہا کہ میں کمزور ہوں، میرا جانا ممکن نہیں ہے، اس نے کہا کمزوری کی وجہ؟ میں نے کہا: بھوک،

اس نے کہا کہ میرے پاس ایک دینار ہے میں تمہیں آدھا دینار دیتا ہوں اور آدھا کرایہ میں استعمال کیا جائے گا، میں نے اس سے آدھا دینار لے لیا اور ہم بصرہ سے نکل آئے۔

یہ دل تھیلیاں اور ظرف ہیں انہیں صرف قرآن کی تلاوت سے بھرو کسی اور چیز سے نہیں۔ (عبداللہ بن مسعود)

مایوسی اور احساس کمتری سے بچو:

اے طالب علم: میں اور تم، شیخ الاسلام اور امام بخاری، ابن حجر اور تمام علماء اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مشترکہ مخاطب ہیں کہ: ''اور اللہ تعالیٰ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ سے اس حالت میں نکالا کہ تم کچھ بھی نہ جانتے تھے اور اس نے تم کو کان دیئے اور آنکھ اور دل تا کہ تم شکر کرو۔'' (سورۃ النحل:۷۸، ترجمہ تھانوی)

ہم سب وہ آدمی ہیں جو قرآن میں بیان کیا گیا ہے، تمام چھوٹے بڑے لوگ اس آیت کے مشترکہ مخاطب ہیں، انبیاء اور رسول جنہیں اللہ عزوجل نے منتخب فرمالیا، صحابہ جن کو عظمت اور بھلائی کے کاموں میں آگے رہنے کی فضیلت حاصل ہے، الغرض یہ آیت ہم سب کو شامل ہے، لہٰذا نیکی کے کسی کام کو حقیر نہ جانو، نہ اپنے آپ کو کمتر و حقیر جانو، اسی طرح اپنے آپ کو پارسا و پاکباز نہ جانو، جس کے اہل نہ ہو اس کا مستحق نہ سمجھو، اپنے قد و قامت سے زیادہ لمبا کپڑا نہ پہنو، اپنی صلاحیت سے زیادہ کا دعویٰ نہ کرو۔

اس لیے کہ مایوسی اور بے اعتمادی عدم تحصیل کے اسباب میں سے سب سے بڑا سبب ہے۔ انسان کے اعضاء و جوارح سلامت ہوں اور طالب علم کو مطلوبہ لکھنے پڑھنے کے وسائل حاصل ہوں تو یہ اللہ کا بڑا انعام ہے اور اللہ کی حجت اس پر قائم ہے کہ وہ یکسوئی سے علم حاصل کرے۔

اپنے آپ کو کسی صورت کمتر و حقیر نہ جانو اگر چہ تم حفظ میں، یاد کرنے مین یا سمجھنے میں کمزور ہو یا پڑھنے میں سست رفتار ہو، یا جلدی بھول جاتے ہو، یہ ساری علت بیماریاں زائل اور ختم ہو جاتی ہیں جب کہ نیت درست اور صحیح ہو اور محنت بھی کی جائے۔

فرمانِ نبوت کی جھلکیاں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ جنت کے ممتاز و اشراف لوگ کون ہیں؟ صحابہؓ نے عرض کیا ضرور بتائیں اللہ کے رسولؐ فرمایا: میری امت کے علماء۔''

ستارے آسمان کی زینت ہیں، اور علماء میری امت کی زینت ہیں۔ (منہاج العابدین)

سنہری باتیں:

جس نے ایک ساعت ذلت کا مزہ نہیں چکھا وہ زمانے بھر ذلیل رہتا ہے۔

طالب علم (امام محمد بن جریر طبری)

(224-315ھ)

جن کے شاگردوں کی تعداد ان کی عمر کے دن کے برابر ہے، وہ بھی صرف سن بلوغ سے وفات تک عمر جو چھیاسی سال ہے، ان کی وفات چھیاسی سال کی عمر میں ہوئی، پھر ان کی تصنیفات کے صفحات ان کی عمر کے دن پر تقسیم کیے گئے تو ہر دن پر چودہ ورق نکلے یعنی روزانہ چودہ صفحات تصنیف کیے تھے امام جریر کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے تھے، ۲۳۶ھ میں نوعمری میں محض بارہ سال کی عمر میں طلب علم میں نکل پڑے، ان کے والد نے بھی ان کو سفر کی اجازت دے دی، ان کے والد شہر بہ شہر ان کے لیے برابر خرچہ بھیجتے رہے، امام فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میرے والد کی طرف سے خرچہ آنے میں تاخیر ہوئی، مجھے مجبوراً اپنی قمیص بیچنی پڑی میں نے بیچ دی، امام ہی کا شعر ہے: جب میں تنگی میں ہوتا ہوں تو میرا ساتھی بھی نہیں جانتا، میں نے بے نیازی اختیار کی تو میرا دوست بھی بے نیاز رہا، میری حیاء نے میری خودداری کی حفاظت کی، مطالبہ میں نرمی ہی میرا وطیرہ ہے اگر میں نے سخاوت کی اجازت نہ دی ہوتی تو مالداری کا راستہ نہایت آسان تھا۔

فرمانِ نبوت:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''قیامت کی تین علامتیں ہیں: ان میں سے ایک چھوٹوں کمتروں سے علم طلب کرنا ہے۔'' (الطبرانی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''جو دنیا سے محبت کرتا ہے اپنی آخرت کا نقصان کرتا ہے اور جو آخرت سے محبت کرتا ہے اپنی دنیا کا نقصان کرتا ہے۔'' (رواہ احمد)

علماء کے اقوال:

طلب علم ہمت کا کام ہے جس میں توقف وانتظار کی کوئی گنجائش نہیں، اس میں محنت، سنجیدگی، متانت، صبر، تحمل درکار ہے۔ علم بغیر صبر، محبت، عشق اور حرص کے نہیں آتا۔ علماء نے کہا ہے کہ: علم کو اپنا سب کچھ دے دو تو وہ تمہیں کچھ دے گا۔''

اے اللہ ایسی زبان کو عذاب نہ دینا جو تیری باتیں سناتا ہے، نہ ایسی آنکھ کو جو تیری کتاب میں دیکھتی ہے، نہ ایسے قدم کو جو تیری کتاب کی خدمت میں چلتے ہیں اور ایسے ہاتھ کو جو تیرے رسولؐ کی حدیثیں لکھتا ہے، تیری عزت کا واسطہ ہمیں جہنم میں داخل نہ کرنا، ہم جہنم سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

(آپ یہ بھی کہہ دیجیے کہ پورے زیاں کار وہی لوگ ہیں جو اپنی جانوں سے اور اپنے متعلقین سے قیامت کے روز خسارے میں پڑے، یاد رکھو کہ صریح خسارہ یہ ہے۔ (القرآن) ترجمۂ تھانوی

پوری تباہی اس کے لیے ہے جو اپنے عیال کو خیر کی حالت میں چھوڑے اور خود اللہ کے پاس شر کی حالت میں جائے۔ (الحدیث)

تیس مُدلُوبیا کے عوض تیس ہزار حدیث لکھی
طالب علم امام ابوداؤد سجستانی)
(230-316ھ)

جب میں کوفہ میں داخل ہوا تو میرے پاس صرف ایک درہم تھا، میں نے اس کے عوض تیس مد لوبیا خریدا، میں اس میں سے کھاتا تھا اور شیخ عبداللہ بن سعید کندی کوفہ کے

محدث سے حدیثیں لکھتا تھا جب تک کہ لو بیا ختم ہوا میں شیخ سے تیس ہزار حدیثیں لکھ چکا تھا، جن میں مقطوع اور مرسل حدیثیں بھی تھیں۔ (تذکرۃ الحفاظ)

حکیمانہ باتیں:

اے طالب! صبر تمہارا اشعار ہو، اور محنت ومشقت تمہاری راحت

امام محمد بن علی دجاجی بغدادی، سن وفات ۴۶۳ھ ہبۃ اللہ سقطی ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ میں طلباء کی ایک جماعت کے ساتھ شیخ کے پاس حدیث سننے کے لیے گیا، شیخ مریض تھے، ہم اندر داخل ہوئے، وہ ایک چٹائی پر بیٹھے تھے، ان پر ایک جُبّہ تھا جس کا اکثر حصہ آگ نے کھالیا تھا، ان کے پاس ایک درہم برابر بھی کوئی چیز نہ تھی۔

انہوں نے تحمل کا مظاہرہ کیا جب تک رغبت رہی ہم نے پڑھا پھر ہم اٹھ گئے، شیخ نے ہمارے اکرام میں بڑی مشقت اٹھائی، جب ہم باہر نکلے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: کیا ہم ساتھیوں کے پاس کچھ ہے جس کو ہم شیخ کی خدمت میں پیش کرسکیں، سب نے اس میں حصہ لیا، اس طرح شیخ کے لیے تقریباً پانچ مثقال سونا جمع ہوگیا، میں نے ان کی بیٹی کو بلا کر سونا اس کے حوالے کر دیا، اور میں کھڑا ہو کر دیکھنے لگا کہ وہ کیسے شیخ کے سپرد کرتی ہے۔

جب وہ اندر گئی اور سونا شیخ کو دیا تو انہوں نے اسے ایک طمانچہ جڑ دیا اور بلند آواز سے پکارا، ہائے رسوائی! رسول اللہ کی حدیث سنا کر میں عوض واجرت لوں گا، بخدا ہرگز نہیں، اور ننگے پیر کھڑے ہوگئے اور پکارا: ہماری تمہاری حرمت کا واسطہ، یہ واپس لے لو، میں نے اسے واپس لے لیا۔ وہ رو پڑے اور فرمایا: کیا تم مجھے محدثین کے درمیان رسوا کرو گے؟ موت کو گلے لگانا اس سے زیادہ آسان ہے، میں سونا ساتھیوں کو واپس کر دیا، انہوں نے قبول نہیں کیا تو شیخ کے نام پر اسے صدقہ کر دیا۔ (فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ”دانا وعقلمند وہ ہے جو اپنا محاسبہ کرتا ہے اور

موت کے بعد کے لیے عمل کرتا ہے، اور ناداں احمق وہ ہے جو اپنے آپ کو خواہشات کے پیچھے لگا لیتا ہے اور اللہ پر آرزوئیں باندھتا ہے۔''

طالب علم روٹی کی خوشبو سونگھ کر طلب علم پر قوت حاصل کرتا ہے:

جہاں گرد، حافظ ابن علی حسن بن علی وحشی متوفی ۴۷۱ھ کہتے ہیں کہ میں نے سفر کیا اور سخت دشواریوں اور خواریوں کا سامنا کیا، میں عسقلان میں ابن مصحح وغیرہ سے حدیث کی سماعت کر رہا تھا کہ نفقہ و خرچ کی کمی اور تنگی ہوگئی، کئی روز بغیر کھائے گزار دیئے، حدیث لکھنے بیٹھا لیکن طاقت جواب دے گئی تو میں ایک روٹی فروش کی دوکان کی طرف گیا اور اس کے قریب بیٹھ گیا تا کہ روٹی کی خوشبو سونگھ کر طاقت و قوت حاصل کر سکوں۔ (تذکرۃ الحفاظ)

فرمانِ نبوت کی جھلکیاں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''قرآن قیامت کے دن آئے گا اور کہے گا کہ: اے رب! اس (قاری قرآن) کو آراستہ فرما! تو اس (قاری قرآن) کو کرامت کا تاج پہنا دیا جائے گا، قرآن پھر کہے گا کہ: اے رب! اس کی کرامت میں اضافہ فرما، چناں چہ کرامت کا جوڑا پہنا دیا جائے گا، قرآن پھر کہے گا کہ: اے رب! اس سے راضی ہو جا، اللہ اس سے راضی ہو جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا پڑھو اور چڑھو، اور ہر آیت پر ایک درجہ بڑھ جائے گا۔'' (الترمذی)

اس دن رسول کہیں گے کہ اے میرے پروردگار میری اس قوم نے اس قرآن کو جو کہ واجب العمل تھا بالکل نظر انداز کر رکھا تھا۔ (القرآن) ترجمۂ تھانوی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''آسانی کرو تنگی نہ کرو، خوشخبری سناؤ اور نفرت نہ دلاؤ۔'' (البخاری)

تم صرف ایک باغ پر قانع ہو جاتے ہو جب کہ بادشاہ تمھیں فردوسِ اعلیٰ کی طرف بلاتا ہے۔ (اللہ دار السلام کی طرف بلاتا ہے)

استاذ کے ساتھ طالب علم کی تہذیب وشائستگی:

علم چوں کہ ابتدا میں کتاب سے براہِ راست نہیں اخذ کیا جا سکتا ہے، بلکہ استاذ کا ہونا ضروری ہے جو طالب علم کے لیے طلب علم کے ذرائع واسباب کو مضبوط و پختہ کرے، تا کہ لغزش اور غلطی سے محفوظ و مامون رہو، چناں چہ تمہارے استاذ تمہارے احترام، اکرام، لطف وعنایت، شفقت ومحبت کے سب سے زیادہ مستحق وحقدار ہیں، لہٰذا اپنے استاذ کے ساتھ نشست وبرخاست میں گفتار وکردار میں درس سننے اور سوال کرنے میں مکمل شائستگی وتہذیب کے ساتھ پیش آؤ۔

خالی ان کا نام لے کر نہ پکارو نہ ہی تنہا لقب سے آواز دو۔ جیسے صرف اے شیخ فلاں نہ کہو، بلکہ میرے استاذ یا ہمارے استاذ سے مخاطب کرو۔ ان کا نام نہ لو۔ یہ تہذیب کی اعلیٰ مثال ہے، ان کو ''تم'' کہہ کر خطاب نہ کرو نہ ہی انہیں دور سے پکارو۔ غور کرو کہ اللہ نے کیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرنے کی تلقین وتعلیم فرمائی ہے، اس میں دلیل ہے کہ لوگوں کو خیر وبھلائی سکھانے والوں کے ساتھ ادب سے پیش آنا چاہیے، ارشاد باری ہے: ''تم لوگ رسول کے بلانے کو ایسا معمولی بلانا نہ سمجھو جیسا تم میں ایک دوسرے کو بلالیتا ہے۔ (سورۃ النور:۶۳) ترجمۂ تھانوی

علماء انبیاء کے وارث ہیں اور جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کے اکرام کے تقاضوں میں سے یہ بھی ہے کہ بوڑھے مسلمان اور حامل قرآن (علماء) کا اکرام کیا جائے جو غیر متشدد ہوں، خشک مزاج نہ ہوں۔ (رواہ مسلم)

علم کی مجلس کا احترام کرنا اور درس میں خوشی کا اظہار کرنا:

طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ پڑھنے اور کسب فیض میں خوشی وشادمانی محسوس کرے نیز صبر کا مکمل مظاہرہ کرے، امام شافعیؒ سے پوچھا گیا کہ آپ نے علم کیسے طلب کیا، فرمایا: اس عورت کی طلب کی طرح جس کا اکلوتا بچہ کھو گیا ہو، طالب علم کو بھی طلب علم پر اسی

طرح حریص ہونا چاہیے، طالب علم کو زیبا نہیں کہ کبھی وہ خود اٹھ بیٹھ کر بے قراری ظاہر کرے، کبھی کتاب الٹ پلٹ کرے اور کبھی جمائی یا انگڑائی لے، طالب علم کے شایان شان یہ ہے کہ وہ فرحت وشادمانی ظاہر کرے گویا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا ہے یا صحابہ کے ساتھ بیٹھ کر حدیث کی سماعت کر رہا ہے، گویا وہ کسی باغ میں اترا ہوا اور اس کے پھل چُن اور جمع کر رہا ہو۔

عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ: جو شخص علم سیکھے اس پر عمل کرے اور پھر دوسروں کو سکھائے تو وہ شخص آسمانوں میں عظمت کے ساتھ پکارا جائے گا۔

اے طالب! استاذ سے تمہاری اصل کمائی:

استاذ کے علم سے پہلے ان کی شائستگی اور ادب وتہذیب سیکھو تو تھوڑا علم بھی نفع بخش ہوگا اور علم کی برکت حاصل ہوگی، لہٰذا ان کے نیک اخلاق اور کریمانہ وشریفانہ عادات وصفات کو اپناؤ۔ امام مالک بن انس کی والدہ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ: اے بیٹے! استاذ کے علم سے پہلے ان کے اخلاق سیکھو، عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ: لوگو، میں میرے نزدیک زیادہ محترم اور قابل قدر میرا وہ ہم نشیں (شاگرد) ہے جو (بسا اوقات) لوگوں کی گردن اس لیے پھلانگتا ہے تاکہ وہ میرے اتنے قریب بیٹھ سکے کہ اگر میں اس کے جسم سے مکھی اڑانا چاہوں تو بآسانی کرسکوں۔ (الأدب المفرد)

اے طالب تمہارے شیخ اور استاذ سے اصل کمائی ان کی نیک عادت اور شریفانہ اخلاق اختیار کرنے میں ہے، علم کا اخذ وحصول اضافی نفع ہے۔

طلب علم میں مال کثیر کا خرچ کرنا:

مال فطری طور پر نفس کو مرغوب ہے اور اس کو جمع کرنے اور حاصل کرنے کا حریص بھی، ارشاد باری ہے: اور واقعی جو شخص اپنی طبیعت کی بخل سے محفوظ رکھا جاوے ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ (حشر:۹) اور وہ مال کی محبت میں بڑا مضبوط ہے۔

(العدیات:۸) ترجمۂ تھانوی

مال سے دستبردار ہونا اور سخاوت وفیاضی کے ساتھ خرچ کرنا نفس پر بڑا دشوار ہے، مال کی محبت نے کتنی جانیں تلف کی ہے اور کتنے ہی ماں باپ، بیوی بچوں، بھائی بہنوں، عزیز واقارب، دوست واحباب کے قتل کا سبب بنا ہے، مال کی محبت قرابت کی محبت پر غالب آئی تو انسان نے مال کو عزیز وقریب پر ترجیح دی۔

مال کی محبت چھوڑ کر سخاوت وفیاضی کرنا ہر کس وناکس کے لیے آسان نہیں ہے نہ ہی ہر انسان کے بس میں ہے، کہا گیا ہے کہ مال جان وروح کا سگا بھائی ہے، علماء نے علم ومعرفت کے مقابلے میں مال کو سستا وکمتر جانا، چناں چہ انہوں نے تحصیل علم میں مال کو فیاضی وخوش دلی سے خرچ کیا اور علم حاصل کیا، بسا اوقات مال سے کراہت بھی کی، جہل کو اپنے قریب آنے نہ دیا، ایسا نہیں کہ مال کی محبت ان کے دل میں نہ تھی، بلکہ بات یہ تھی کہ علم ومعرفت کی قدر وقیمت ان کے دلوں میں زیادہ تھی اور وہ مال کے اوپر علم وفضل کو ترجیح دیتے تھے۔ (ابوغدۃ)

اقوال زریں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ’’دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں اکثر لوگ غفلت کے شکار ہیں، صحت اور فرصت۔‘‘

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ’’حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں دو بھائی تھے، ان میں سے ایک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوتا اور حدیث کی سماعت کرتا، جب کہ دوسرا اپنے کام کاج پر دھیان دیتا اور اسی میں لگا رہتا، اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے بھائی کی شکایت کی اور کہا کہ: اللہ کے رسولؐ: میرا بھائی کام کاج میں میری کچھ بھی مدد نہیں کرتا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تمہیں رزق اس کی برکت سے ملتا ہے۔‘‘ (الترمذی)

طالب علم جس نے طلب حدیث میں اپنا سارا مال خرچ کر دیا یہاں تک کہ پہننے کو جوتے بھی نہ رہے:

امام محدث یحیٰ بن معین کے والد حضرت معین عبداللہ بن مالک کے کاتب تھے، پھر رَی کے خراج وصولنے پر مقرر کردئے گئے، وفات ہوئی تو اپنے بیٹے یحیٰ کے لیے ہزاروں ہزار درہم ترکہ چھوڑ گئے، امام یحیٰ نے وہ سارا مال طلب حدیث پر خرچ کر دیا حتی کہ پہننے کے لیے جوتے بھی نہ رہے۔

طالب علم نے طلب علم میں تیس ہزار درہم خرچ کرڈالے:

امام فقیہ، مجتہد، محمد بن حسن شیبانی (132-189ھ) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد نے بتایا کہ: میرے والد نے میرے لیے تیس ہزار درہم ترکہ میں چھوڑے، میں نے پندرہ ہزار نحو، اور شعر پر خرچ کر دیئے اور پندرہ ہزار حدیث اور فقہ سیکھنے پر۔ (تاریخ بغداد)

یا اللہ! اَسّی ہزار اَسّی ختم قرآن پر خرچ کرڈالے:

ابوبکر اصبہانی محمد بن عبدالرحمٰن اپنے زمانے کے شیخ القراء متوفی (۲۹٦ھ) کا بیان ہے کہ: میں اصبہان سے مصر گیا، میرے ساتھ اَسّی ہزار درہم تھے، میں نے اسے اَسّی ختم قرآن پر ختم کر دیا، یعنی وہ شیخ القرآن کو قرآن سناتے انہوں نے اَسّی ختم قرآن سنائے، ہر ختم پر ایک ہزار خرچ کرتے اس طرح اَسّی ہزار ہوئے۔ (معرفۃ القراء الکبار)

جب تمہارے پاس قوم کا شریف آئے تو اس کا اکرام کرو:

جریر بجلیؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، جگہ نہیں ملی دروازے پر بیٹھ گئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر اتاری اور ان کی طرف بڑھائی، جریر نے چادر کو اپنی آنکھوں پر رکھ لیا اور اسے چومنے لگے اور رونے لگے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹاتے ہوئے کہا: اللہ کے رسولؐ میرے ماں باپ آپ پر فداء، میں آپ کی چادر پر بیٹھنے کی جرأت نہیں

کر سکتا، اللہ آپ کا اکرام کرے جیسا کہ آپ نے میرا اکرام کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں بائیں دیکھا اور فرمایا: ''جب تمہارے پاس قوم کا شریف آئے تو اس کا اکرام کرو۔''

امام اوزاعیؒ نے فرمایا ہے کہ: ''جو اپنے علم پر عمل کرتا ہے اسے مزید علم کی توفیق مل جاتی ہے۔''

قرأت کی طلب میں مغرب کے ایک کنارے سے مشرق کے دوسرے کنارے تک کا سفر کیا:

امام القراء ابو القاسم یوسف بن علی سکری ہذلی

(395-465ھ)

علامہ ذہبی کہتے ہیں کہ: ''ابو القاسم ہذلی، سکری، مغربی، پھر مشرقی جہاں نورد، استاذِ کبیر جہاں گرد، مشہور و معروف مقری، قرأت کی طلب میں دنیا بھر کے چکر لگانے والوں میں سے ایک۔''

ابن جوزی کہتے ہیں کہ: ''قرأت کی طلب میں ملکوں کا چکر لگایا، میں اس امت میں کسی کو نہیں جانتا جس نے قرأت کی طلب میں ان کی طرح ملک بہ ملک شہر بہ شہر چکر لگایا ہو اور نہ ہی ان کی طرح کوئی شیخ بقید حیات ہیں، انہوں نے اپنی کتاب ''الکامل فی القرأت'' میں لکھا ہے کہ میں فن قرأت کی طلب میں اساتذہ سے ملا ان کی تعداد تین سو پینسٹھ ہے، اور اگر تمام عالم اسلام میں مجھے معلوم ہوتا کہ اس فن کا مجھ سے زیادہ کوئی جاننے والا ہے تو میں ضرور اس سے سیکھنے جاتا۔'' (صبر العلماء)

سنہری باتیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''علم کو لکھ کر محفوظ کرلو۔'' (الدارمی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ: اس کے بال بچوں نے اس کی نیکیاں کھالیں۔''

احسان کا احساس:

نجاشی کا وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود ان کی خدمت کرنے لگے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ: اللہ کے رسول مہمانوں کی مہمان نوازی اور ان کی خدمت کے لیے ہم کافی ہیں آپ کیوں زحمت فرما رہے ہیں، تو آپؐ نے فرمایا: ان لوگوں نے ہمارے ساتھیوں کا اکرام کیا تھا میں چاہتا ہوں کہ میں ان کی خدمت کر کے ان کے احسان کا بدلہ اتاروں۔

اے طالب علم اپنے وقار کو چار جگہوں پر ملحوظ رکھو: (۱) اپنے سے زیادہ علم والے کے ساتھ مذاکرہ کے وقت۔ (۲) اپنے سے بڑے سے علم سیکھتے وقت۔ (۳) اپنے سے زیادہ قوی سے لڑائی کے وقت۔ (۴) اپنے سے زیادہ بے وقوف سے بحث کرتے وقت۔

آدمی کو علم کی طلب میں خوب محنت کرنی چاہیے تاکہ گائے بکریوں کی طرح مورکھ و بے عقل نہ ہو جائے۔

عالم ربانی کی پہچان:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ''اور تم لوگ اللہ والے بن جاؤ بوجہ اس کے تم کتاب سکھاتے ہو اور بوجہ اس کے کہ پڑھتے ہو۔'' (آل عمران: ۷۹) ترجمۂ تھانوی

اللہ والے عالم کی پہچان:

جتنا اس کے علم میں اضافہ ہوگا اتنا ہی اس کے تواضع اور شفقت و نرمی میں اضافہ ہوگا۔

جتنا اس کے عمل میں اضافہ ہوگا اتنا ہی اس کے خوف و احتیاط میں اضافہ ہوگا۔

جتنی اس کی عمر بڑھے گی اتنا ہی اس کی حرص و ہوس کم ہوگی۔

جتنا اس کا مال زیادہ ہوگا اتنا ہی اس کی سخاوت و فیاضی میں اضافہ ہوگا۔

جتنا اس کا مقام و جاہ بڑھے گا اتنا ہی لوگوں سے قریب ہوگا ان کی حاجت روائی کرے گا ان سے تواضع سے پیش آئے گا۔

برے عالم کی پہچان:

جتنا زیادہ اس کا علم بڑھے گا اتنا ہی اس کے تکبر اور گھمنڈ میں اضافہ ہوگا۔

جتنا اس کے عمل میں اضافہ ہوگا اتنا ہی اس کے فخر میں اضافہ ہوگا، لوگوں کو حقیر جانے گا، اپنے آپ پر اترائے گا، جیسے جیسے اس کی عمر بڑھے گی ویسے اس کی لالچ اور حرص بڑھے گی۔

جوں جوں اس کا مال زیادہ ہوگا توں توں اس کا بخل اور دل کا طمع زیادہ ہوگا۔

جتنا اس کے مرتبہ اور شان میں اضافہ ہوگا اتنا ہی اس کے تکبر، فخر اور بڑائی میں اضافہ ہوگا۔

درج بالا امور اللہ کی طرف سے امتحان و آزمائش ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اپنے بندوں کو آزماتے ہیں، کچھ لوگ کامیاب ہو کر نیک بخت ہو جاتے ہیں، جب کہ کچھ لوگ ناکام ہو کر بدبختی کا شکار ہو جاتے ہیں (یہ میرے رب کے فضل سے ہے، تا کہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری (قرآن) الغرض علم اللہ کی نعمت بھی ہے اور آزمائش بھی، جس کے ذریعہ شکر گزاروں کا شکر تو ناشکروں کی ناشکری بھی ظاہر ہوتی ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:
''سلیمان بن داؤد کی والدہ نے سلیمان علیہ السلام سے کہا: اے بیٹے! رات میں زیادہ نہ سو، کیوں کہ رات میں زیادہ سونا قیامت کے دن آدمی کو فقیر کر کے چھوڑے گا۔'' (ابن ماجہ)

زیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شوق:

اے بادِ صبا تو اگر کسی دن سرزمین حرم گئی، تو روضۂ مبارک کو میرا اسلام پہنچانا جس میں نبی محترم آرام فرما ہیں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب کسی طالب علم کو دیکھتے تو فرماتے: ''آفریں! سبحان اللہ! حکمت کے سرچشمے، تاریکی کے چراغ، کپڑوں کے پھٹے حال، دلوں کے تازہ اور نئے۔

علومِ قرآن اور علوم حدیث کے جمع و تالیف کے فضل کا سہرا اس امت کے ان لوگوں کے سر بندھتا ہے جنہوں نے ان علوم کے جمع کرنے میں سخت جانکاہی و جانفشانی کا

مظاہرہ کیا اور دنیا سے گئے تو ہمارے لیے راستہ آسان وہموار دور کو قریب اور بکھرے کو یکجا کرنے کے بعد انہوں نے اپنے پیچھے عظیم علمی ذخیرہ اور سدا بہار ہرا بھرا تہذیبی خزانہ چھوڑا ہے جس کی مثال تو کیا اس کے قریب بھی گزشتہ یا موجودہ امتوں میں سے کوئی امت آج تک نہیں پہنچ سکتی ہے، اللہ ہمارے اسلاف کو اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے اور ان کی قبروں پر رحمت ومغفرت کی بارش فرمائے اوران کو عمدہ مقام میں قدرت والے بادشاہ سے قریب کرے اور یہ اللہ کے لیے کوئی امر دشوار بھی نہیں۔

بصرہ کے گورنر محمد بن سلیمان عالم ربانی حماد بن سلمہ کے پاس گئے اور ان کے سامنے بیٹھ کر دریافت کرنے لگے کہ: ابوسلمہ! کیا ماجرا ہے کہ میں جب بھی آپ کی طرف نظر کرتا ہوں تو آپ کے رعب سے کپکپی ہونے لگتی ہے، فرمایا کہ وجہ یہ ہے کہ عالم ربانی جب اپنے علم سے اللہ کی خوشنودی چاہتا ہے تو اس سے ہر چیز ڈرتی ہے، لیکن جب علم سے مال وخزانہ کی کثرت چاہتا ہے تو وہ ہر چیز سے ڈرتا ہے (جامع العلم) دنیا جس کا مقصود ومطلوب بن جائے تو قبر میں اس کا رنج وغم طویل ہوجائے گا۔ (البرہان)

عادل قاضی قیامت کے دن لایا جائے گا، اور حساب کی سختی سے دوچار ہوگا تو آرزو کرے گا کہ کاش کبھی ایک کھجور کے بارے میں بھی فیصلہ نہ کیا ہوتا۔ (عن عائشۃ رضی اللہ عنہا)

اے طالب علم! علم ومعرفت قیام لیل کے ذریعہ طلب کرو:

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ: ''میں عبداللہ بن عباس کے ساتھ مکہ سے مدینہ کا سفر کیا، وہ دن کو سفر کرتے اور رات کو قیام فرماتے، تو ابن عباس آدھی رات کو اٹھتے، حرفاً حرفاً ترتیل سے قرآن پڑھتے پھر فن قرأت کی تفصیل بیان کرتے، پھر روتے یہاں تک کہ ہچکی کی آواز سنائی دیتی۔ (رہبان اللیل)

جنت کے بادشاہ:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جنت

کے بادشاہ وہ اہل ایمان ہوں گے جو دنیا میں پراگندہ غبار آلود پھٹے پرانے کپڑوں والے گمنام ناقابل التفات ہیں، امیروں کے پاس جانے کی اجازت نہ دی جائے، نکاح کا پیغام دیں تو قبول نہ کی جائے، بولیں تو سنا نہ جائے، ان کی آرزوئیں، حاجتیں ان کے دلوں ہی میں گھٹ جاتی ہیں، لیکن آخرت میں ان کا مقام یہ ہوگا کہ اگر ان کا نور لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیا جائے تو ان سب کو کافی ہو جائے گا۔

امام شافعیؒ، یحیٰ بن معینؒ اور امام احمد بن حنبلؒ مکہ کی جانب روانہ ہوئے، جب ایک جگہ پڑاؤ ڈالا تو امام شافعیؒ اور یحیٰؒ لیٹ گئے، اور امام احمدؒ نماز میں مشغول ہو گئے، جب صبح ہوئی تو امام شافعیؒ نے فرمایا کہ میں نے رات میں مسلمانوں کے دو سو مسئلے حل کیے، یحیٰ سے پوچھا گیا کہ آپ نے کیا کیا؟ فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے دو سو جھوٹوں کو علیٰحدہ کیا، امام احمدؒ سے پوچھا گیا کہ آپ نے کیا کیا؟ تو فرمایا کہ میں چند رکعتیں پڑھیں جس میں پورا قرآن ختم کیا۔ (رہبان اللیل)

سنہری باتیں:

دنیا کی تمام نعمتیں قیام اللیل میں طالب علم کے ترنم کے ساتھ قرآن پڑھنے میں جمع کر دی گئی ہیں، بہت سے لوگ جو دنیا میں آسودہ حال بھرے پیٹ ہیں، قیامت کے دن وہ طویل عرصہ بھوک کی حالت رہیں گے۔ (سلمان الفارسی)

حافظ ابن عساکر دمشقی

امام حافظ، محدث، جہاں نوَرد علی ابن حسین بن عساکر (499-571ھ) دمشقی جنہوں نے شہر دمشق وشام کی تاریخ اَسّی جلدوں میں لکھی، اس کے علاوہ ان کی ڈھیر ساری کتابیں ہیں، یہ امام اپنے وقت کے ایک ایک لمحے کی حفاظت کرتے تھے، چناں چہ انہوں نے اپنے ہاتھ وقلم سے اتنی کثیر تعداد میں کتابیں لکھیں ہیں کہ آج بڑی بڑی علمی اکیڈمیاں ان کی طباعت و پرنٹنگ سے بھی عاجز ہیں، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ

وہ عجوبۂ روزگار تھے اور زندہ جاوید قدرت کی نشانی وشاہکار تھے اور یہ سب وقت کی قدر وحفاظت کی وجہ سے ہے۔

انہوں نے علمی اسفار کئے، ملکوں کی خاک چھانی، مشائخ سے ملاقاتیں کی، بغداد میں سماعت کی، پھر دمشق آئے، پھر خراسان کا سفر کیا، نیشاپور، ہرات، اصفہان، پہاڑی علاقوں میں گئے کسب فیض کیا، پھر مفید کتابیں تصنیف فرمائیں۔

اہل دمشق سے سماعت کی، بیس سال کی عمر میں سفر پر روانہ ہوئے، پھر بغداد، مکہ، کوفہ، نیشاپور، اصبہان، مرو اور ہرات سے سماعت کیا اور حدیث کی کتاب اربعین بلدانیہ تیار کی، جس میں چالیس حدیثیں مشائخ اور چالیس شہروں سے جمع کی گئی ہیں، ان کے شیوخ کی تعداد ایک ہزار تین سو سے زیادہ ہے، جن میں اَسّی پردہ نشین خواتین بھی ہیں، وہ دمشق ۵۳۳ھ میں لوٹے۔

ان کے فرزند محدث جلیل بہاء الدین کہتے ہیں کہ: ''میرے والد جماعت وتلاوت کی پابندی فرماتے تھے، ہر جمعہ کو ایک ختم قرآن فرماتے، رمضان میں روزانہ ختم فرماتے تھے، دمشق کی مسجد میں مشرقی منارہ میں اعتکاف فرماتے تھے، ذکر ونوافل کا کثرت سے اہتمام فرماتے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔''

ابومواہب بن صرصری کہتے ہیں کہ: میں نے شیخ ابن عساکر سے پوچھا کہ: ''کیا آں جناب نے اپنے پایہ کا کوئی عالم دیکھا ہے، فرمایا کہ: ایسا نہ کہو، کیوں کہ ارشاد باری ہے کہ: ''تم اپنے آپ کو مقدس نہ سمجھا کرو'' میں نے عرض کیا کہ: اللہ تعالیٰ نے یہ بھی تو ارشاد فرمایا ہے کہ: ''اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کرو'' تو آپ نے فرمایا کہ: ''اگر کوئی یہ کہے کہ اس نے میری طرح کسی کو نہیں دیکھا تو وہ اپنے قول میں سچا ہے۔''

پھر ابومواہب نے کہا کہ: ''میں کہتا ہوں کہ میں نے ان کے مثل کسی کو نہیں دیکھا

نہ ہی کسی میں وہ پابندی دیکھی گئی جوان میں تھی، انہوں نے مسلسل چالیس سال تک نماز میں صف اول، رمضان اور عشرۂ ذی الحجہ میں اعتکاف کی پابندی فرمائی، گھر بنانے، مال ومنال زمین وجائیداد کے حصول اور جمع کرنے سے کوئی سروکار نہ تھا، ان چیزوں سے انہوں نے اپنے آپ کو فارغ و بے نیاز کرلیا تھا، انہوں نے جاہ ومنصب کی طلب، امانت وخطابت کی چاہت سے اعراض کیا، بلکہ یہ مناصب ان پر پیش کئے گئے تو انہوں نے انکار کردیا، عراق، مکہ اور مدینہ کا سفر کیا، عجم کے شہروں کا سفر کیا، اصفہان، نیشاپور، مرو، تبریز، میہن، بےحق، خیبر، جرد، بسطام، دامغان، رَیّ، زنجان، ہمدان، اسدآباد، جے، ہرات، لون، بگ، بوشنگ، سرخس، نرقال، سمنان، ابہر، مرقد، خومی، جربازقان، مشکان، روزاور، حلوان، ارحیش کا سفر کیا اور سماعت کی، انہوں نے دور دراز سنگلاخ علاقوں کا تنہا سفر کیا، صرف متقی پرہیزگار شخص کو بطور انیس ساتھ رکھتے، عزم وارادہ کے پکے مقصد ومنزل پاکر ہی دم لیتے، انہی خصوصیات کی بنا پر وہ حافظ کے لقب سے نوازے گئے۔ (صبر العلماء)

اے طالب علم! درس کے حلقے میں حاضر رہنا اور مشائخ کا دیکھنا وزیارت کرنا خاص امتیاز رکھتا ہے:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''خبر سننا مشاہدہ اور دیکھنے کی طرح نہیں ہے۔'' (رواہ احمد)

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر طلب علم کے لیے کتابیں کیسٹیں جیسی بہت سارے وسائل دے کر انعام فرمایا ہے، لیکن یہ سارے وسائل درس کی حاضری اور مشائخ کی زیارت سے بے نیاز نہیں کرسکتے، کیوں کہ درس کی حاضری کو خصوصی امتیاز حاصل ہے اور اجر کبیر بھی، جب تم حلقۂ درس میں حاضر ہوتے ہو تو تم عبادت میں رہتے ہو اور ملائکہ تم پر رحمت کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں اور اللہ اپنے خاص فرشتوں میں تمہارا ذکر کرتے ہیں، علاوہ ازیں ذہن یکسوئی درس میں حاضر ہوکر ہی حاصل ہوتی ہے اور یہ کیسٹ سننے سے

زیادہ کارآمد اور مفید ہے۔

چناں چہ حلقۂ درس میں حاضر رہنا علماء سے براہِ راست ملنا، طلباء کی ہمنشینی اور اہل علم سے قربت اختیار کرنا روحانی طور پر بھی مفید ہے اور کیسٹ یا انٹرنیٹ سے علم سیکھنے کے مقابلے زیادہ مفید کارآمد اور نفع بخش ہے۔

شیخ کے اخلاق وتہذیب سے فیضیاب ہونا دوسری خصوصیت ہے:

بسا اوقات کچھ طلباء کہتے ہیں کہ: شیخ کے درس میں کیسے حاضری دوں، ان کا درس کم سمجھ میں آتا ہے، ایسے طلباء سے کہا جائے گا کہ: پھر بھی حاضری دو، کیوں کہ درس کی حاضری سے صرف علمی فائدہ ہی مطلوب نہیں ہوتا بلکہ حاضری کا مقصد شیخ کی نیک عادات واخلاق کو اپنانا ان کے نقش قدم پر چلنا بھی ہوتا ہے، امام سمعانی نے ذکر کیا ہے کہ: امام احمد کی مجلس میں پانچ ہزار افراد حاضر ہوتے تھے، ان میں سے صرف پانچ سو لوگ لکھتے تھے اور بقیہ لوگ امام کے اخلاق وشائستگی اخلاق وعادات سے فیض اٹھاتے تھے۔ (اعلام النبلاء)

ابوبکر مطوعی کا بیان ہے کہ: "میں ابوعبداللہ کی مجلس میں بارہ سال تک حاضر ہوا۔ وہ اپنے صاحبزادوں کو مسند پڑھاتے تھے، میں کچھ لکھتا نہیں تھا بلکہ صرف شیخ کی تہذیب واخلاق کو دیکھتا اور نوٹ کرتا۔"

الغرض درس کے حلقے میں حاضری کا مقصد صرف حصول علم ہی نہیں بلکہ شیخ کی ہر ادا ہر نقل وحرکت سے فیض حاصل کرنا ہے، یہاں تک کہ بعض طلبہ کے محاضرات واخلاق سے بھی فیضیاب ہوا جاسکتا ہے۔

طالب کو چاہیے کہ وہ علماء کی زیارت سے الگ نہ ہو کیوں کہ اس میں نفع ہی نفع ہے، بلکہ یہ طالب علم کا شیخ کے ساتھ حسن ادب وحسن سلوک ہے، اگر علماء براہ راست آپ کے استاد نہ بھی ہوں تو ان کے ساتھ بھی حسن سلوک کرنا بہتر ہے، کیوں کہ علم دینے اور سکھانے میں اللہ کے بعد انہی کا احسان ہے، چناں چہ علماء کا حق ہے کہ ان کی زیارت کی جائے،

مرض میں ان کی عبادت کی جائے، وفات ہونے پر ان کے جنازے میں شرکت کی جائے۔

امام نوویؒ روزانہ بارہ درس میں حاضر ہوا کرتے تھے، خود اپنے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ میں استاذ کا درس نوٹ کرتا، مشکل کی شرح لکھتا، عبارت کی وضاحت کرتا، لغت کو ضبط کرتا، اتنے سارے کام روز کا معمول تھا، اللہ نے میرے وقت میں برکت دی۔

حماد بن ابی سلیمان سے مروی ہے کہ: ’’قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا، وہ اپنے عمل کو معمولی اور حقیر جانے گا، وہ اسی فکر میں ہوگا کہ بادل کی طرح کوئی چیز آئے گی اور اس کے میزان میں رکھ دی جائے گی، اس سے کہا جائے گا کہ یہ تمہارے لوگوں کو بھلائی یعنی قرآن سکھانے کے طفیل ہے، تمہارے سکھائے لوگوں نے دوسروں کو سکھایا، اس پر تمہیں اجر دیا گیا۔ (الدر المنثور)

سنہری باتیں:

علم چہرے کی روشنی ہے، دل کا نور ہے اور خلق خدا کی محبت کا ذریعہ ہے۔

اپنی ہمت کو مضبوط و بلند کرو تاکہ منزل و مراد تک پہنچو:

اے طالب: ناامیدی، مایوسی اور احساس کمتری کو ترک کردو، کیوں کہ بعض طلبہ اپنے آپ سے ناامید ہوکر مایوسی کو اپنے اوپر حاوی کرلیتے ہیں اور کم ہمت ہوکر بڑے کام کرنے سے باز رہتے ہیں، ایسے طالب علم کو چاہیے وہ کثرت سے سلف صالحین کی سیرت پڑھے، ان کی سیرت میں عبرت اور خیر عظیم ہے، تمہیں اپنی قدر و قیمت، اہمیت وطلب پر دھیان دینا چاہیے، اپنے آپ کو ہرگز حقیر اور کمتر نہ جانو، اللہ نے تمہیں عقل اور صحیح سالم اعضاء عطا کئے ہیں جو تمہارے حصول مقصد میں مددگار ہیں، کسی نے کیا خوب کہا ہے:

تم ایسے مردِ کار بنو جس کے پائے استقلال ثریٰ (زمین) میں ہوں تو اس کی ہمت کا سر ثریّا (آسمان) میں۔

نیکی وخیر کے کسی کام کو حقیر نہ جانو، کیوں کہ بعض طلبہ کو کسی ایک جملہ وکلمہ سے ہمت مل جاتی ہے اور وہ ایک جملہ ان کے اندر بجلی کی لہر دوڑا دیتا ہے، تاثیر کلمہ کی ہم دو

مثالیں ذکر کرتے ہیں:

کتاب بخاری کتاب اللہ کے بعد سب سے صحیح کتاب تسلیم کی جاتی ہے، جب رواہ البخاری کہا جاتا ہے تو دل میں ایک ہیبت بیٹھ جاتی ہے، پتہ ہے اس عظیم کتاب کی تالیف کا سبب کیا ہے، بس ایک جملہ جو ایک مجلس میں کہا گیا، جو امام بخاریؒ کے کانوں میں پڑا تو اللہ نے ان کے لیے اس عظیم کتاب کا جمع کرنا آسان کر دیا جس نے امام بخاریؒ کی قدر و منزلت کو ثریا تک پہنچا دیا جیسا کہ خود امام بخاریؒ نے ذکر کیا ہے کہ: وہ امام اسحاق بن راہویہ کے حلقۂ درس میں تھے کہ امام اسحاق نے فرمایا کہ: کاش! تم میں سے کوئی ایک ایسی کتاب جمع کرتا جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف صحیح حدیث وسنت یکجا ہو، صرف ایک جملہ جس کو محدث امام اسحاق نے کہا، امام بخاریؒ کے دل میں اتر گیا اور انہوں نے یہ کتاب تصنیف ترتیب دی جو کتب ستہ میں سب سے زیادہ صحیح تسلیم کی جاتی ہے۔ (ہدی الساری)

اگر علماء اللہ کے ولی اور دوست نہ ہوں تو کوئی بھی اللہ کا ولی دوست نہیں۔ (امام ابوحنیفہ/ شافعی)

جہالت میں جاہل کے لیے موت سے پہلے موت ہے
اور ان کے جسم قبر سے پہلے قبر میں ہیں
ان کی روح ان کے جسموں سے وحشت میں ہیں
اور قیامت تک ان کے لیے نہ حشر ہے نہ نشر

عبداللہ بن مبارک سے پوچھا گیا کہ: ''اگر اللہ آپ کو بتا دیں کہ شام کو آپ کی موت ہو جائے گی تو دن بھر کیا کریں گے؟ فرمایا: دن بھر علم حاصل کروں گا۔''

امام ذہبی: محمد بن احمد ذہبی

اس یگانۂ روزگار امام فاضل کے بارے میں امام سبکیؒ فرماتے ہیں کہ: ''ہمارے استاذ ابوعبداللہ علم کا خزانہ، بے نظیر صاحب بصیرت، مشکلات میں امیدوں کے مرکز و ماویٰ،

حفظ میں کائنات کے امام، لفظاً ومعنیً یگانۂ روزگار، زمانہ کے جوہر اور موتی آب دار، فن جرح وتعدیل کے امام، ہر علم وفن میں یکتا اور اماموں کے امام، اسماء رجال کے ماہر و بے مثال، گویا کہ تمام امت کے لوگ ایک میدان میں ان کے سامنے کھڑے کر دئے گئے ہوں اور وہ انہیں دیکھ دیکھ کر ان کے احوال بیان کر رہے ہوں۔"

ان کے علم حدیث طلب کرنے کا سبب صرف ایک جملہ ہے:

امام ذہبی اپنے بارے میں بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ: "امام برزالی نے جب ان کی تحریر دیکھی تو ان سے کہا کہ: تمہاری تحریر تو محدثین کی تحریر کے مشابہ ہے، چناں چہ اللہ نے علم حدیث کی محبت میرے دل میں ڈال دی، یا اللہ! محض اس جملہ نے امام ذہبی کے دل میں کیسا زبردست اثر ڈالا؟ ان کی زندگی بدل گئی، یہاں تک کہ وہ حدیث کے امام، حافظ وناقد بن گئے۔"

چناں چہ خیر وصلاحیت کی کسی شی کو حقیر وکمتر نہ جانو، بسا اوقات تم ایک چھوٹی کتاب پڑھتے ہو یا کسی معمولی علم کے طالب کی مجلس علم میں حاضر ہوتے ہو اور کوئی اثر انگیز جملہ سن کر غیر معمولی طور پر متاثر ہوتے ہو اور وہ جملہ تمہارے لیے خیر کثیر اور علم وفیر کا ذریعہ وسبب بن جاتا ہے۔ (معالم فی طلب العلم)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: "اے فرزند آدم! میں نے تجھے اپنے لیے پیدا کیا ہے، کھیل تماشہ نہ کرو، میں تمہارے رزق کا کفیل ہوں، بلا وجہ اپنے کو نہ تھکاؤ، اے فرزند آدم مجھے طلب کرو مجھے پالو گے اگر تم نے مجھے پالیا تو سب کچھ پالیا، اگر میں نہ ملا تو ہر چیز تم سے فوت ہوگئی، اور میں تمہارے لیے ہر چیز سے بہتر ہوں۔ (کنز العمال)

اپنی ہمت ثریا سے اوپر رکھو:

ہم تمہارے لیے بعض علماء راسخین کی ہمت کی مثالیں بیان کر رہے ہیں جن کے پیر زمین کے اندر تھے اور ان کی ہمت کے سر ثریا (آسمان) کے اوپر، اس امید پر کہ ہماری ہمتوں کو

مہمیز ملے گا اور ہماری حوصلے بلند ہوں گے، امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری جن کے معاملات عجیب وغریب ہیں، اگران کی تصنیفات وتحقیقات کے صفحات ان کی عمر کے دنوں پر تقسیم کئے جائیں تو ایک دن پر ساٹھ سے زائد ورق ہوتے ہیں، سبحان اللہ! یہ تو انسان نہیں ہے۔

دوسرے امام حافظ احمد بن حجر عسقلانیؒ صاحب فتح الباری، شرح صحیح البخاری، بخاری کی شرح امت پر قرض تھا جس کو حافظ ابن حجر نے پورا کردیا، ابن حجر کے اس کے علاوہ ڈھیر ساری کتابیں ہیں۔

امام مالک بن انسؒ کی والدہ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ: بیٹے! اپنے استاذ کے علم سے پہلے ان کا ادب وسلیقہ سیکھو۔

امام عظیم محمد بن شہاب زہری کے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ: وہ بوڑھوں، بوڑھیوں، بچوں پردہ نشینوں، چھوٹے بڑے کے پاس جاتے ان سے سوال کرتے، ان سے بحث ومباحثہ کرتے، حتی کہ وہ بحر زخار بن گئے۔

اے طالب علم! جب تم رات سونے میں، دن مٹر گشتی میں، عمر معصیت وکھیل میں گزاردوگے تو علم کیسے سیکھوگے اور اپنے رب کو راضی کیسے کروگے۔ (ابراہیم بن ادہم)

ابوالوفا بن عقیل حنبلی: علامہ ذہبی نے کتاب ''معرفۃ القراء الکبار'' میں ذکر کیا ہے کہ: ''انہوں نے چارسوستر جلدوں میں ''کتاب الفنون'' تالیف کی۔''

زید بن حسن کندی کے بارے میں علامہ ذہبی نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے قرأت عشرۃ محض دس سال کی عمر میں پڑھ لیا تھا، علامہ ذہبی یہ بھی کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ یہ کارنامہ ان کے علاوہ کسی اور نے انجام دیا ہو۔

نعیم مجمر نے صحابی جلیل ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے مسلسل بیس سال زانوئے تلمذ تہ کیا اور ان کے مخصوص تلامذہ میں شامل ہوگئے۔

امام عبداللہ نافع نے امام مالک کی پینتیس سال تک ہمنشینی اختیار کی۔

قاضی ابو یوسف نے امام ابو حنیفہؒ کی انتیس سال تک شاگردی اختیار کی۔

عیسی ابن مریم علیہ السلام نے کہا ہے کہ: جاڑے میں دھوپ میری نماز ہے، چاند کی روشنی میرا چراغ ہے، ساگ پات میرا میوہ ہے، بکری کا بال میرا لباس ہے، جہاں اندھیرا وہیں بسیرا، میری کوئی اولاد نہیں اور نہ ہی میرا کوئی گھر ہے کہ وہ خراب ہو، میں نے دنیا کو الٹے منہ لوٹا دیا۔ (ربیع الأبرار)

اے طالب علم! دھیان دو! امام محمد باقر نے اپنے لڑکے امام صادق سے کہا کہ اے بیٹے: اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کو تین چیزوں میں چھپا دیا ہے: اللہ نے اپنی رضا کو اپنی اطاعت میں چھپا دیا ہے معمولی اطاعت کو بھی حقیر نہ جانو شاید اللہ کی رضا اسی میں ہو، اللہ نے اپنی ناراضگی اپنی معصیت میں چھپا دیا ہے، معمولی معصیت کو بھی حقیر نہ جانو شاید اللہ کی ناراضگی اسی میں ہو، اللہ نے اپنے اولیاء کو اپنی مخلوق میں چھپا رکھا ہے، لہٰذا مخلوق میں کسی کو بھی حقیر نہ جانو شاید وہ اللہ کے اولیاء میں سے ہو۔ (الامام محمد الباقر)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تمہارے ادنیٰ آدمی پر ہے۔''

اے طالب علم! اپنی والدہ سے دعا کرنے کو کہو کہ اللہ تمہیں علم نافع عطا کریں:

شیخ الاسلام سلیم بن ایوب رازی سن ولادت تقریباً ۳۶۰ھ

سہل بن بشر، شیخ سلیم کے بچپن کا واقعہ نقل کرتے ہیں کہ: ''وہ رَے میں تھے دس سال کی عمر تھی، مدرسہ میں کوئی بڑے شیخ آئے، وہ پڑھ رہے تھے، شیخ نے مجھ سے کہا کہ: آؤ سورہ فاتحہ سناؤ، میں نے کوشش کی لیکن نہیں سنا سکا، شیخ نے پوچھا کہ: تمہاری والدہ ہیں؟ میں نے کہا کہ ہاں! شیخ نے کہا کہ ان سے کہو کہ وہ تمہارے لیے دعا کریں کہ ''اللہ تمہیں قرآن پڑھنے اور علم سیکھنے کی توفیق عطا فرمائے، میں گھر آیا والدہ سے دعا کے لیے کہا، انہوں نے دل کی گہرائی سے دعا کی، پھر میں بڑا ہو گیا، بغداد گیا علم سیکھا پھر رَے آکر میں پڑھانے لگا،

ایک دن وہی شیخ تشریف لائے، ہمیں سلام کیا، وہ مجھے نہیں پہچان رہے تھے، لیکن میں انہیں پہچان رہا تھا، انہوں نے میرا درس سنا لیکن ہم کیا کہہ رہے تھے انہیں سمجھ نہیں آیا، آخر کار انہوں نے مجھ سے پوچھ ہی لیا کہ اتنا بلند پایہ علم کہاں سے سیکھا؟ میرے جی میں آیا کہوں کہ "اگر آپ کی والدہ ہوں تو ان سے کہیں کہ وہ آپ کے لیے دعا کریں لیکن مجھے شرم وحیا نے روک لیا۔" (أعلام النبلاء)

علماء حدیث کی راتیں:

محمد بن اسماعیل بخاریؒ کی راتیں علم کی روشنی اور کرنیں بکھیرتی ہیں

امام بخاریؒ کے کاتب محمد بن ابوحاتم کا بیان ہے کہ: "امام بخاریؒ کا معمول تھا کہ جب میں ان کے ساتھ سفر میں ہوتا تو ہم ایک ہی گھر میں ہوتے اور آرام کرتے، سوائے اس کے کہ سخت گرمی کا زمانہ ہوتو الگ آرام کرتے، میں دیکھتا تھا کہ رات میں وہ پندرہ سے بیس مرتبہ اٹھتے اور ہر مرتبہ چقماق (آگ نکالنے کا پتھر) سے آگ نکالتے، چراغ جلاتے، حدیثیں نکالتے، اس پر کچھ نشان لگاتے، پھر سو جاتے اور سحر کے وقت تیرہ رکعت پڑھتے، اس میں سے ایک رکعت وتر کا ہوتا، لیکن جب بھی اٹھتے مجھے بیدار نہیں کرتے تھے۔"

میں نے ان سے عرض کیا کہ: "آپ خود زحمت فرماتے ہیں مجھے کیوں نہیں جگا لیتے ہیں؟ فرمایا کہ تم جوان ہو، میں نہیں چاہتا کہ جگا کر تمہاری نیند خراب کروں، طلباء اور طالبات غور کرو، اس عابد وزاہد امام کی راتیں کیسی ہوتی تھیں؟ اگر وہ صحابہ میں ہوتے تو ایک نشانی ہوتے، ایک رات میں بیس مرتبہ اٹھتے ہیں، اپنی رات کو عبادت بنالیا جس میں علم، دعا، تضرع بھی شامل کر کے مزید بابرکت بنالیا، جامع صحیح بخاری کی حدیث لکھنے سے پہلے طہارت کرتے، غسل فرماتے دو رکعت نماز ادا کرتے پھر حدیث درج فرماتے، ہم آپ پر فدا ہیں اے مسلمانوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور ان کے دلوں کی راحت، اے اللہ! ہم اس کے اہل نہیں ہیں کہ ان ائمہ راسخین فی العلم کے بارے میں کچھ لکھیں، اللہ تو ہمیں معاف فرمانا۔"

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: عالم اور گمراہ حکمرانوں کی لغزش اسلام کی عمارت کو ڈھانے کا سبب بنتی ہے۔

اے طالب علم! علم ومعرفت آہِ سحر گاہی کے ذریعہ طلب کرو:

شیخ اوزاعی کے آنسوؤں کا اثر ان کی جائے نماز پر

ایک عورت جس کی شناسائی امام اوزاعیؒ کی اہلیہ سے تھی ان کے گھر آئی تو امام اوزاعیؒ کی جائے نماز میں سجدہ کی جگہ تری اور بھیگا ہوا دیکھا تو امام کی اہلیہ سے کہنے لگی کہ: اللہ تمہارا بھلا کرے، کسی بچے نے شیخ کی سجدہ گاہ میں پیشاب کر دیا اور آپ نے توجہ اور دھیان بھی نہیں دیا، امام کی اہلیہ نے اس سے کہا: اری موئی! یہ تو روز کا معمول ہے، شیخ قیامِ لیل میں روزانہ گریہ کرتے ہیں جس سے مصلّٰی بھیگ جاتا ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ)

امام فرمایا کرتے تھے کہ: جو تہجد کی نماز میں طویل قیام کرے گا اللہ قیامت کے دن اس پر طول قیام کو آسان فرما دیں گے۔

ابوزرعہ بن عمر بن جریر سے مروی ہے کہ: ”عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر روانہ فرمایا جس میں معاذ بن جبل بھی تھے، لشکر روانہ ہو گیا لیکن معاذ بن جبل رکے رہے، حضرت عمر نے جب انہیں دیکھا تو پوچھا کیا بات ہے؟ آپ نہیں گئے؟ حضرت معاذ نے جواب دیا: میرا ارادہ ہے کہ جمعہ کی نماز پڑھ کر نکلوں، حضرت عمرؓ نے فرمایا: کیا تم نے حضورﷺ کو فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ: اللہ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔“ (کنز العمال)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ”جس کے دونوں پیر اللہ کے راستے میں غبار آلود ہوں تو اللہ اس کو آگ پر حرام کر دیں گے۔“ (حیاۃ الصحابۃ)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ”اے فرزند آدم! مجھے طلب کرو مجھے پالو گے، اگر تم نے مجھے پالیا تو ہر چیز پالیا اور اگر میں تم سے فوت ہو گیا تو تم سے ہر چیز فوت ہو گئی اور میں تمہارے لیے ہر چیز سے بہتر ہوں۔“ (کنزل العمال)

مردان علم:

اللہ کا فیصلہ ہے کہ علم روشنی ودانائی ہے
جیسا کہ جہالت کی جڑ نحوست اور تاریکی ہے
مردانِ علم لوگوں کے لیے حفاظت اور بچاؤ ہیں
نعمت ہیں علماء دین روئے زمین پر اللہ کی نعمت ہیں

ابن نجار سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے رشتے دار اور کنبہ ہیں: پوچھا گیا کہ اللہ کے رسول وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: وہ اہل قرآن یعنی قرآن پر عمل کرنے والے ہیں۔''

اے طالب علم! سحر کے وقت ترنم وخوش آوازی کے ساتھ کچھ قرآن پڑھا کرو:

داؤد طائی کا خوش آوازی سے قرآن پڑھنا

ام سعید طائیہ کہتی ہیں کہ: ہمارے اور داؤد طائی کے درمیان محض ایک دیوار تھی میں ان کی درد بھری نرم آواز کو رات بھر سنتی تھی، اکثر وبیشتر وہ سحر کے وقت غمناک لہجہ میں ترنم سے قرآن پڑھا کرتے تھے، مجھے محسوس ہوتا تھا کہ ان کے ترنم میں دنیا کی تمام نعمتیں سمیٹ دی گئی ہوں۔'' (الحلیۃ)

یا اللہ! سحر کے وقت ترنم سے قرآن پڑھنے کی کیا ہی حلاوت وشیرینی ہے! اے طالب علم آؤ! رات کی تاریکی میں اس ترنم کا ذائقہ چکھو اور لطف اٹھاؤ۔

اے طالب علم! جس دن تم کوئی نئی بات نئی چیز نہیں سیکھتے ہو تو وہ دن تمہارے عمر کا نہیں ہے:

ابو معاویہ اسود آدھی رات کو اٹھتے تھے اور کہتے تھے کہ: ''دنیا جس کا سب سے بڑا مقصد ہو تو کل قبر میں اس کا غم بھی طویل ہوگا۔''

اے طالب علم! طلب علم میں آنے والی مشقت ومحنت کی تم پرواہ نہ کرو، وہ تمہارے لیے نقصان دہ نہیں ہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہر مصیبت کی تلافی جنت میں فرما دیں گے، لہٰذا طلب علم کے لیے کمر بستہ ہو جاؤ، دعا کے لیے کمر کس لو۔

ان کی اہلیہ ان کے پیچھے بیٹھ جاتیں اوران کے حال پر ترس کھا کر روتی رہتیں:

امام مسروق رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ کہتی تھیں: بخدا! مسروق کی دونوں پنڈلیاں طول قیام کی وجہ سے سوج جایا کرتی تھیں، میں ان کے پیچھے بیٹھی ان پر مارے ترس کے روتی رہتی تھی۔ (رہبان اللیل)

ثابت بن اسلم بنانی:

ہشام بن حسان کہتے ہیں کہ: ”ثابت سے زیادہ سحر خیزی پر اور طول قیام پر صبر کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا، ایک مرتبہ مکہ کے سفر میں ہم ان کے ساتھ رہے، جب بھی ہم رات میں قیام کرتے تو ثابت نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے اور صبح تک نماز میں مشغول رہتے، اور بیداری کی حالت میں دورانِ سفر یا تو وہ گریہ وبکا میں رہتے یا قرآن کی تلاوت میں۔“

اے طالب علم! یہ ہیں تمہارے اسلاف، ان کے نقش قدم پر چلو، ان کے اخلاق، تہذیب وسلیقہ اپناؤ، سبحان اللہ! کیا ہی حسین وخوبصورت بات ہے کہ جو مٹی وحی کے پانی سے گوندھی گئی ہو رسالت کے پانی سے بوئی اور سینچائی کی گئی ہو تو اس سے صرف ہدایت وتقویٰ کی خوشبو پھوٹے گی جس طرح مشک وعنبر پھوٹتی ہے۔ (یحیٰ بن معاذ)

اے طالب علم! امام ابوحنیفہؒ کی طرح قیام لیل کے ذریعہ علم طلب کرو:

مسعر بن کدام کہتے ہیں کہ: ”میں امام ابوحنیفہؒ سے ملنے ان کی مسجد میں گیا، میں نے انہیں دیکھا کہ وہ صبح کی نماز پڑھ رہے ہیں پھر لوگوں کو علم سکھانے بیٹھ گئے، ظہر تک درس دیتے رہے، ظہر کی نماز پڑھی پھر عصر تک درس دیتے رہے، جب عصر کی نماز پڑھ لی تو

مغرب تک درس دیتے رہے، جب مغرب کی نماز پڑھ لی تو عشاء تک درس دیتے رہے، میں نے اپنے دل میں سوچا کہ: یہ شخص عبادت کے لیے کب فارغ ہوتا ہے، میں ضرور رات میں دیکھوں گا کہ امام کیا کرتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ: میں تاک میں لگا رہا اور ان کے معمولات پر نگاہ رکھا، جب لوگ پرسکون ہو گئے تو امام صاحب مسجد گئے اور طلوع فجر تک نماز میں مشغول رہے، میں نے تین دن نگرانی کی اور ہر دن امام صاحب کا یہی معمول دیکھا۔

مسعر رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ: ایک رات میں مسجد میں داخل ہوا تو ایک شخص کو نماز میں قرآن پڑھتے دیکھا، مجھے اس کی قرأت بہت بھلی لگی، اس نے ایک منزل قرآن تلاوت کی، میں نے سوچا کہ اب رکوع کرے گا لیکن اس نے ایک تہائی قرآن پڑھ لیا، پھر آدھا، برابر پڑھتا رہا حتی کہ پورا قرآن صرف ایک رکعت میں ختم کرلیا، میں نے غور سے دیکھا تو وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

خارجہ بن مصعب کہتے ہیں کہ: کعبہ میں چار اماموں نے قرآن ختم کیا ہے: (۱) عثمان بن عفان (۲) تمیم داری (۳) سعید بن جبیر (۴) اور امام ابوحنیفہؒ۔ (الرہبان: ۱/۱۰۵)

حسن کہتے ہیں کہ: برائی کی جڑ تین ہیں: (۱) حرص (۲) حسد (۳) تکبر، تکبر نے ابلیس کو آدمؑ کا سجدہ کرنے سے روک دیا، حرص نے آدمؑ کو جنت سے نکالا، اور حسد نے آدمؑ کے بیٹے کو اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کیا۔

انوار نبوت کی جھلیاں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ”جب بھی اور جہاں بھی کچھ بندگان خدا اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور اس کا آپس میں مذاکرہ کرتے ہیں تو ان پر سکینت کی کیفیت نازل ہوتی ہے، رحمت الٰہی ان پر چھا جاتی ہے اور فرشتے ہر طرف سے ان کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اور اللہ اپنے مقرب فرشتوں میں

ان کا ذکر کرتے ہیں۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: "تم میں سے کوئی مسجد میں جاتا ہے اور علم حاصل کرتا ہے یا اللہ کی کتاب سے دو آیتیں پڑھتا ہے تو اس کے لیے دو اونٹوں سے بہتر ہے، تین آیت پڑھتا ہے تو تین اونٹوں سے بہتر ہے اور چار چار سے بہتر، اسی طرح جتنی آیت پڑھے گا اتنے ہی اونٹوں سے بہتر ہے۔" (رواہ مسلم)

وہ گھر جس میں قرآن پڑھا جاتا ہے آسمان والوں کو ایسے روشن اور چمکدار نظر آتا ہے جیسا کہ زمین والوں کو آسمان کے تارے روشن چمکدار دکھائی دیتے ہیں۔ (کنز العمال)

انوار نبوت کی جھلیاں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اے ابوذر! تم جاؤ اور کتاب اللہ کی صرف ایک آیت سیکھو تو سو رکعت پڑھنے سے بہتر ہے، اور علم کا ایک باب سیکھو تو یہ تمہارے لیے ایک ہزار رکعت پڑھنے سے بہتر ہے۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مدینہ کے بازار سے گزرے تو رک کر آواز لگائی، اے بازار والو! تم پیچھے کیوں ہو؟ لوگوں نے پوچھا کہ ابوہریرہؓ کیا بات ہے؟ (ہم کس چیز میں پیچھے ہیں؟) فرمایا: رسول اللہ کی میراث تقسیم ہو رہی ہے اور تم یہاں ہو، لوگوں نے پوچھا کہ: کہاں تقسیم ہو رہی ہے؟ فرمایا: مسجد میں، لوگ جلدی جلدی مسجد کی طرف لپکے، لیکن فوراً لوٹ آئے، حضرت ابوہریرہؓ نے پوچھا کہ کیا بات ہوئی؟ (جلدی کیوں لوٹ آئے) لوگوں نے عرض کیا کہ: ہم مسجد میں داخل ہوئے، ہم نے تو وہاں کچھ بھی تقسیم ہوتے نہ دیکھا، ابوہریرہؓ نے پوچھا کہ تم نے مسجد میں کیا دیکھا؟ لوگوں نے کہا کہ ہم نے کچھ لوگوں کو نماز پڑھتے ہوئے کچھ لوگوں کو قرآن پڑھتے ہوئے، کچھ لوگوں کو حلال وحرام کا مذاکرہ کرتے ہوئے دیکھا، تو حضرت ابوہریرہؓ نے ان سے کہا کہ اللہ تمہارا بھلا کرے وہی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث ہے۔ (رواہ الطبرانی)

اے طالب علم! اپنی رات کو ابو ہریرہؓ کی طرح تقسیم کرلو

ایک تہائی رات ابو ہریرہؓ نماز میں قیام کرتے، ایک تہائی رات ان کی اہلیہ اور ایک تہائی رات ان کے بیٹے قیام کرتے، ایک سو جاتا تو دوسرا عبادت پر کمربستہ ہو جاتا۔ (الزہد للامام احمد)

اللہ ان پر رحم کرے اور ان سے راضی ہو، روزانہ بارہ ہزار تسبیح پڑھتے تھے، وہ کہتے تھے کہ میں اپنے گناہوں کے بقدر تسبیح کرتا ہوں، چناں چہ ان کی زندگی، حدیث، تسبیح، استغفار اور قیام لیل سے عبارت تھی۔ (الرہبان)

اے طالب علم! کوشش کرو کہ تم ابوموسیٰ اشعری کی قوم کی طرح ''قرآن کی آواز'' سے جانے اور پہچانے جاؤ۔

ابوموسیٰؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''میں اشعری بھائیوں اور ساتھیوں کو قرآن پڑھنے کی آواز سے پہچان لیتا ہوں جب وہ رات میں تلاوت کرتے ہیں، اسی طرح ان کے قیام کی جگہوں کو ان کے قرآن پڑھنے کی آواز سے پہچان لیتا ہوں جب وہ دن میں پڑاؤ کرتے ہیں۔ (مسلم)

فرمان نبوت کی جھلکیاں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''اللہ کے نزدیک سب سے محبوب بندے وہ ہیں جو اللہ کے کلام سے بات کرتے ہیں (یعنی قرآن پڑھتے ہیں) اسی طرح اللہ سے قرب حاصل کرنے کا بہترین اور محبوب ذریعہ قرآن ہے۔'' (التذکرۃ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''جنت میں چغلخور داخل نہیں ہوگا۔'' (رواہ البخاری)

امام مسروق سے مروی ہے کہ: ''ہم ایک سفر میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، رات ہوگئی تو ہم نے ایک باغ میں قیام کیا، ابوموسیٰ اشعریؓ نماز میں مشغول ہوگئے اور خوش الحانی کی ساتھ قرآن پڑھنے لگے جیسا کہ مسروق نے ذکر کیا ہے پھر فرمایا کہ:

اے اللہ! تو ہی سلام ہے تجھ ہی سے سلامتی ہے، اور تو ہی امن دینے والا ہے اور امن دینے

والے کو پسند کرتا ہے، نگہبانی کرنے والا ہے نگہبانی کرنے والے کو پسند کرتا ہے، سچا ہے اور سچے کو پسند کرتا ہے۔" (الحلیۃ)

مالک بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے حسن سے پوچھا کہ: "علم کی سزا کیا ہے؟ فرمایا: دل کا مردہ ہو جانا، میں نے پوچھا: دل کی موت کیا ہے؟ فرمایا: آخرت کے عمل سے دنیا طلب کرنا۔" (الزہد للامام احمد)

اے طالب علم! ہر رات آخری تہائی میں بیدار ہو اور اللہ تعالیٰ سے علم ومعرفت کا سوال کرو:

فرمان نبوت کی جھلکیاں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: "جب آدھی رات یا دو تہائی رات گزر جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ سماء دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ: ہے کوئی مانگنے والا جس کو دیا جائے، ہے کوئی دعا کرنے والا جس کی دعا قبول کی جائے، ہے کوئی مغفرت چاہنے والا جس کی مغفرت کی جائے، صبح صادق تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔" (رواہ مسلم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: "اللہ تعالیٰ بندے سے سب سے زیادہ قریب رات کے آخری حصہ میں ہوتے ہیں، اگر تم سے ہو سکے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں میں اپنے آپ کو شامل کر لو۔" (ترمذی)

اے طالب علم! نرم ونازک بستر تمہیں قیام لیل اور معرفت علم سے محروم کر دے گا، اس لیے کہ وہ غفلت، کسل مندی، بسیار خوابی کا سبب بنتا ہے، اہم علوم اور قیام لیل سے غافل کر دیتا ہے، اے طالب علم! رات کی تاریکی میں اپنے رب کے سامنے دست بستہ کھڑے ہو جاؤ اور اس سے علم ومعرفت طلب کرو، اللہ سے مانگنے میں بچوں کی عادت اور طریقہ اپناؤ، اس لیے کہ بچہ جب اپنے باپ سے طلب کرتا ہے اور باپ اسے نہیں دیتا ہے تو بچہ زار وقطار رونے اور اپنے رخسار پر آنسو بہانے لگتا ہے اور روتے رہتا ہے جب

تک کہ اس کا مقصد اور مانگ پوری نہ ہو۔

حضرت عمر بن خطابؓ کے رُخسار میں دو کالی لکیریں طلب معرفت میں کثرت بکا و گریہ کی وجہ سے بن گئی تھیں اور ابن عباسؓ کے چہرے میں آنسو کی دو خشک راستے بن گئے تھے، عطاء خراسانی طالب علم تھے، قیام لیل میں بالا خانے میں روتے رہتے، یہاں تک کہ ان کے آنسوں پرنالہ میں بہنے لگے، ایک دوراہ گیروں پر اس کے قطرے پڑے، تو ایک نے آواز لگائی کہ اے گھر والوں کیا تمہارا پانی پاک ہے؟ تو عطاء خراسانی نے آواز لگائی کہ اس کو دھولو کیوں کہ وہ رب کے نافرمان کے آنسو ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب قرآن کی وجہ سے بہت سوں کو اونچا کرے گا اور بہت سوں کو نیچے گرائے گا۔

قیام لیل میں انہی آنسوؤں کے ذریعہ انہوں نے علم ومعرفت، قدر ومنزلت، عزت وشرف کا سب سے اونچا مقام حاصل کیا، اس طرح اقتدار والے بادشاہ کے پاس عمدہ مرتبہ پایا، رب کائنات کا قرب حاصل کرلیا۔ اے اللہ! تیرے نزدیک آنسوؤں کی کتنی قیمت ہے اور رات کی تاریکی میں جب لوگ سو رہے ہوں تو تیرے سامنے رونا کتنا شیریں ولذیذ ہے۔

اے طالب علم! اپنے قیام کو ابوموسیٰ اشعریؓ کے قیام کی طرح بنانے کی کوشش کرو، ایک رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم گزرے اور ابوموسیٰ اپنے گھر میں قرآن پڑھ رہے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں، دونوں حضرات کھڑے ہو کر ابوموسیٰ کا پڑھنا سننے لگے پھر چلے گئے، صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموسیٰؓ سے ملاقات کی اور فرمایا کہ ابوموسیٰ کل رات میں اور عائشہ تمہارے پاس سے گزرے اور تم اپنے گھر میں قرآن پڑھ رہے تھے، ہم کھڑے ہو گئے، ہم نے تمہارا پڑھنا سنا، تو ابوموسیٰ نے عرض کیا کہ: اللہ کے نبیؐ اگر مجھے آپ کی موجودگی کا علم ہو جاتا تو میں قرآن اور زیادہ خوش آوازی کے ساتھ مزین کر کے پڑھتا۔ (الحلیۃ)

اے طالب علم! تمہاری اپنے شیخ کے ساتھ وفاداری بلبل سے کم نہ ہونی چاہیے:

امام ذہبی نے اعلام النبلاء میں عارم سے نقل کیا ہے کہ: ''میں ابو منصور کی عیادت کرنے گیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ امام سفیان نے اس گھر میں رات گزاری، یہاں میرے بیٹے کا ایک بلبل تھا، امام نے دریافت کیا کہ اس بلبل کو کیوں قید کر رکھا ہے، کیوں نہیں اس کو آزاد کر دیتے، تو میں نے امام سے عرض کیا کہ یہ میرے بیٹے کا ہے اور اس نے آپ کو ہبہ کر دیا ہے، امام نے کہا کہ مفت نہیں لوں گا اور اس کے عوض ایک دینار عطا کیا اور اس طرح بلبل کو آزاد کر دیا، وہ بلبل باہر جا کر دانہ چگتا اور شام کو واپس آ کر گھر کے کونے میں رات گزارتا، جب سفیان کا انتقال ہو گیا تو جنازہ میں بلبل بھی پیچھے پیچھے گیا اور ان کی قبر پر منڈلاتا تھا، پھر رات میں قبر پر آنے جانے لگا، کبھی قبر پر ہی رات بسر کرتا اور دن میں گھر آ جاتا، پھر ایک دن لوگوں نے اس کو ان کی قبر پر مرا پایا تو اسے ان کے نزدیک ہی دفن کر دیا گیا۔'' اعلام النبلاء)

فرمان نبوت کی جھلکیاں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''جو لوگوں کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ اللہ کا بھی شکر نہیں کرتا۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: ''جو کسی مسلمان کی ستر پوشی کرتا ہے تو اللہ قیامت کے دن اس کی ستر پوشی فرمائیں گے اور جو کسی مسلمان کا پردہ فاش کرے گا تو اللہ اس کا پردہ فاش فرمائیں گے حتی کہ اس کو اس کے اپنے گھر میں رسوا کر دیں گے۔'' (ابن ماجہ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''عیب جُو، نکتہ چیں، غیبت، چغلخوری کرنے والا، درشت خو اور بے گناہوں پر عیب لگانے والوں کو اللہ تعالیٰ کتوں کی شکل میں حشر فرمائیں گے۔ (الترغیب والترہیب)

جب تم میں سے کوئی اپنے رب سے ہم کلامی کا شرف حاصل کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ وہ قرآن پڑھے۔ (کنزل العمال)

اے طالب علم! اپنے اوپر اللہ کی نعمتوں کو تلاش کرو اور پہچانو شکر گزار بندہ بن جاؤ گے:

ابن حبان نے عبداللہ بن محمد کے حوالہ سے ذکر کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ: میں ساحل بحر کی طرف پہرہ دار کی حیثیت سے نکلا، ان دنوں ہمارا رباط، فوجی چوکی مصر کا قلعہ تھا، جب ہم ساحل پر پہنچے تو وہاں ایک بڑا سا کشادہ نالہ دیکھا، نالہ میں ایک خیمہ تھا، خیمہ میں ایک شخص تھا جس کے دونوں ہاتھ پیر نہیں تھے، اس کی سماعت وبصارت بھی کمزور و بوجھل تھی، جسم کا کوئی بھی عضو سوائے زبان کے سالم ونفع بخش نہیں تھا۔

وہ دعا کر رہا تھا کہ: اے اللہ! مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیری ایسی حمد وتعریف کرسکوں جو تیری ان نعمتوں کے شکر کے لیے کافی ہو جائیں جو تو نے مجھ پر کی ہیں اور تو نے مجھ کو اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت عطا فرمائی، میں نے دل میں کہا کہ بخدا میں اس آدمی سے ضرور ملوں گا اور پوچھوں گا کہ اس نے یہ کلام کہاں سے حاصل کیا؟ فہم ہے، علم ہے، یا کہ الہامِ خداوندی ہے۔

میں اس کے پاس گیا سلام کیا اور پوچھا کہ میں نے تم کو ایسے ایسے کہتے سنا ہے، تم پر اللہ کی کون سی نعمت ہے جس پر شکر کر رہے ہو، اس نے کہا کہ میری زبان تو صحیح سالم ہے س نعمت پر اللہ کا شکر کر رہا ہوں، اس نے کہا کہ اے اللہ کے بندے میرا ایک بیٹا تھا جو میری غدمت کرتا تھا، تین دن ہو گئے وہ غائب ہے، اللہ تم پر رحم کرے اس کو میرے لیے ڈھونڈو بس اس کے بیٹے کی تلاش میں چلا، تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ میں ریت کے ٹیلوں کے بیچ تھا۔

اچانک ایک لڑکا دکھائی پڑا جس کو درندے نے شکار کر کے اس کا گوشت کھا لیا غا، میں نے لِنا للہ پڑھا اور دل میں کہا کہ میں کیسے یہ خبر اس شخص کو دوں گا جب میں اس کے پاس آیا تو اس کو سلام کیا اور سب سے پہلے انبیاء کے مصائب ان کی آزمائشوں کا ذکر کیا، تاکہ اسے تسلی ہو، پھر کہا کہ تمہارا فرزند جس کی تلاش میں تم نے مجھے بھیجا تھا اس کو میں

نے ریت کے ٹیلے میں پایا، اس کو درندے نے شکار کر کے اس کا گوشت کھالیا تھا، صبر کرو اللہ تمہیں اجر عظیم عطا کرے گا، تو اس نے کہا کہ الحمد للہ کہ اس نے میری نسل میں کسی ایسے کو پیدا نہیں کیا جو اس کی نافرمانی کر کے جہنم کا مستحق ہوتا، پھر انا للہ پڑھا اور ایک گہری آہ بھری اور جان جانِ آفریں کے سپرد کر دیا، میں نے اس کی چادر اسے اوڑھا دی اور اس کے سرہانے بیٹھ کر رونے لگا، اسی درمیان چار افراد آئے، انہوں نے پوچھا اللہ کے بندے کیا حال ہے؟ ماجرا کیا ہے؟ میں نے انہیں اس آدمی کا قصہ سنا دیا، ان لوگوں نے کہا کہ اس کا چہرہ کھولو شاید ہم اسے پہچانتے ہوں، جوں ہی میں نے چہرہ کھولا وہ لوگ اس پر اوندھے ہو گئے اور کبھی اس کی آنکھوں کو چومتے تو کبھی اس کے ہاتھوں کو، اور کہتے کہ بخدا ان آنکھوں کی قسم جو ہمیشہ اللہ کے محارم سے جھکی رہیں اور ایسے جسم کی قسم جو ہمیشہ سجدے میں رہا جب کہ لوگ محوِ خواب ہوتے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: ''میری طرف سے ایک آیت بھی معلوم ہو تو اسے لوگوں تک پہنچاؤ۔'' (البخاری)

میں نے پوچھا کہ اللہ تم پر رحم کرے یہ کون بزرگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ ابوقلابہ جرمی عبداللہ بن عباس کے شاگرد ہیں، انہیں اللہ اور اس کے رسولؐ سے شدید محبت تھی، ہم نے انہیں غسل دے کر کفنایا، ان کی جنازہ کی نماز پڑھی اور بصد احترام انہیں دفن کر دیا۔

لوگ چلے گئے، میں بھی اپنی فوجی چوکی لوٹ آیا، رات ہوئی تو میں سو گیا، میں نے ان کو خواب میں دیکھا کہ وہ جنت کے باغ میں ہیں اور دو جنتی جوڑے پہنے ہوئے اور قرآن کی آیت پڑھ رہے ہیں، تم صحیح سلامت رہو گے بدولت اس کے کہ تم دین حق پر مضبوط رہے تھے، سو اس جہاں میں تمہارا انجام بہت اچھا ہے۔ (الرعد: ۲۴) ترجمہ تھانوی، میں نے پوچھا کہ کیا آپ وہی نہیں ہیں جن سے میری ملاقات ہوئی تھی؟ انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں! میں نے پوچھا کہ اس اعزاز واکرام کا سبب؟ کہا کہ اللہ کے پاس بہت سے درجات

ہیں جو آزمائشوں اور مصیبتوں میں صبر، خوشحالی وفارغ البالی میں شکر، اور ظاہر وباطن، کھلے چھپے دونوں حالتوں میں اللہ سے ڈرنے والوں کو ملتے ہیں۔ (لاتحزن)

اے طالب علم! تم پیدائشی طور پر ذہین وفہیم ہو:

اے طالب علم! تم پیدائشی طور پر زیرک وہوشیار ہو، تم عبقری وجینیس اور عقلمند ہو، کیوں کہ رب کائنات نے تمہیں سماعت وبصارت، دل ودماغ، عقل ورح سے بخوبی نوازا ہے، عنقریب حیات تم پر اپنے بھید کھول دے گی اور زندگی اپنے سربستہ راز سے پردہ اٹھا دے گی، زندگی کے ساتھ جتنی فیاضی کے ساتھ پیش آؤ گے اس کے لمحات کی قدر کرو گے اتنی ہی وہ تمہیں مواقع دے گی اور تمہیں دین دنیا کی کامیابی وکامرانی کی طرف کشاں کشاں لے جائے گی اور قدم بہ قدم تمہاری رہنمائی کرے گی۔

میں چاہتا ہوں کہ تم دھیان سے اخلاص کے ساتھ، دل کی گہرائیوں سے توجہ سے سنو کہ تم حکیم ودانا ہو، چیزوں کی حکمت وعلت سے واقف ہو، اس بات کو تم سے بہتر کوئی دوسرا نہیں جانتا، تم ذہین وفہیم ہو، بلکہ دنیا کے تمام کمپیوٹر سے زیادہ شارپ، تیز اور زیرک ہو۔ تم دنیا کے تمام مالدار، چمکدار، روشن دماغ، ناموروزراء، سیاست دانوں اور جامعات، یونیورسٹیوں کے اساتذہ کو دھیان میں لاؤ اور غور کرو تم صلاحیت، قدرت اور مواقع کے لحاظ سے ان شخصیات سے ذرہ برابر بھی کم نہیں ہو، بشرطیکہ تم عزم وحوصلہ کے ساتھ محنت ومشقت پر ڈٹ جاؤ۔

فرمان نبوت کی جھلکیاں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''جب اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ایک پکارنے والا آواز لگائے گا کہ اب تم زندہ رہو، کبھی بھی نہیں مرو گے، صحت مند رہو، کبھی بھی بیمار نہیں ہو گے، جوان رہو کبھی بھی بوڑھے نہیں ہو گے، نعمتوں میں رہو، کبھی بھی محروم نہ ہو گے۔'' (رواہ مسلم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''مجھے تم پر دجال سے زیادہ غیر دجال سے

اندیشہ وخوف ہے، پوچھا گیا کہ وہ کیا چیز ہے اللہ کے رسولؐ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: علماء شر۔'' (رواہ احمد)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اللہ جس کے ساتھ خیر چاہتے ہیں اس کو دین کی سمجھ عطا کردیتے ہیں۔'' (متفق علیہ)

اے طالب علم! تمہاری پوری زندگی (اللہ کی) واضح نشانیاں ہیں:

انوکھی بات ہے کہ (خود تمہاری ذات میں بھی (قدرت کی نشانی) ہے، کیا تم کو دکھائی نہیں دیتا)۔ (ذاریت: ۲۱) ترجمہ تھانوی۔ تم اس کائنات کے وجود میں آنے کا سبب اور راز ہو (اور اللہ نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے تمہارے لیے پیدا کیا ہے) کیوں کہ اس وسیع وعریض کائنات کے وجود میں آنے کا تم سب سے بڑا راز ہو۔

کامیابی کا راز:

اے طالب علم! معمولی حسابی عمل کے نتیجے میں تم پاؤ گے کہ جب تم دنیوی علوم مثلاً فن طب میں گریجویٹ کی ڈگری حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمہیں اپنی عمر کا کم از کم سولہ سترہ سال پڑھنے کی کرسی پر گزارنا لازمی ہے تاکہ تم مدت شہادت پوری کرکے ڈگری پا سکو۔ ابتدائی مرحلہ سے شروعات ہوتی ہے پھر متوسط، پھر ثانوی اور آخر میں جاکر یونیورسٹی سطح، ان تمام سالوں میں پڑھنے کی کرسی پر بیٹھنے کی تمہارے لیے وجہ جواز صرف کامیابی کی امید ہے۔

تو اب کیا تم عزت وشرف، احترام واکرام کی ڈگری وہ بھی جنت میں حاصل کرنا چاہو گے ''پرہیزگار لوگ باغوں میں اور نہروں میں ہوں گے، ایک عمدہ مقام میں قدرت والے بادشاہ کے پاس''۔ (قمر: ۵۴، ۵۵) ترجمہ تھانوی۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: جس نے قرآن پڑھا، اس کو ہر چیز پر غالب رکھا، اس کے حلال کو حلال جانا اور اس کے حرام کو حرام، تو اللہ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے اور اس کے گھر والوں میں سے دس ایسے لوگوں کے بارے میں اس کی سفارش قبول فرمائیں گے جن پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔ (رواہ احمد)

جب کہ تم اپنے والدین کے لیے احترام واکرام کا تاج حاصل کرنا چاہو گے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے قرآن پڑھا اور اس کے احکام پر عمل کیا تو اس کے والدین کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے بھی زیادہ حسین ہوگی، جب کہ وہ روشنی دنیا کے گھروں میں ہو پھر تمہارا کیا گمان ہے خود اس آدمی کے بارے میں جس نے خود یہ عمل کیا ہو۔ (رواہ احمد)

علوم قرآن کے حصول کے لیے محنت ومشقت اور کثرت سے سفر کرو تا کہ تم اپنے مبارک مقصد اور مخفی خزانے تک پہنچ سکو۔

فرمان نبوت:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے تھے کہ: ''اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے علم سے جو نافع نہ ہو، اور ایسے دل سے جو خشیت سے خالی ہو اور ایسے عمل سے جو رتبہ بلند نہ کرے اور ایسی دعا سے جو سنی نہ جائے۔'' (رواہ الحاکم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جو مسلمانوں کے راستے سے کوئی تکلیف دہ چیز ہٹا دے گا تو اللہ تعالیٰ اس عمل کے بدلے ایک نیکی لکھ دیں گے اور اللہ کے پاس جس کی نیکی لکھ دی جائے گی تو اللہ تعالیٰ اس کو اس نیکی کے عوض جنت میں داخل فرمائیں گے۔'' (احمد)

تحصیل علم کے لیے امام شافعیؒ کی اصول باتیں:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''تم چھ چیزوں کے بغیر ہرگز علم حاصل نہ کرسکو گے: (۱) ذہانت وذکاوت (۲) طلب وتڑپ (۳) محنت وکوشش (۴) گزر بسر کی مقدار (۵) استاذ کی صحبت (۶) طویل صحبت۔ ذکاوت: ذہانت پیدائشی طور پر موجود ہوتی ہے، اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) ذہانت کی پہلی قسم اللہ کا عطیہ اور بخشش ہے۔ دوسری قسم: جو پہلی سے بڑی ہے وہ کسبی ہے، تمہارے امکان وقدرت میں ہے کہ اپنی عقل کو فروغ وترقی دو، اور اس طرح سب

سے بڑے ذہین بن جاؤ، عقل تو عقل ہی رہتی ہے لیکن طریقۂ کار، اسلوب وانداز طالب علم کی دماغی وذہنی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے اور ترقی دینے میں مددگار ومساعد ہوتا ہے۔''

(۲) طلب وحرص: طالب علم کو چاہیے کہ وہ بلندیوں، رفعتوں، اونچائیوں کو حاصل کرنے کا حریص وطالب ہو، اس طرح وہ استاذ کی صحبت وہمنشین کا بھی طالب ہو، صحبت شیخ کے فوائد اور اس کی قدر واہمیت کا اندازہ کرنا ہو تو ہماری کتاب "حیاتك ثمن جنتك" ضرور پڑھیں۔

(۳) مشقت: مقصد پانے کے لیے محنت ومشقت اور پوری کوشش کرنا، بلند ہمتی روزانہ کی پابندی اور کثرت سے سبق کے مذاکرہ ومراجعہ کے ذریعہ تم اپنے مقصد تحصیل علم اور حفظ قرآن تک آسانی سے پہنچ جاؤ گے۔

(۴) خرچہ نفقہ: مال جو تم کو تحصیل علم کے مقصد تک پہنچاتا ہے طالب علم کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ لوگوں پر بوجھ یا ان کا دست نگر بنے یا قرآن کے ذریعہ کھائے کمائے بلکہ اسے چاہیے کہ وہ تحصیل علم کے لیے پاکیزہ حلال مال استعمال کرے۔

(۵) استاذ کی صحبت: استاذ مربی کے سامنے پابندی سے حاضری اور ہمیشہ موجودگی نہایت ضروری ہے، کیوں کہ وہ تمہارا ہاتھ پکڑ کر سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے، علم کا حصول اور قرآن میں مہارت استاذ بغیر ناممکن ہے، اور استاذ بھی ایسا ہونا چاہیے جو اپنے فن میں پختہ ومضبوط ہو، اپنے علم پر عامل ہو اور مثبت ایجابی فکر والا ہو۔

(۶) طویل صحبت: بہت سے طلباء وطالبات پر وقتی اور عارضی ہمت وحوصلہ آتا ہے وہ علم کی طرف راغب ہوتے ہیں اور پھر وہ مضبوط ہمت سے علم کی مجلسوں میں بھی جاتے ہیں اور ایک مدت تک اس پر قائم ودائم بھی رہتے ہیں، لیکن پھر ان پر سستی وکسل مندی چھا جاتی ہے، یہ بہت بڑی غلطی ہے ایک یا دو سبق میں حاضری یا مہینہ دو مہینہ کی پابندی سے علم نہیں طلب کیا جا سکتا ہے، اس کے لیے لمبے عرصے تک درس کی پابندی ضروری ہے۔

فرمان نبوت:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ: کون سی چیز سب سے زیادہ لوگوں کو جنت میں داخل کرے گی؟ فرمایا کہ اللہ کا ڈر اور اچھے اخلاق اور پوچھا گیا کہ سب سے زیادہ لوگوں کو جہنم میں کون سی چیز داخل کرے گی؟ فرمایا کہ منھ اور شرم گاہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میں جنت کے بیچو بیچ ایک گھر کا ضامن ہوں ایسے شخص کے لیے جو تفاخر کو حق کے باوجود ترک کردے اور جنت کے درمیان ایک گھر کا جو مزاح میں بھی جھوٹ ترک کردے اور اعلیٰ جنت میں ایک گھر کا اس کے لیے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ (رواہ ابوداؤد)

ایمانی سفر:

اے طالب علم! آؤ ہم تخیلاتی اور تصوراتی سفر میں جاتے ہیں: اپنی آنکھ بند کرلو، اور تصور کرو کہ تمہارے سامنے ایک جنازہ رکھا ہے، جنازہ میں چادر اوڑھے ایک شخص ہے تم لوگوں کے سامنے نماز جنازہ کے لیے کھڑے ہو کر چار تکبیریں کہہ چکے ہو، پھر تم اس سے قریب ہوتے ہو تا کہ جان سکو کہ مردہ کون ہے؟ تم یہ جان کر ششدر و حیران رہ جاتے ہو کہ مردہ تم ہی ہو۔

وہ زندگی ختم ہوگئی جس کے تم بڑے حریص تھے، خواب مٹ گئے، آرزوئیں جاتی رہیں، اب محسوس کرو کہ لوگ تمہیں اٹھائے ہوئے تمہارے حقیقی گھر میں رکھنے لے جارہے ہیں اور تم کو قبرستان سے قریب کر رہے ہیں پھر تمہیں قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور تم پر مٹی ڈالنے کے لیے ایک دوسرے سے سبقت کر رہے ہیں۔

اور اب تم قبر میں ہو تنہا، تمہارے دوستوں عزیزوں نے تمہیں دفن کر دیا ہے، تم قبر میں یک و تنہا پڑے ہو، تم ان کے جوتوں کی چاپ کی آواز سن رہے ہو اور وہ تمہیں قبر میں یک و تنہا چھوڑ کر جارہے ہیں، نہ مال ہے نہ اولاد ہے نہ کسی اور چیز کا سہارا کہ دفعتاً دو فرشتے آجاتے ہیں، سوچو، غور کرو ان لمحات میں تم کیا آرزو اور تمنا کرو گے؟

کیا تم آرزو نہیں کرو گے کہ کاش تم کتاب اللہ کے حافظ ہوتے، قرآن پر گرمجوشی

سے عمل کرنے والے اس پر مکمل ایمان رکھنے والے، جو قبر کی وحشت میں تمہاری قبر کو روشن اور منور کرتا تصور کرو ان لمحات میں کہ تم کتاب اللہ کے حافظ ہو اس پر عمل کرنے والے، اور قرآن تمہاری سفارش کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اے رب میں نے اس کو رات میں سونے سے روکا تو اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما تو قرآن کی سفارش قبول کی جائے گی، غور کرو اس وقت تمہیں کتنی خوشی حاصل ہو گی۔

یاد رکھو! زندگی بھی ایک سفر ہے اور تم نے محسوس و مشاہدہ کیا ہوگا کہ یہ سفر نہایت تیزی سے انجام پزیر ہو رہا ہے، مرورِ زمانہ کی رفتار پر غور کرو، سال کیسی تیزی سے گزر جاتے ہیں، انتظار کے لیے ہمارے پاس وقت نہیں ہے، ہمیں واقعی ضرورت ہے کہ ہم آگے بڑھیں اور اپنے مقصد اور کامیابی تک پہنچنے کے لیے سخت جدوجہد محنت و کوشش کریں، کیا خوب کہا ہے کہنے والے نے اللہ اس کا بھلا کرے۔

راتوں کے جانے سے آدمی خوش ہوتا ہے حالاں کہ ان کا جانا خود آدمی کا جانا اور ختم ہونا ہے

فرمان نبوت:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''قیامت کے دن تم میں مجھ سے سب سے زیادہ محبوب اور نشست میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ ہوں گے جن کے اخلاق اچھے ہوں گے۔'' (رواہ الترمذی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جو مسلمانوں کے کسی معاملے کا ذمہ دار بنایا گیا وہ قیامت کے دن لایا جائے گا اور جہنم کے پل پر روک لیا جائے گا، اس کی کوئی ہڈی صحیح سالم نہ ہوگی، اگر وہ نیک اور صالح ہوگا تو نجات دیا جائے گا اور اگر بدکار گنہگار ہوگا تو پل پھٹ جائے گا اور اس کو لے کر ستر خریف نیچے گہرائی میں جا گرے گا۔'' (رواہ الطبرانی)

طلب علم میں ہمارے اسلاف کرام کے اسفار:

گزشتہ صفحات میں ہم نے اسلاف کے علمی سفروں کا ذکر تفصیل سے کیا ہے اب

ہم ان کے واقعات کا مختصر خلاصہ پیش کر رہے ہیں۔

طلب علم میں امام احمد بن حنبلؒ کا سفر

امام احمد بن حنبلؒ (164-241ھ) مَرْو شہر میں پیدا ہوئے، انہوں نے طلب علم میں کوفہ، بصرہ، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، یمن، شام، مغرب، فارس، خراسان اور سرحدی پہاڑی علاقوں کا سفر کیا، ۲۴۱ھ میں بغداد میں وفات پائی۔

امام بخاری محمد بن اسماعیلؒ کا علمی سفر

محمد بن اسماعیل بخاری میں (موجودہ ازبکستان) ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے اور سمرقند میں (موجودہ ازبکستان) ۲۵۶ھ میں وفات ہوئی، اسلام کے بڑے عالم، الجامع الصحیح، معروف بہ صحیح بخاری کے عظیم مصنف، رجالِ حدیث میں الضعفاء اور التاریخ تالیف فرمائی، حالت یتیمی میں پلے بڑھے، طلب حدیث میں ۲۱۰ھ میں طویل علمی سفر پر روانہ ہوئے، اور خراسان، عراق، مصر، شام، بغداد، بصرہ، فسطاط، مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ کا سفر کیا، اور ایک ہزار مشائخ سے حدیث کی سماعت کی، اور تقریباً چھ لاکھ احادیث جمع کی، ان چھ لاکھ احادیث میں سے ثقہ راویوں سے صرف صحیح درجہ کی روایتوں کا انتخاب کیا اور اپنی کتاب جامع صحیح مرتب کی جس میں مکرر روایتوں کے ساتھ ۷۲۷۵ حدیثیں ہیں اور حذف مکرر کے ساتھ حدیثوں کی تعداد ۴۰۰۰ ہزار ہے، امام بخاریؒ اس نہج پر کسی کتاب کو مرتب کرنے والے پہلے شخص ہیں۔

امام احمد بن محمد بن حنبل شیبانی کا علمی سفر

امام احمد ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۴۱ھ میں بغداد کے شہر مرو میں وفات ہوئی، طلب علم میں انہماک کے ساتھ پروان چڑھے، طلب علم میں دور دراز مقامات کا بڑے طویل سفر کیے، چناں چہ وہ طلب علم کے لیے کوفہ، بصرہ، مکہ، مدینہ، یمن، شام، مغرب، جزائر، دونوں عراق (عراق عربی اور اہواز، عراق عجمی) کے علاوہ پہاڑی سرحدی علاقوں

میں بھی تشریف لے گئے، فارس وخراسان کی خاک چھانی اور مسند تصنیف کی جو تیں ہزار حدیثوں پر مشتمل ہے، مکررات کے ساتھ اس کے علاوہ متعدد کتابیں تالیف کی اور دنیا میں مذہب حنبلی کے امام کے نام سے روشناس ہوئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''قیامت کے دن والی (امیر، حاکم) کو لایا جائے گا جہنم کے پل پر روک لیا جائے گا، اللہ تعالیٰ پل کو حکم دیں گے تو پل زور سے جھٹکا دے کر ہلنے لگے گا جس کے اثر سے اس والی کی ہر ہڈی اپنی جگہ سے جدا ہو جائے گی، پھر اللہ ہڈیوں کو حکم دیں گے تو ساری ہڈیاں اپنی جگہ آ ئے گی پھر اس امیر سے پوچھ گچھ فرمائیں گے اگر وہ مطیع وفرماں بردار ہوگا تو اللہ اسے اپنے سے قریب فرمائیں گے اور اسے دوہرا اجر عطا فرمائیں گے اور اگر وہ نافرمان گنہگار ہوگا تو پل ٹوٹ جائے گا اور اس کو لے کر ستر خریف نیچے جہنم کی گہرائی میں گرا دے گا۔'' (جمع الجوامع)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جب بندے کا جسم خشیت الٰہی سے کانپتا ہے تو اس سے اس کے گناہ ایسے ہی جھڑتے ہیں جیسا کہ درخت سے اس کے پتے جھڑتے ہیں۔'' (مجمع الزوائد)

امام مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری کا علمی سفر

امام مسلم بن حجاج خراسان نیشاپور میں ۲۰۴ھ میں پیدا ہوئے اور خراسان نیشاپور (حالیہ ایران) میں ۲۶۱ھ میں وفات پاگئے۔

طلب علم میں انہوں نے حجاز، مصر، شام، عراق، بصرہ، مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ اور دمشق کا سفر کیا، صحیح مسلم ان کی سب سے مشہور کتاب ہے، جس میں چار ہزار حدیثیں ہیں، اس کتاب کو انہوں نے پندرہ سال میں مکمل کیا، ان کی کتابوں میں المسند الکبیر ہے جو فن اسماء الرجال میں ہے (الجامع) ہے جو ابواب پر ترتیب دی گئی ہے، اسی طرح (الکنی والاسماء) بھی ان کی مشہور کتابوں میں ہے۔

فرمانِ نبوت:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''کسی فاجر کی نعمت وشان پر ہرگز رشک نہ کرو کیوں کہ تم نہیں جانتے کہ موت کے بعد وہ کن حالات سے دوچار ہونے والا ہے، اس لیے کہ اللہ کے پاس اس کے لیے موت ہی موت اور خرابی ہی خرابی ہے۔'' (البغوی)

معدیکرب اپنے والد وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ: ''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ اتنے میں یمن کا ایک وفد آیا، انہوں نے امرؤالقیس بن حجر کندی کا (تعریفی انداز میں) ذکر کیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ، وہ شخص دنیا میں تو مشہور ومعروف ہے لیکن آخرت میں بھولا بسرا ہوگا، دنیا میں شریف ہے آخرت میں گمنام ہوگا، قیامت کے دن (گمراہ) شعراء کا جھنڈا تھامے آئے گا اور انہیں جہنم کی طرف رہنمائی کرتے لے جائے گا۔'' (المعجم الکبیر)

طلبِ علم کے لیے امام ابوداؤد کا سفر

سلیمان بن اشعث ازدی سجستانی، سجستان میں ۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے اور بصرہ میں ۲۷۵ھ میں وفات پاگئے، اپنے زمانے میں محدثین کے امام تھے، طلب علم میں ان کے بڑے اور طویل اسفار ہیں، انہوں نے بغداد، بصرہ، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، فسطاط (مصر) قدس، دمشق کا علمی سفر کیا، ان کی مشہور کتاب (السنن) ہے جس میں چار ہزار آٹھ سو حدیثیں ہیں، ان کی فن حدیث میں (المراسیل) نامی کتاب بھی ہے، اور کتاب الزہد بھی انہیں کی ہے۔

فرمانِ نبوت کی جھلکیاں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جس نے اپنی دنیا سے محبت کی وہ اپنی آخرت کا نقصان کرے گا اور جس نے اپنی آخرت سے محبت کی وہ اپنی دنیا کا نقصان کرے گا۔'' (رواہ احمد)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ: ''میں کمزور غریب مہاجر مسلمانوں کی ایک جماعت میں بیٹھا تھا، لوگ ایک دوسرے سے ستر کرکے برہنگی چھپارہے

تھے، اور ایک قاری قرآن پڑھ رہا تھا، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور کھڑے ہو گئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑا دیکھ کر قاری خاموش ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا پھر فرمایا کہ تم کیا کر رہے ہو، ہم نے عرض کیا کہ ہم کتاب اللہ کی تلاوت سن رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اس طرح حلقہ بنا کر بیٹھو، ان کے غربت زدہ چہرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہوئے تو فرمایا کہ: اے مہاجر فقیروں! قیامت کے دن مکمل نور کی خوشخبری لے لو، تم لوگ جنت میں مالداروں سے آدھا دن پہلے داخل ہو گے جو پانچ سو دن کا ہو گا۔'' (رواہ ابوداؤد)

امام ترمذی کا طالب علمانہ سفر

محمد بن عیسیٰ سلمی بوغی ترمذی بمقام ترمذ ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے اور ترمذ (حالیہ اوزبکستان) ہی میں ۲۷۹ھ میں وفات پا گئے، طلب علم میں انہوں نے بخاریٰ، خراسان، نیشاپور، رَے، بغداد، بصرہ، مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ کا سفر کیا، امام بخاریؒ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا، بعض اساتذہ سے علم حاصل کرنے میں وہ امام بخاریؒ کے شریک درس اور ہم سبق ہیں، وہ حفظ میں ضرب المثل تھے، ان کی تصانیف میں جامع صحیح ترمذی، الشمائل النبویۃ، التاریخ اور العلل فی الحدیث ہے۔

فرمانِ نبوت:

مالک بن دینار کا قول ہے کہ: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ''میں زمین والوں کو عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہوں لیکن جب قرآن کی مجلسوں، مسجد کے آباد کرنے والوں اور مسلمان بچوں کو دیکھتا ہوں تو میرا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔'' (تنبیہ الغافلین)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب کسی طالب علم کو دیکھتے تو فرماتے کہ: ''خوش آمدید، حکمت کے سرچشموں، تاریکی کے چراغوں، کپڑوں کے بوسیدہ، دلوں کے تروتازہ ہر قبیلے کے گلدستوں۔''

امام نسائی کا طالب علمانہ سفر

احمد بن علی بن شعیب ۲۱۵ھ میں بمقام نسا (حالیہ ترکمانستان) میں پیدا ہوئے، رملہ میں وفات ہوئی اور قدس میں ۳۰۳ھ میں مدفون ہوئے، انہوں نے حصول علم کے لیے رَے، بغداد، بصرہ، مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ، فسطاط (مصر) قدس اور فلسطین کا سفر کیا، طلب علم کے لیے ملکوں ملکوں کی خاک چھانی لیکن مصر کو اپنا وطن بنالیا، ان کی درج ذیل کتابیں مشہور ومعروف ہیں، السنن الکبریٰ فی الحدیث، المجتبیٰ، اس کو سنن صغریٰ بھی کہتے ہیں، الضعفاء والمتروکون، مسند علی، مسند مالک۔

طلب علم میں امام ابن ماجہ کا سفر

محمد بن یزید قزوینی ۲۰۹ھ میں قزوین میں پیدائے اور قزوین (حالیہ ایران) میں ۲۷۳ھ میں وفات پاگئے، علم حاصل کرنے کے لیے انہوں نے اہواز، بصرہ، شام، فسطاط، حجاز، مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ اور بصرہ کا سفر کیا، انہوں نے اپنی مشہور عالم کتاب ابن ماجہ تصنیف کی جس میں ۴۳۴۱ حدیثیں ہیں، ان میں سے ۳۰۰۲ حدیث کی پانچوں مستند کتابوں میں ہے، ۱۳۳۹ حدیثیں زائد ہیں، ۶۱۳ حدیثیں ضعیف الاسناد ہیں اور ۹۹ حدیثیں واھیۃ الاسناد ہیں، اس لیے سنن ابن ماجہ سے حدیث کا درجہ معلوم کرنے کے بعد ہی حدیث لی جائے گی۔

حصول علم کے لیے امام دارمی کا سفر

عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی سمرقندی ۱۸۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۵۵ھ میں سمرقند ہی میں وفات پاگئے، طلب حدیث کے لیے انہوں نے حجاز، شام، مصر، عراق، خراسان، حرمین کا سفر کیا، اور خلق کثیر سے حدیث کی سماعت کی، وہ بلا کے عاقل، صاحب علم وفضل، مفسر اور فقیہ تھے، ان کی درج ذیل تصانیف مشہور ومعروف ہیں، المسند فی الحدیث، الجامع الصحیح جس کو سنن دارمی بھی کہتے ہیں، الثلاثیات۔

امام مالکؒ

مالک بن انس حمیری ۹۳ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور ۱۷۹ھ میں مدینہ منورہ ہی میں وفات ہوئی، ان کو امام دارالہجرۃ بھی کہا جاتا ہے، ائمہ اربعہ میں سے ایک فقہ مالکیہ انہی کی طرف منسوب ہے، دین کے معاملہ میں بڑے پختہ اور مضبوط تھے، موطا حدیث میں ان کی مشہور زمانہ کتاب ہے، وعظ میں ان کا ایک رسالہ ہے ''المسائل'' کے نام سے، فرقہ قدریہ کے رد میں بھی ان کا ایک رسالہ ہے۔

حدیث شریف کے رُوات اور کتب صحاح:

حدیث کی اصطلاح میں حدیث صحیح کو ہی عموماً حدیث مقبول کہا جاتا ہے، جس کی ضد حدیث ضعیف یا حدیث مردود ہے، ان دونوں کے درمیان حدیث حسن ہے جو راویوں کی صحت وضعف کے لحاظ سے مختلف ہوتا رہتا ہے یعنی اس کا درجۂ قوت وضعف بدلتا رہتا ہے، مصطلحات حدیث کے علماء کے نزدیک حدیث صحیح کی تعریف یہ ہے کہ وہ مرفوع متصل ہو، عادل ضابط سے منقول ہو جو تحمل حدیث وادائیگی حدیث دونوں میں ضابط ہو، شذوذ وعلت سے محفوظ ہو، یعنی وہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع ومتصل ہو، اس کے تمام راوی عادل وضابط ہوں نیز وہ ثقہ راویوں کے خلاف نہ ہو، شذوذ سے محفوظ ومتصل ہو، اس کے تمام راوی عادل وضابط ہوں نیز وہ ثقہ راویوں کے خلاف نہ ہو، شذوذ سے محفوظ ہونے کا مطلب بھی یہی ہے کہ وہ ثقہ رواۃ کے مخالف نہ ہو، بسا اوقات کبھی کوئی مخفی علت منکشف نہیں ہوتی اور اگر وہ منکشف بھی ہو تو فرق نہیں پڑتا، بظاہر وہ حدیث محفوظ سمجھی جائے گی۔

حدیث صحیح کے سات مراتب ہیں جو ذیل میں درج ہیں:

۱۔ جس حدیث کی تخریج پر بخاری اور مسلم دونوں متفق ہوں اور یہ سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے۔

۲۔ جس کی تخریج صرف امام بخاریؒ نے کیا ہو۔

۳۔ جس کی تخریج تنہا امام مسلمؒ نے کیا ہو۔

۴۔ جو حدیث امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کی شرط پر ہو لیکن ان دونوں ائمہ نے اس کی تخریج نہ کی ہو۔

۵۔ جو امام بخاریؒ کی شرط پر ہو لیکن انہوں نے اس حدیث کی تخریج نہ کی ہو۔

۶۔ جو امام مسلمؒ کی شرط پر ہو لیکن انہوں نے اس حدیث کی تخریج نہ کی ہو۔

۷۔ جو حدیث امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کی شرط پر نہ ہو لیکن دوسرے ائمہ حدیث کے نزدیک وہ صحیح ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اچھے لکھنے والوں کو اپنے اقوال شریفہ کو لکھنے کی اجازت عطا فرمادی تھی جیسا کہ ان لوگوں کو آپؐ کے اقوال ضبطِ تحریر میں لانے کی اجازت تھی جو حفظ کرنے اور یاد رکھنے پر قادر نہ تھے، پھر بعد میں کتابت حدیث کی عام اجازت ہوگئی، چناں چہ بہت سے تابعین صحابہؓ کے سامنے لکھتے تھے، صحابیٔ رسول سعد بن عبادۃ انصاریؓ کے پاس ایک کتاب تھی جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا ایک معتد بہ حصہ موجود تھا، اسی کے مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ابورافع کے پاس بھی ایک صحیفہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں عبداللہ بن عمرو نے "الصحیفۃ الصادقۃ" کے نام سے ایک صحیفہ مرتب کیا تھا، جابر بن عبداللہ انصاریؓ کا صحیفہ عہد صحابہ میں مرتب ومدون کیا گیا، اس میں سے ایک حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک ہی میں مدون ومرتب ہو چکا تھا۔

عمر بن عبدالعزیز نے اپنے عہد مبارک ۹۹-۱۰۱ھ میں اہل مدینہ کو خط لکھا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ جمع کر کے کتابی شکل میں لکھی جائیں، کیوں کہ مجھے علم اور علماء کے مٹنے اور ختم ہونے کا اندیشہ ہے، ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ: عمر بن عبدالعزیز نے ہمیں حدیثیں اور سنتیں جمع کرنے کا حکم دیا، چناں چہ ہم نے احادیث کو

کتاب اور صحیفہ کی شکل میں لکھ کر جمع کیا اور عمر بن عبدالعزیز نے اپنی زیر اقتدار ہر مملکت میں اس کی ایک کاپی ایک محافظ کی نگرانی میں بھجوایا۔

شیخ جلیل علامہ احمد بن حمد خلیلی مفتی عام سلطنت عمان کا طالب علمانہ سفر:

شیخ جلیل علامہ احمد بن حمد خلیلی مفتی عام سلطنت عمان کی حیات مختلف علوم وفنون اور نادر ونایاب فضل ومعرفت سے لبریز ہے، ان کے اندر انتہا درجہ کی طلب اور علم کی حرص تھی، انہوں نے تا حیات ممتاز علمی اسفار کیے اور اتنا علم ومعرفت علوم وفنون جمع کر دیا جو سلطنت عمان کے طالب علم کو علمی لحاظ سے مالدار و بے نیاز کر دیتا ہے، اللہ اہل عمان کے علم میں برکت عطا کرے اور انہیں شیخ کے اخلاق کریمانہ سے نفع اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے، آئندہ صفحات میں ہم ایک ایسے طالب علم کی زندگی کا تعارف پیش کریں گے جو سلطنت عمان کے افق پر مفتی عام، مفسر، محدث اور فقیہ کی حیثیت سے جلوہ گر ہوا۔

سلطنت عمان کے نشریاتی ادارے کو انٹرویو دیتے ہوئے شیخ نے اپنے بارے میں بتایا:

اور فرمایا کہ لوگ مجھ سے بہت زیادہ حسن ظن رکھتے ہیں، حالاں کہ میں اپنی ذات کو ان سے زیادہ جانتا ہوں، چناں چہ میں اس مقام بلند پر فائز نہیں ہوں جس کا لوگ مجھے حق دار جانتے ہیں، میں اپنے آپ کو علماء میں شمار نہیں کرتا بلکہ میں اپنے آپ کو معمولی اور چھوٹے طلبہ میں گردانتا ہوں، میرے لیے یہ بات عزت وشرف کے ہے کہ میں تاعمر طالب علم ہی رہوں، میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے طالب علم ہی کی زندگی دے اور طالب علمانہ ہی موت عطا کرے، بے شک وہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یا اللہ! اتنا علم وفضل اور یہ تواضع، یہ شخص دو عظیم منصبوں پر فائز ہے اس کے باوجود اپنے آپ کو چھوٹے طلباء میں شمار کراتا ہے بلکہ سرے سے طالب علم ہی نہیں گردانتا، سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: جو شخص اللہ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ اسے مقام بلند پر پہنچا دیتے ہیں۔ (ابو ہریرۃ)

اس شان کا عالم و فاضل شخص اپنے کو چھوٹے طلباء میں شمار کرتا ہے اور طالب علمانہ موت کی آرزو کرتا ہے ابن ابی غسان کا قول ہے کہ: ”تم ہمیشہ عالم رہو گے جب تک تم سیکھتے رہو گے اور جب تم بے نیاز بن کر علم سیکھنا ترک کر دو گے جاہل ہو جاؤ گے، موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا اے اللہ تیرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا: عالم جو علم طلب کرتا رہتا ہے۔ (ربیع الابرار)

اسی طرح کا عالم ربانی اللہ تعالیٰ کے قول کا مصداق و حقدار ہوتا ہے (لیکن اللہ والے ہو جاؤ بوجہ اس کے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور پڑھتے ہو۔ (آل عمران)

اے طالب علم! وقت کو غنیمت جانو اور ان ممتاز علماء کرام کی زندگی اور ان کی علمی و عملی فیاضی سے استفادہ کر کے فیض حاصل کرو، مبادا ایسا دن آئے کہ ہم ان کے درس میں حاضر نہ ہوئے اور ان کے علم، ادب، اخلاق اور تہذیب و سلیقہ سے فائدہ اٹھانے پر شرمندہ ہوں۔

سلف کی ایک جماعت اساتذہ سے فیض حاصل کرنے سفر کر کے ان کی خدمت میں حاضر ہوئی ان میں سے بعض نے استاذ کا جنازہ پایا بعض نے شیخ کو سکرات موت کی حالت میں پایا بعض نے قبر میں رکھتے ہوئے پایا۔

ہماری زندگی چاہے کتنی ہی طویل ہو ہم آنے والی نسلوں کو پائیں گے کہ وہ ہمیں ملامت کر رہے ہوں گے اور سخت سست کہہ رہے ہوں گے اس بات پر کہ ہم نے اپنے شہر کے بعض ان مشائخ سے علم حاصل کرنے کا اہتمام نہیں کیا جو علم کثیر کے مالک اور بہترین اسوہ و نمونہ تھے علم و فضل کے میدان میں۔

عالم ربانی کی علامتیں:

جتنا اس کا علم و فضل جاہ و منصب بڑھے گا اتنا ہی اس کا تواضع، بردباری اور کرم بڑھے گا جتنا اس کا فضل و علم بڑھے گا اتنا ہی اس کی اللہ سے خوف و خشیت بڑھے گی۔

بہر حال شیخ احمد کی تعلیم اور ان کا طالب علمی کا سفر تو انہوں نے صاحب علم و فضل

والدین کی صحبت اٹھائی ان کا فیض پایا، ان سے قرآن مہارت مضبوطی کے ساتھ سیکھا پھر ایک ماہر فن پختہ کار استاذ کے پاس سفر کر کے گئے اور ان سے عربی زبان کی بنیادی اصول، فقہ، عقیدہ اور فن نحو کا علم حاصل کیا، چناں چہ ان سے درج ذیل کتابیں پڑھیں: ''متن لأجرومیة، ملحۃ الاعراب، شرح قطر الندیٰ، شرح شذور الذہب لابن ہشام اور فن صرف میں متن البناء اور ابن مالک کی لامیۃ الافعال، فضیلۃ الشیخ اس کے بعد بھی کتب فقہ اور اصول فقہ کا گہری محنت اور سخت لگن و تڑپ کے ساتھ برابر مطالعہ کرتے رہے اور علمی مدارج طے کرتے رہے، کتب حدیث میں درج ذیل کتابوں پر خصوصی توجہ کی ''صحیح امام الربیع'' اور بدر ابوسنہ اور نور الدین السالمی کی شرح، صحیح امام بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی کی شرح کے ساتھ، دیگر کتب حدیث بھی مطالعہ میں رہیں، ان علمی اسفار کے بعد اس علم کے محنتی اور حریص طالب نے ذاتی مطالعہ پر اعتماد کیا اور اکثر بلکہ کل اوقات محنت ومشقت کے ساتھ خوب مطالعہ کیا اور حدیث، تفسیر، فقہ، اصول فقہ وغیرہ کی کتابیں خوب محنت سے پڑھیں اور اکثر اوقات وہ علوم قرآن علوم حدیث وفقہ کا گہرائی وگیرائی سے مطالعہ کرتے رہے، اس انتھک محنت وجد وجہد، بلند ہمت وعزیمت سے شیخ علم وفضل کی بلندی وچوٹی پر پہنچے اور علم وفضل کے میدان میں اپنے معاصرین پر فائق وممتاز رہے۔

سلطنت عمان کے ایک نشریاتی انٹرویو میں شیخ سے ان کی علمی اور عزازی ڈگری کے بارے میں پوچھا گیا تو شیخ نے جواب دیا کہ میری ڈگری اور سرٹیفکٹ ''لا إلٰہ إلا اللہ محمد رسول اللہ'' ہے، سبحان اللہ کیا جواب ہے، بخدا! علماء کی تاریخ میں خیر القرون کے بعد اس کی مثال نہیں ملتی، اگر تم کسی ادنیٰ اور سولی عالم سے اس کی ڈگریوں کے بارے میں پوچھو تو وہ تمہیں دسیوں بلکہ اس سے زیادہ علمی اور اعزازی ڈگریاں گنا دے گا کہے گا میرے پاس یہ ڈگری ہے وہ ڈگری ہے اپنی ذات کی تعریف کر کر کے وہ تمہارے کان بھر دے گا۔

فضیلۃ الشیخ نے معرفت وبصیرت کی نگاہ سے دیکھا تو سمجھا کہ علمی اور اعزازی ڈگریوں کی قدر وقیمت اور منفعت موت کے وقت ختم ہو جاتی ہے، مرنے کے بعد اللہ کے

ہاں اس کی کوئی قیمت نہیں ہے، لہٰذا انہوں نے ان ڈگریوں کے ذکر کو اہمیت نہیں دی اور دوعظیم ڈگریوں کا ذکر کیا اور کلمۂ شہادت کو اپنا سرٹیفکٹ قرار دیا، کیوں کہ ہر انسان کی کامیابی وکامرانی اسی پر منحصر ہے، مجھے دو عالموں کی ذاتی اور انفرادی محنت وجدوجہد پر حیرت وتعجب ہوتا ہے، ان میں سے شیخ ناصرالدین البانیؒ ہیں، دوسرے شیخ احمد حمد خلیلی ہیں، اللہ ان کی حیات وزندگی میں برکت دے، یہ دونوں حضرات اپنی ذاتی انفرادی جدوجہد، محنت ومشقت سے علم وفضل، معرفت وبصیرت کی چوٹی پر پہنچے نہ کہ کسی جامعہ یا یونیورسٹی کی شہادت وڈگری کی بنیاد پر، شیخ ناصرالدین البانی محض ابتدائی ڈگری رکھتے تھے، لیکن علم حدیث کی چوٹی اور بلندی پر پہنچے حتی کہ فن حدیث کے امام بن گئے اور علم حدیث کے میدان میں اپنے معاصرین پر فوقیت لے گئے اور یہ سب انفرادی مطالعہ اور ذاتی جدوجہد کا نتیجہ ہے، وہ روزانہ اٹھارہ گھنٹے مطالعہ کرنے لکھنے اور بحث وتحقیق میں صرف کرتے، باقی صرف چھ گھنٹے اپنی ذاتی ضروریات ومعاملات میں لگاتے، یہی حال شیخ احمد بن حمد خلیلی کا ہے، کہ وہ بھی محض اپنی ذاتی جدوجہد، انفرادی محنت ومشقت اور وقت کی قدردانی اور اسے علوم قرآن وحدیث اور فقہ کے مطالعہ میں صرف کرنے کی وجہ سے علوم وفنون اور عزت وعظمت کی رفعت وبلندی پر پہنچے، اللہ نے سچ کہا ہے ”اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم ان کو اپنے (قرب وثواب یعنی جنت کے) راستے ضرور دکھائیں گے۔“ (عنکبوت:۶۹) ترجمہ تھانوی

ان سے سوال کیا گیا کہ کیا آپ اس منصب کا اہل اپنے کو جانتے ہیں؟ جواب دیا کہ میں نہیں جانتا کہ اس منصب میں عزت افزائی زیادہ ہے یا ذمہ داری کا بوجھ؟ کیوں کہ یہ بڑی ذمہ داری ہے جس کے بارے میں لوگوں سے پہلے اللہ کے یہاں پوچھ گچھ ہوگی اس لیے کہ اللہ انسان کے اقوال واعمال کا محاسبہ فرمائیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: ”مومن خیر اور نیکی سے کبھی آسودہ وسیراب نہیں ہوتا یہاں تک وہ نیکی کرتے کرتے جنت میں چلا جائے۔“ (الترمذی)

اس پر مشک کی مہر ہے:

ہم چاہتے ہیں کہ ہم اپنے برگزیدہ اسلاف کے طلب علم میں علمی اسفار کے واقعات کا خاتمہ عصر حاضر کے ایک عظیم محدث کے ذکر پر کریں تا کہ ان کا ذکر ہماری کتاب کے لیے مشک کی مہر ثابت ہو، یہ عظیم محدث ہمارے اسلاف ہی کی مٹی سے بنے تھے، لیکن پیدا ہمارے زمانہ میں ہوئے، کتاب ''الامام الالبانی حیاتہ-دعوتہ'' کے فاضل مصنف محمد بیومی نے سچ لکھا ہے کہ: ''امام البانی (اللہ ان کی قبر پر اپنی رحمت کی بارش نازل کرے اور جنت عدن میں ظل ظلیل میں ٹھہرائے) کی حیات وسیرت پر لکھنا محنت شاقہ کا تقاضہ کرتا ہے، اس لیے کہ امام کی زندگی میں بے شمار واقعات اور قابل ذکر حکایات ہیں، تحقیق وجستجو کرنے والے کے لیے ان سب کا کسی ایک کتاب بلکہ متعدد جلدوں میں جمع واحاطہ کرنا ناممکن ہے، یہ بات محدث عصر کی لائف وحیات پر قلم اٹھانے والے ہر محقق ومصنف کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتا ہے۔

امام البانیؒ اشقودرۃ البانیہ میں ۱۹۱۴ء میں پیدا ہوئے، اپنے والد کے ساتھ دمشق، سوریا ہجرت کر کے گئے، اس وقت ان کی عمر محض نو سال تھی اور عربی زبان سے بالکل نابلد تھے، بلکہ عربی کی حروف ہجائیہ سے بھی ناواقف تھے، سوریا میں ''جمعیۃ الاسعاف الخیری'' نام کے مدرسہ میں داخلہ لے کر پڑھنے لگے۔ ایک ہی سال میں پہلی اور دوسری کلاس پاس کر لیا وراس طرح محض چار سال میں انہوں نے ''الشہادۃ الابتدائیۃ'' حاصل کر لی، عربی زبان میں وہ اپنے تمام سوری ہم سبق ساتھیوں میں ممتاز وفائق رہے، دیگر علوم میں بھی وہ ممتاز رہے، جب وہ آگے پڑھنے سے رک گئے تو ان سے پوچھا گیا کہ آپ جامعی یونیورسٹی سطح کی تعلیم کی تکمیل کیوں نہیں کر لیتے، یعنی ثانویہ کو اخیر تک مکمل کیوں نہیں کر لیتے، تو شیخ نے جواب دیا کہ میں نے ابتدائی تعلیم سے زیادہ نہیں پڑھا، اس کا سبب میرے والد ہیں، اس لیے کہ جیسا کہ بعد میں میرا مشاہدہ ہے اگر میں اسی تعلیم کو جاری رکھتا تو میں موجودہ جس پوزیشن وتعلیم میں ہوں اس میں نہ ہوتا۔

شیخ البانیؒ سے پوچھا گیا کہ جامعہ اسلامی (مدینہ منورہ) میں آپ کو تدریس کے لیے

کیسے منتخب کیا گیا جب کہ یہ بات معلوم ہے کہ جامعہ یونیورسٹی میں تدریس کے لیے پی، ایچ، ڈی ڈاکٹر ہونا ضروری ہے؟ تو شیخ نے جواب دیا کہ جامعہ والوں نے ہی مجھے پڑھانے کی دعوت دی تھی، میں نے از خود طلب نہیں کیا تھا اور نہ ہرگز کروں گا، مرتے دم تک طلب نہ کروں گا، الحمدللہ میں کبھی کوئی جاب یا ملازمت طلب نہیں کروں گا، میں بچپن ہی سے اپنی قوت بازو، محنت وکوشش اور عرق ریزی سے کماتا ہوں، حال ہی میں شیخ محمد بن ابراہیم جو مملکت کے مفتی اور جامعہ کے رئیس وصدر ہیں کی طرف سے بلاوا اور طلب ودرخواست آئی ہے، وہ مجھ سے مطالبہ اور اصرار کررہے ہیں کہ میں جامعہ اسلامیہ میں حدیث کا فن پڑھانے پر موافقت کر کے حامی بھرلوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ: زمین پر علماء کی مثال ایسی ہی ہے جیسی آسمان میں ستاروں کی، جن سے خشکی وتری بحر وبر میں رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ (رواہ احمد)

شیخ نے جامعہ اسلامیہ میں ۱۳۸۱ھ سے ۱۳۸۳ھ کی آخر تک تین سال درس وتدریس کا فریضہ انجام دیا، جامعہ اسلامیہ سے سبکدوشی کے بعد شیخ شام لوٹ گئے، پھر علم حدیث کی نشر واشاعت کی غرض سے عمان، اردن تشریف لے گئے، پھر شام اور بیروت کا سفر کیا، بیروت میں کچھ عرصہ گزارنے کے بعد مجبوراً امارات کا سفر کیا، امارات میں ان کے بعض محبین اور عقیدت کیش احباب نے ان کا زبردست استقبال کیا اور اپنے یہاں ٹھہرایا، ان کا بے مثال اکرام کیا، ان کے آنے کو اپنی سعادت ونیک بختی گردانا، شیخ کی تشریف آوری کو غنیمت جانا اور ان کے علم وفن، رشد وہدایت، وعظ ونصیحت اور فن حدیث کی گہری معرفت وبصیرت سے بھرپور فیض حاصل کیا، پھر علم حدیث کی نشر واشاعت کی غرض سے انہوں نے کویت وقطر کا سفر کیا، پھر عمان، اردن تشریف لے گئے، پھر دمشق کا سفر کیا، ۱۹۶۷ء اور ۱۹۶۹ء میں شیخ کو دو مرتبہ قید وبند سے بھی دوچار ہونا پڑا۔

اخیر عمر میں شیخ کے مرض میں شدت ہوگئی تو معالجوں اور طبیبوں نے آرام وراحت کا مشورہ دیا، لیکن شیخ بحث وتحقیق، مطالعہ ومراجعہ سے بیداری کیا، نیند کی

حالت میں بھی نہیں رکھتے۔

شیخ محمد صالح منجد کہتے ہیں کہ شیخ کے بیٹے عبداللطیف جو اپنے والد کے حاضر باش تھے، انہوں نے مجھے بتایا کہ: ”میرے ابا نے اپنا ذاتی مکتبہ جامعہ اسلامیہ کے طلباء کے لیے وقف کر دیا، اور وصیت کی کہ تدفین میں جلدی کی جائے، لوگوں کا انتظار نہ کیا جائے اور سب سے قریبی قبرستان میں دفن کیا جائے، وفات سے کچھ لمحے پہلے تک وہ بیدار و ہوشیار تھے، حیرت انگیز بات یہ ہیکہ وہ نیند میں بھی کہتے تھے کہ کتاب العلل لاؤ، فلاں کتاب لاؤ، فلاں کتاب لاؤ، کبھی کہتے کہ جرح وتعدیل کی کتاب لاؤ، نیند کی حالت میں اپنے ہاتھ کو حرکت دیتے، کاتب کی طرف کہ سنن ابوداؤد لاؤ، مشکل حل ہو گیا، ایک مرتبہ نیند کی حالت میں کلام فرمایا اور کہا کہ کتاب الترغیب والترہیب جلد اول لاؤ، میں لے کر آیا تو فرمایا کھولو، میں نے کھولا تو فرمایا، طول میں ایک، دو، تین حدیثیں شمار کرو، میں نے عرض کیا طول میں صرف ایک ہی حدیث ہے، تو نیند ہی میں فرمایا کہ جاؤ۔“

مرض کی حالت میں دو مہینے تک جمع بین الصلاتین کرتے رہے، آپ کی گھڑی ریپیرنگ کی دوکان دمشق میں اب تک موجود ہے، اس دوکان کا نام ”الالبانی للساعات“ ہے، شیخ کے فرزند کہتے ہیں کہ ہم ان پر ترس کھاتے کہ وہ بہت کم سوتے ہیں، تحقیق وتصنیف میں ساری ساری رات حالت بیداری میں گزار دیتے، رات میں گیارہ بجے سونے جاتے اور ایک بجے رات میں بیدار ہو جاتے اور فجر کی نماز ادا کر کے دن میں محض دو گھنٹے سوتے، بیس گھنٹے کام میں مشغول رہتے اور محض چار گھنٹے آرام فرماتے۔ (احداث مثیرۃ فی حیاۃ العلامۃ الألبانی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ”جو کوئی بندہ جوتا، موزہ یا لباس طلب علم کے لیے زیب تن کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ گھر کی دہلیز پھلانگتے ہی اس بندے کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔“ (الطبرانی)

یوں تو بہت سے جلیل القدر علماء نے شیخ البانی کی شان میں تعریفی کلمات کہے ہیں، میں صرف شیخ عبداللہ بن باز کے تعریفی کلمات پر اکتفا کرتا ہوں جو انہوں نے شیخ البانی کی شان میں کہے ہیں، چناں چہ وہ شیخ البانی کی علم حدیث میں مہارت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''آسمان کے نیچے اس زمانے میں شیخ ناصر الدین البانی سے زیادہ کسی کو علم حدیث کا ماہر و جانکار نہیں جانتا، وہ علم حدیث میں اس زمانے کے مجدد تھے۔''

امام البانی کی وفات:

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ بروز سنیچر (شنبہ) ۲۲ رجمادی الآخر ۱۴۲۰ھ مطابق اکتوبر ۱۹۹۹ء بعد نماز عصر اٹھاسی سال کی عمر میں عمان، اردن میں وفات پا گئے۔

علامہ البانی کی تصانیف:

شیخ البانی کی سب سے پہلی تصنیف ''العروض النضیر فی ترتیب وتخریج معجم الطبرانی فی الصغیر'' ہے، اس وقت علامہ کی عمر محض ۲۱ رسال تھی، ذیل میں شیخ کی مطبوعہ وغیر مطبوعہ تصانیف کی تفصیل درج ہے:

مطبوعہ تصانیف کی تعداد ترسٹھ (۶۳) ہے۔

غیر مطبوعہ تصانیف کی تعداد تینتالیس (۴۳) ہے۔

تحقیقات، تعلیقات، تخریجات کی تعداد اٹھتر (۷۸) ہے۔

وہ کتابیں جو کسی کی رد میں ہیں ان کی تعداد بیس (۲۰) ہے۔

مجمعات کی تعداد دو سو چار (۲۰۴) ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ دعا کرتے ہوئے کہتے تھے: اے رب! ہر چیز تیری ہر چیز پر قدرت کی بنا پر ہے، لہٰذا میری ہر خطا کی مغفرت فرما دے، اور میری کسی بھی خطا پر باز پرس نہ فرما۔

جو کوئی کسی نعمت سے بہرہ ور ہو اور اس پر شکر نہ کرے تو وہ اس نعمت سے دور ہو جاتا ہے اور اسے احساس تک نہیں ہوتا۔

فہرست مضامین

	مقدمہ (حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم)	۳
۱	مقدمہ	۴
۲	عرض مترجم	۹
۳	تقریظ	۱۱
۴	ایک حدیث کے لیے ایک ماہ کا سفر	۱۴
۵	امام احمد بن حنبل کا علمی سفر	۱۵
۶	اسحاق بن منصور کا علمی سفر	۱۶
۷	امام بقی بن مخلد اندلسی کا علمی سفر	۱۷
۸	طلب حدیث میں سات سال کا خروج	۱۹
۹	طلب علم میں تیس سال سفر کیا	۲۰
۱۰	طالب علم کی آستین میں ایک لاکھ حدیث	۲۰
۱۱	طلب علم میں پینتالیس سال سفر میں گزارے	۲۱
۱۲	امام عبداللہ بن فروخ کا علمی سفر	۲۲
۱۳	آخرت کا طالب تحصیل علم کے لیے نیند و راحت ترک کر دیتا ہے	۲۵
۱۴	حبر الأمت عبداللہ بن عباسؓ	۲۵
۱۵	عبدالرحمٰن بن قاسم کا علمی سفر	۲۷
۱۶	قتیبہ بن سعید بغلانی	۲۸

۱۷	طلب علم میں امام احمد کی صبح خیزی	۲۸
۱۸	امام محمد بن اسماعیل بخاری	۲۹
۱۹	امام محمد بن یحییٰ ذہلی نیشاپوری	۳۴
۲۰	اشیاء گمشدہ کے مراتب	۳۵
۲۱	محدث عبدالرحمٰن بن ابوحاتم رازی کا علمی سفر	۳۵
۲۲	علامہ ابوریحان بیرونی	۳۶
۲۳	بلند ہمتی تمہیں بلندیوں تک پہنچاتی ہے	۳۷
۲۴	علم کے حلقوں کو غنیمت جانو	۳۸
۲۵	طلب علم میں فقر پر صبر کرنا	۳۹
۲۶	امام شافعی کے اقوال	۴۱
۲۷	وہ بھوکے رہے لیکن ان کا پیٹ علم سے آسودہ وسیراب ہوا	۴۱
۲۸	محمد بن ابراہیم وزیر	۴۳
۲۹	علوم ایک دوسرے سے ہم رشتہ وپیوستہ ہیں	۴۳
۳۰	سونے کا آدمی	۴۴
۳۱	قاضی ابویوسف کا ذکر	۴۶
۳۲	سعی پیہم سے دل کی روشنی حاصل کی	۴۹
۳۳	آداب علم	۵۱
۳۴	بے مثال ایثار وقربانی	۵۲
۳۵	دل کی بے نیازی	۵۳

۳۶	لوگوں سے اصرار سے نہیں مانگتے	۵۴
۳۷	علامہ عبداللہ بن محمد نیشاپوری	۵۵
۳۸	وقت سونے سے زیادہ قیمتی ہے	۵۵
۳۹	کاش: موت قابل فروخت ہوتی......	۵۶
۴۰	علم کے راستے میں بھوک کا تحمل	۵۸
۴۱	قلیل دنیا تحصیل علم میں مفید ہے	۵۸
۴۲	امام سفیان ثوریؒ	۵۹
۴۳	اللہ کی خشیت	۶۰
۴۴	انسان ادب سے ہے	۶۱
۴۵	مناجات	۶۳
۴۶	کبریائی اللہ کے لیے ہے	۶۴
۴۷	امانت نعمت کھینچتی ہے	۶۵
۴۸	طلب علم میں شیخ جیلانی کی مشقت	۶۸
۴۹	اللہ واسطے محبت	۷۰
۵۰	اللہ کے راستے میں مجاہدہ کرنے والے	۷۱
۵۱	امام ابوحاتم رازی	۷۲
۵۲	دروازے کو ستر پوش بنادیا	۷۳
۵۳	امام احمد کا مشقت برداشت کرنا	۷۴
۵۴	امام بخاریؒ کی محنت ومشقت	۷۷

۵۵	اساتذہ سے براہ راست علم حاصل کرنا	۷۸
۵۶	طلب علم میں کپڑے بھی بیچ ڈالے	۷۸
۵۷	مایوسی سے پرہیز	۷۹
۵۸	محمد بن جریر طبری	۸۰
۵۹	تیس سیر لوبیا کے عوض تیس ہزار حدیثیں لکھیں	۸۱
۶۰	امام محمد بن علی دجاجی	۸۲
۶۱	روٹی کی خوشبو سونگھ کر بھوک مٹاتے ہیں	۸۳
۶۲	استاذ کا ادب واحترام	۸۴
۶۳	سبق میں خوشی کا اظہار	۸۴
۶۴	استاذ سے سیکھنے کی سب سے اہم چیز	۸۵
۶۵	طلب علم میں مال خرچ کرنا	۸۵
۶۶	طلب علم میں تیس ہزار درہم خرچ کر ڈالے	۸۷
۶۷	اسی ہزار کا خرچ کرنا	۸۷
۶۸	مشرق کی انتہا تک کا سفر	۸۸
۶۹	عالم ربانی کی پہچان	۸۹
۷۰	قیام لیل کے ذریعہ طلب علم	۹۱
۷۱	حافظ ابن عساکر	۹۲
۷۲	استاذ کے اخلاق اپنانا	۹۵
۷۳	اپنی ہمت کو مہمیز دو	۹۶

۷۴	اپنی ہمت ثریا پر رکھو	۹۸
۷۵	اپنی ماں سے دعا کی درخواست کرو	۱۰۰
۷۶	محدثین کی راتیں	۱۰۱
۷۷	آہ و بکا سے علم طلب کرو	۱۰۲
۷۸	وقت سحر قرآن ترنم سے پڑھو	۱۰۳
۷۹	شوہر پر ترس کھا کر بیوی کا رونا	۱۰۴
۸۰	امام ابوحنیفہؒ کا قیام	۱۰۴
۸۱	ابوہریرہؓ کی طرح اپنی رات تقسیم کرلو	۱۰۷
۸۲	بلبل سے تمہاری وفا کم نہ ہو	۱۱۰
۸۳	اللہ کی نعمت کو پہچانو	۱۱۱
۸۴	تم پیدائشی ذہین ہو	۱۱۳
۸۵	کامیابی کا راز	۱۱۴
۸۶	امام شافعیؒ کے بیان کردہ اصول	۱۱۵
۸۷	ایمانی سفر	۱۱۷
۸۸	ہمارے اسلاف کے اسفار	۱۱۸
۸۹	امام احمد کا سفر	۱۱۹
۹۰	امام مسلم کا سفر	۱۲۰
۹۱	امام داؤد کا علمی سفر	۱۲۱
۹۲	امام ترمذی کا سفر	۱۲۲

۹۳	امام نسائی کا سفر	۱۲۳
۹۴	امام ابن ماجہ کا سفر	۱۲۳
۹۵	امام دارمی کا سفر	۱۲۳
۹۶	امام مالک کا علمی سفر	۱۲۴
۹۷	کتب صحاح کے رُوات	۱۲۴
۹۸	شیخ احمد بن حمد خلیلی کا علمی سفر	۱۲۶
۹۹	مُشک کی مُہر، امام البانی کا ذکر	۱۳۰
۱۰۰	علماء کے تعریفی کلمات	۱۳۳
۱۰۱	فہرست مضامین	۱۳۴
۱۰۲	مصادر و مراجع	۱۴۲

عقبہ بن مسلم کہتے ہیں کہ شفیع اصبحی نے ان سے بیان کیا کہ جب وہ مدینہ میں داخل ہوئے تو ایک شخص کو دیکھا جس کے اردگرد لوگ جمع تھے تو میں نے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ یہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، میں ان کے قریب گیا وہ لوگوں سے حدیث بیان کر رہے تھے، جب وہ خاموش ہوئے اور تنہائی نصیب ہوئی تو میں نے ان سے عرض کیا کہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ مجھ سے کوئی حدیث رسول بیان کریں جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو اور اسے یاد بھی رکھا ہو، تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تم سے ضرور ایک ایسی حدیث بیان کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے بیان کی، جب کہ ہمارے ساتھ کوئی دوسرا نہ تھا صرف میں تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، یہ کہہ کر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سسکی لے کر ایک لمبی آہ بھری اور بے ہوش ہو کر گر پڑے، تھوڑی دیر میں افاقہ ہوا تو اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر صاف کیا، پھر فرمایا کہ میں تمہیں ضرور ایک ایسی حدیث سناؤں گا جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے بیان کیا، یہ کہہ کر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پھر سسکی لے کر لمبی آہ بھری اور بے ہوش ہو کر گر پڑے، بڑی دیر بعد افاقہ ہوا، تو اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر صاف کیا، پھر فرمایا کہ: مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان کیا کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمائیں گے، ہر امت ہر فرقہ مارے خوف کے زانو کے بل گر پڑیں گے، سب سے پہلے ایک ایسے شخص کو بلایا جائے گا جس نے قرآن جمع کیا ہوگا، دوسرے ایسے شخص کو جو اللہ کے راستے میں مارا گیا ہوگا، تیسرے ایسے شخص کو بلایا جائے گا جو مالدار غنی ہوگا، اللہ رب العزت قاریٔ قرآن سے فرمائیں گے: کیا جو کچھ میں نے اپنے رسولؐ پر اتارا اس کی تعلیم تمہیں نہیں دی، وہ عرض کرے گا، کیوں نہیں اے میرے رب! اللہ تعالیٰ دریافت فرمائیں گے، تو نے اس پر کتنا عمل کیا؟ وہ کہے گا کہ میں رات دن اس پر عمل

پیرا رہا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو نے جھوٹ کہا اور فرشتے بھی کہیں گے تو نے جھوٹ کہا، بلکہ تو نے قرآن اس لیے پڑھا کہ تجھے قاری کہا جائے، چناں چہ وہ کہا جا چکا اور اسے جہنم میں ڈالنے کا فیصلہ کر دیا جائے گا، اسی طرح مالدار غنی سے پوچھا جائے گا کہ: میرے دئے ہوئے مال میں تو نے کیا کیا؟ تو غنی کہے گا کہ میں مال سے صلہ رحمی کر کے رشتوں کو جوڑتا تھا اور صدقہ خیرات کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو نے جھوٹ کہا، فرشتے بھی کہیں گے کہ تو نے جھوٹ کہا بلکہ تو نے خرچ اس لیے کیا تا کہ تجھے سخی داتا کہا جا سکے، سو وہ کہا جا چکا، تو اسے بھی جہنم میں ڈالنے کا فیصلہ کر دیا جائے گا، اسی طرح مقتول فی سبیل اللہ کو لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ ان سے پوچھیں گے کہ تم نے قتال کیوں کیا؟ تو وہ کہے گا میں نے اللہ کے راستے میں قتال کیا یہاں تک کہ میں جان سے مارا گیا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو نے جھوٹ کہا، فرشتے بھی کہیں گے تم نے جھوٹ کہا، بلکہ تم نے قتال اس لیے کیا تا کہ تمہیں بہادر اور جری کہا جا سکے سو وہ کہا جا چکا، تو اسے بھی جہنم میں ڈالنے کا فیصلہ کر دیا جائے گا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں کو میرے گھٹنے پر مارا اور فرمایا کہ ابو ہریرہ! اللہ کی مخلوق میں سے یہ پہلے تین لوگ ہیں جن پر جہنم کی آگ روز قیامت بھڑکائی جائے گی۔ (رواہ الحاکم وصححہ الألبانی)

المصادر

١ مسند الإمام أحمد

٢ كنز العمال علي المتقي

٣ الزهد للإمام أحمد

٤ صفة الصفوة ابن الجوزي

٥ حياة الصحابة للعلامة يوسف الكاندهلوي

٦ الزهد الكبير للبيهقي

٧ رهبان الليل سيد بن حسن العقاني

٨ سير أعلام النبلاء للإمام الذهبي

٩ رحلة في طلب الحديث للبغدادي

١٠ السنن الستة لأحاديث النبي

١١ مرقاة المفاتيح لملا علي قاري

١٢ صبر العلماء الأستاذ أبو غده

١٣ جمع الجوامع للسيوطي

١٤ الترغيب والترهيب للمنذري

١٥ تنبيه الغافلين للسمرقندي

١٦ صور من حياة التابعين الدكتور عبد الرحمٰن

١٧	فتح الباري	الإمام أحمد العسقلاني
١٨	الطبقات الكبرىٰ	لابن سعد الزهري
١٩	الإصابة	لابن حجر العسقلاني
٢٠	ربيع الأبرار	للزمخشري
٢١	مجمع الزوايد	للهيثمي
٢٢	مسند أبي يعلى	
٢٣	قيمة الزمن	للأستاذ أبو غده
٢٤	تفسير القرطبي	محمد بن أحمد الأنصاري
٢٥	الدر المنثور	جلال الدين السيوطي
٢٦	موسوعة حياة الصحابيات	محمد سعيد
٢٧	مختصر منهاج العابدين	المقدسي
٢٨	لا تحزن	محمود المصري
٢٩	المستخلف في تزكية الأنفس	سعيد حوى
٣٠	طبقات المحدثين بأصبهان	أبو الشيخ الأنصاري
٣١	أخلاق النبي صلى الله عليه وسلم	عبد الله محمد الأنصاري

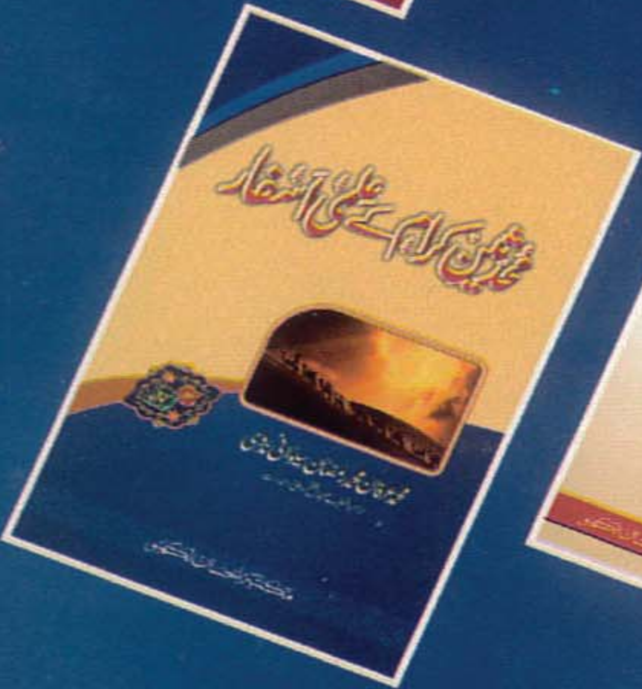

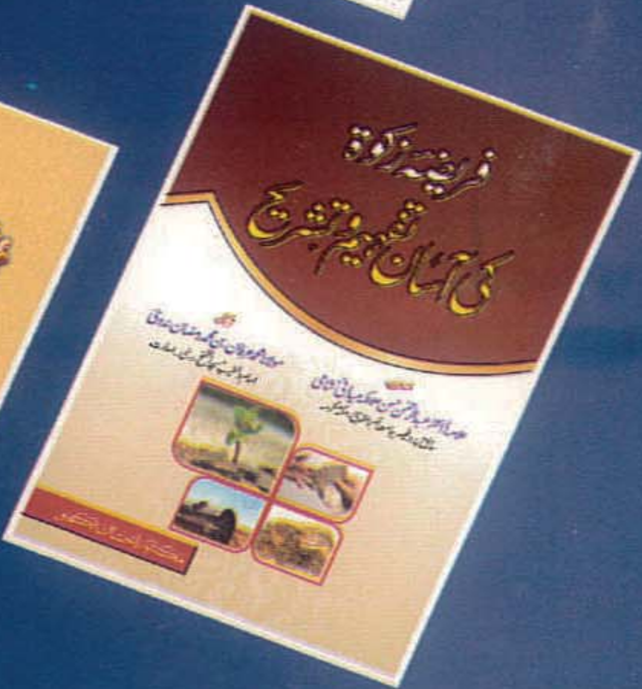

بیت نور، رمضان
Bait-e-Noor Ramzan
Siswan East, Siwan, Bihar
+97-1505 359 002 +91-896 971 7070
E-mai : irfan.nadvi@yahoo.com

₹ 150/-